Marfat.com

Marfat.com

زبورِ عجم

اقبالؒ

مع سلیس اُردو ترجمہ

میاں عبدالرشید

شیخ غلام علی اَینڈ سَنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، پبلشرز،
۱۹۹۔ سرکلر روڈ، چوک انارکلی، لاہور ۲/ ۵۴۰۰۰

۱۹۶۳ء

Marfat.com

© جملہ حقوق محفوظ

زبورِ عجم مع سلیس اُردو ترجمہ کی کتابت، ڈیزائن اور لے آؤٹ کے جملہ حقوق بحق شیخ غلام علی اینڈ سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، پبلشرز محفوظ ہیں کوئی صاحب فوٹو کاپی یا نقل نہ کرے ورنہ نقصان کا وہ خود ذمہ دار ہوگا۔

طابع : شیخ نیاز احمد

مطبع : غلام علی پرنٹرز

اشرفیہ پارک، فیروز پور روڈ لاہور۔

طبع اوّل : ۱۹۹۱ء

ISBN - 969 - 31 - 0712 - 8

مقامِ اشاعت

شیخ غلام علی اینڈ سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، پبلشرز

۱۹۹، سرکلر روڈ چوک انارکلی لاہور ۵۴۰۰۰ (پاکستان)

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	پیش لفظ	۵
۲	بخوانندۂ کتابِ زبور	۸
۳	زبورِ عجم (حصۂ اوّل)	۱۰
۴	دُعا	۱۲
۵	رباعیات (۱ تا ۵۶)	۱۴
۶	زبورِ عجم (حصۂ دوم)	۱۲۴
۷	رباعیات (۱ تا ۷۵)	۱۲۸
۸	گلشنِ رازِ جدید	۲۸۷
۹	گلشنِ رازِ جدید تمہید	۲۹۰
۱۰	سوال و جواب (۱ تا ۹)	۲۹۶
۱۱	غزل	۳۴۶
۱۲	خاتمہ	۳۵۰
۱۳	بندگی نامہ	۳۵۳
۱۴	در بیان فنونِ لطیفۂ غلاماں ۔ موسیقی	۳۶۰
۱۵	مصوری	۳۶۶
۱۶	مذہبِ غلاماں	۳۷۴
۱۷	در فنِ تعمیرِ مردانِ آزاد	۳۸۰

Marfat.com

Marfat.com

پیش لفظ

ایک دن شیخ نیاز احمد صاحب غریب خانہ پر تشریف لائے۔ آپ شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز کے مینجنگ ڈائریکٹر ہیں۔ علامہ اقبالؒ کی تصانیف اسی ادارہ نے اہتمام کے ساتھ شائع کی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ جیسے میں کبھی کبھی اپنے کالم "نورِ بصیرت" میں علامہؒ کے فارسی کلام کا ترجمہ نثر میں دیتا ہوں، اس طرح اقبالؒ کے سارے فارسی کلام کا ترجمہ کر دوں۔ میں نے ہامی بھر لی۔ کام میری مرضی کا تھا اور اس سے پہلے بعض قارئین مجھے یہ بات کہہ چکے تھے۔

صرف ایک مشکل تھی اور وہ یہ کہ آنکھوں میں تکلیف کے باعث میں لکھنے پڑھنے کا زیادہ کام نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے یوں مدد فرمائی کہ میرے محترم دوست خان عزیز الرحمٰن خان اس کام میں میرا ہاتھ بٹانے پر تیار ہو گئے۔ خان صاحب علم دوست آدمی ہیں۔ ویسے تو وہ قرآن پاک کے طالب علم ہیں، مگر چونکہ اقبالؒ نے قرآن پاک ہی کے موتی اپنے اشعار میں پروئے ہیں، اس لیے وہ کلام اقبالؒ سے بھی گہرا شغف رکھتے ہیں۔ خان صاحب ہر روز تشریف لاتے اور ہم ایک گھنٹہ

یا اس سے کم و بیش وقت مطالعۂ اقبالؒ پر صرف کرتے۔ خان صاحب نہ صرف ترجمہ لکھتے جاتے بلکہ ان کے ساتھ تبادلۂ خیالات سے بعض الفاظ کے معنی اور کئی اشعار کے مطالب زیادہ واضح ہوئے۔

ہم نے اس کام کی ابتدا "زبورِ عجم" سے کی۔ علامہؒ کو اپنی اِس کتاب پر ناز تھا۔ اس کے آخر میں "گلشنِ رازِ جدید" ہے، جو خاصے دقیق مضامین پر مشتمل ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ترجمہ میں کوئی خاص مشکل پیش نہ آئی۔ اس کے بعد "پیامِ مشرق" کا ترجمہ شروع کیا۔ ساتھ ہی "ارمغانِ حجاز" کا ترجمہ بھی ہوگیا۔ پھر مثنوی "اسرار و رموز" شروع کی۔ "رموزِ بیخودی" کے بعض اشعار کا ترجمہ کرنے میں کچھ مشکل پیش آئی۔ بہرحال یہ مرحلہ بھی طے ہوا۔ اس کے بعد مثنوی "پس چہ باید کرد" اور "مسافر" کا ترجمہ کیا۔ آخر میں "جاوید نامہ" کے ترجمہ سے کام اختتام پذیر ہوا۔

ہم نے ترجمہ آسان اور مطالب قابلِ فہم بنانے کی پوری کوشش کی ہے۔ فیصلہ قارئین کے ہاتھ میں ہے۔ کوئی بات پسند آئے، تو ہمارے لیے دعا کریں۔ غلطی نظر آئے، تو مطلع فرمائیں۔

عبدالرشید

Marfat.com

Marfat.com

بخوانندۂ کتابِ نو

می شود پردۂ چشم پرِ کاہے گاہے
دیدہ ام ہر دو جہاں را بنگاہے گاہے
وادیٔ عشق بسے دور و دراز است ولے
طے شود جادۂ صد سالہ بآہے گاہے
در طلب کوش و مدہ دامنِ امید از دست
دولتے ہست کہ یابی سرِ راہے گاہے

Marfat.com

کتابِ بُور پڑھنے والے سے

- کبھی تو ایک معمولی تنکا میری آنکھ کے لیے پردہ بن جاتا ہے۔
- اور کبھی میں ایک نگاہ سے دونوں جہان دیکھ لیتا ہُوں۔
- وادیٔ عِشق کا فاصلہ بڑا دُور دراز ہے۔
- لیکن کبھی سو سال کی راہ ایک آہ سے بھی طے ہو جاتی ہے۔
- تُو بھی اسے پانے کی کوشش کر اور دامنِ اُمید نہ چھوڑ۔
- کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ سرِ راہ دولتِ (عِشق) مِل جاتی ہے۔

Marfat.com

زبورِ عجم

حصّۂ اوّل

زبردن درگذشتم زدرونِ خانہ گفتم!
سخنے نگفتہ را چہ قلندرانہ گفتم!

Marfat.com

زبورِ عجم

حِصّۂ اوّل

(بحضورِ حق تعالیٰ)

- مَیں نے بیرونی دروازہ چھوڑ کر گھر کے اندر کی بات کی ہے۔
- جو کچھ نہیں کہا جا سکتا تھا، اسے قلندرانہ انداز سے کہہ دیا ہے۔

Marfat.com

دُعا

یارب دردِ سینہ دلِ باخبر بدہ
در بادہ نشہ را نگرم آں نظر بدہ
ایں بندہ را کہ با نفسِ دیگراں نزیست
یک آہِ جانہ زاد مثالِ سحر بدہ
سیلم، مرا بجوئے تنک مایۂ مپیچ
جولانگہے بوادی و کوہ و کمر بدہ
سازی اگر حریفِ ہمِ پیکراں مرا
با اضطرابِ موج سکونِ گہر بدہ
شاہینِ من بصیدِ پلنگاں گذاشتی!
ہمتت بلند و چنگل ازیں تیز تر بدہ
رفتم کہ طائرانِ حرم را کنم شکار
تیرے کہ ناوگندہ فتد کارگر بدہ
خاکم بہ نورِ نغمۂ داؤد برفروز
بر ذرۂ مرا پر و بالِ شرر بدہ

دعا

- اے رب ! مجھے دلِ باخبر عطا فرما !
مجھے ایسی نظر دے کہ شراب میں نشّہ دیکھ لوں ۔
- تیرا یہ بندہ ، جس نے کسی سے زندگی مستعار لینا قبول نہیں کیا
اسے سَحَر کی مانند آہِ خانہ زاد (اوریجنل) عطا کر۔
- مَیں سَیلاب ہُوں ۔ مجھے کسی چھوٹی ندی کے حوالے نہ کر۔
مجھے ایسی وسعت دے کہ پہاڑوں ، وادیوں اور میدانوں کو اپنے آغوش میں لے سکوں۔
- اگر آپ نے مجھے بیکراں سمندر بنایا ہے ۔
تو پھر اضطرابِ موج کے ساتھ سکُونِ گہر بھی عطا فرمائیے !
(اُوپر موجوں کی سی کشمکش ہو ، لیکن اندر دل ایسے پُرسکون ہو جیسے صدف کے اندر موتی)
- آپ نے میرے شاہین کو چیتوں کے شکار پر چھوڑا ہے ۔
تو اسے بلند ہمّت دیجیے اور اس کے پنجہ کو اور تیز کر دیجیے ۔
- مَیں اِس لیے نِکلا ہُوں کہ طائرانِ حرم کو شکار کروں ۔
مجھے ایسا تیر عطا فرمائیے جو چلائے بغیر ہی کارگر ہو جائے ۔
- میری خاک کو نغمۂ داؤدؑ سے چمکا دِیجیے ۔
میرے بدن کے ہر ذرّہ کو شرر بنا دیجیے کہ وہ اُڑتا پھرے ۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱

عشقِ شور انگیز راہِ جادہ در کوے تو برد
بر تلاشِ خود چہ می نازد کہ رہ سوے تو برد!

۲

درونِ سینۂ ما سوزِ آرزو زکجاست؟
سبوز ماست، ولے بادہ در سبو زکجاست؟
گرفتم این کہ جہاں خاک و مائے خاکیم
بہ ذرّہ ذرّۂ ما دردِ جستجو زکجاست؟
نگاہِ ما بگریبانِ کہکشاں افتد
جنونِ ما زکجا شورہائے ہو زکجاست؟

Marfat.com

۱

- عشق شور انگیز نے جو بھی راستہ اختیار کیا ۔ اس نے اسے آپ کی گلی تک پہنچا دیا۔
- عشق کو اپنی تلاش پر بہت ناز ہے کہ وہ بالآخر آپ تک پہنچ ہی گیا۔

۲

- ہمارے سینے میں آپ کی محبت کا سوز کہاں سے آیا۔
  بدن تو ہمارا ہے ۔ لیکن اس مٹی کے اندر عشق الٰہی کی شراب کہاں سے آگئی ۔
- مانا کہ یہ جہان خاک ہے اور ہم بھی مٹھی بھر خاک ہیں ۔
  مگر ہماری خاک کے ذرے ذرے میں یہ تلاشِ حق کا درد کہاں سے پیدا ہوگیا۔
- ہماری نگاہ (کی رسائی اتنی بلندی تک ہے کہ یہ) گریبانِ کہکشاں سے الجھتی ہے۔
  ہمارے اندر یہ جنوں اور یہ شورِ ہائے وھو کہاں سے آیا ؟

Marfat.com

۳

غزل سرائے و نواہائے رفتہ باز آور
بایں فسردہ دلاں حرفِ دل نواز آور
گذشت کعبہ و بتخانہ و کلیسا را
ہزار فتنہ ازاں چشمِ نیم باز آور
زبادہ کہ بجانِ من آتشے آمیخت
پیالہ بجوانانِ نو نیاز آور!
نئے کہ دل ز نوایش بسینہ می رقصد
مئے کہ شیشۂ جاں را دہد گداز آور
بہ نیستانِ عجم بادِ صبحدم تیز است
شرارۂ کہ دمے می چکد ز ساز آور

Marfat.com

۳

- کوئی غزل چھیڑیئے اور پرانی نوا واپس لائیے !
ہم افسردہ دلوں سے دلنواز باتیں کیجیے !
- کُنِشت (یہود کا) کعبہ، بُت خانہ اور کلیسا میں
اپنی چشمِ نیم باز سے ہزارہا ہنگامے پیدا کیجیے !
- (آپ کی محبت کی) وہ شراب، جس نے میری خاک میں آگ بھر دی ہے۔
اُس کا ایک پیالہ نئے نیازمند جوانوں کو بھی عطا فرمائیے !
- ایسی نَے ہو، جس کی لَے سے سینے کے اندر دل رقص کرنے لگے۔
ایسی شراب ہو، جو شیشۂ قلب میں گداز پیدا کر دے۔
- عجم کے نیستاں میں بادِ صبحدم بہت تیز ہے۔
ساز سے شرارے برسنے چاہئیں (جو اس نیستاں میں آگ لگا دیں)۔

Marfat.com

۴

اے کہ ز من فسردہ گریزی آہ و نالہ را
زندہ کن از صدائے من خاکِ ہزار سالہ را
با دلِ ما چسپاکنی! تو کہ ببادۂ حیات
مستیٔ شوق می دہی آب و گلِ پیالہ را
غنچۂ دل گرفتہ را از نفسم گرہ کشائے
تازہ کن از نسیمِ من داغِ درونِ لالہ را
می گذرد خیالِ من از مہ و مہر و مشتری
تو بکمیں چہ خفتہ ای صید کن ایں غزالہ را
خواجۂ من! نگاہ دار آبروئے گدائے خویش
آنکہ ز جوئے دیگراں پر نکند پیالہ را

۴

- اے وہ ذات ! جس نے میرے ذریعہ آہ و نالہ کی گرمی بڑھا دی ہے ۔
میری صدا سے مُسلمان میں ، جو ایک ہزار سال سے خاک کا ڈھیر بن چکا ہے
زندگی کی نئی لہر دوڑا دے ۔
- آپ میرے دل کا کیا حال کریں گے ۔
جب کہ آپ بدن کی مٹی کو زندگی کی شراب سے شوق و مستی عطا فرما دیتے ہیں ۔
(بدن میں مستیٔ شوق پیدا ہو جاتی ہے ، تو دل کا کیا حال ہو گا ، جو خاص طور
سے اللہ تعالیٰ کی محبت کے لیے بنایا گیا ہے) ۔
- میری آواز سے مغموم کلی کے دل کی گرہ کھول دے ۔
گُلِ لالہ کے اندر جو داغ ہے ، اسے میرے کلام کی بادِ نسیم سے پھر تازہ کر دے ۔
(مُسلمان کی افسردگی دُور ہو اور اس کے اندر اللہ تعالیٰ کی محبت کا داغ
پھر سے تازہ ہو جائے)
- میرا خیالِ بلند مہر و مہ و مشتری سے اُوپر نکلے جا رہا ہے ۔
آپ اس غزال کو شکار کر کے اپنا کیوں نہیں بنا لیتے ۔
- میرے مالک ! اپنے گدا کی آبرُو کا خیال رکھ (اسے اپنے لطف سے
نواز دے) ۔
تیرا یہ گدا اِتنا خود دار ہے کہ اس کے سامنے دوسروں کی ندیاں موجود تھیں
مگر اس نے ان سے اپنا کاسۂ گدائی نہیں بھرا ۔

Marfat.com

۵

از مشتِ غبارِ ما صد نالہ برانگیزی
نزدیک تر از جانی با خویے کم آمیزی
در موجِ صبا پنہاں در دیدۂ باغ آئی
در بوئے گل آمیزی با غنچہ در آویزی
مغرب ز تو بیگانہ، مشرق ہمہ افسانہ
وقت است کہ در عالم نقشِ دگر انگیزی
آنکس کہ بسر دارد سودائے جہانگیری
تسکینِ جنونش کن با نشترِ چنگیزی
من بندۂ بے قیدم شاید کہ گریزم باز
این طرفہ بچہ را اگر در دنم آویزی
جز نالہ نمی دانم گویند غزل خوانم
این ہست کہ چون شبنم بر سینۂ من ریزی؟

Marfat.com

۵

- ہمارے بدن کی مُشتِ غبار سے (آپ کے فراق میں) صدہا نالے اُٹھتے ہیں۔
کیونکہ آپ میری رگِ جاں سے قریب تر ہوتے ہُوئے بھی مجھ سے دُور رہتے ہیں۔
- کبھی آپ موجِ صبا میں چھُپ کر چپکے سے باغ میں آجاتے ہیں۔
کبھی آپ پھول کی مہک میں ملے ہوتے ہیں اور کبھی غنچہ کو کِھلا رہے ہوتے ہیں۔
- مغرب آپ سے ناشناسا ہے، مشرق میں صِرف آپ کے قِصّے کہانیاں ہیں۔ (حقیقت سے وہ بھی ناواقف ہے)۔
اب ضرورت ہے کہ آپ دنیا میں نئے نقش سے جلوہ گر ہوں۔
- جس شخص کے سر میں جہان پر حکومت جمانے کا سودا سمایا ہو۔
اس کے جنوں کا علاج نشترِ چنگیز سے کریں۔
(چنگیز نے بہت سی سلطنتوں کو تہ و بالا کر دیا تھا)۔
- مَیں لاابالی بندہ ہوں، کہیں پھر بھاگ نہ جاؤں۔
اپنی زلفِ پیچاں کو میری گردن میں ڈال کر مجھے ہمیشہ کے لیے اپنا بنا لیں۔
- مَیں تو نالہ و فریاد کے سوا اور کچھ نہیں جانتا۔ لوگ کہتے ہیں مَیں غزل خواں ہوں۔
- یہ شبنم کی طرح کی چیز کیا ہے۔ جو آپ میرے سینے پر نازل فرما رہے ہیں۔
(سکینت کو شبنم کہا ہے)۔

۶

من اگرچہ تیرہ خاکم دلکے است برگ و سازم
بنظارۂ جمالے چو ستارہ دیدہ بازم
بہ ہوائے زخمۂ تو ہمہ نالۂ خموشم
تو بایں گماں کہ شاید ز تو افتادہ سازم
بضمیرم آں چناں کن کہ ز شعلۂ نوائے
دلِ خاکیاں فروزم دلِ نوریاں گدازم
تب و تابِ فطرتِ ما ز نیازمندیٔ ما!
تو خدائے بے نیازی نرسی بسوز و سازم
بکسے عیاں نکردم ز کسے نہاں نکردم
غزلِ آنچناں سرودم کہ بروں فتادرازم

Marfat.com

۶

- اگرچہ مَیں تاریک مٹی سے بنا ہوں ، مگر میرا دل میری متاعِ (خاص) ہے۔
- اس کے سبب مَیں (حق تعالیٰ کے) جمال کے نظارہ کے لیے ستارہ کی مانند بہ چشمِ وا بیٹھا ہوں۔
(ع تو ذرا چھیڑ تو دے تشنۂ مضراب، ہے ساز)
- مَیں اس لیے نالۂ خموش ہوں کہ آپ کے مضراب کا خواہاں ہوں۔
اور آپ سمجھتے ہیں کہ مَیں ایسا ساز ہوں جو راگ کے قابل نہیں رہا۔
- میرے اندرون کو اس طرح کر دیں کہ مَیں اپنی نوا کے شعلہ سے خاکیوں کے دلوں میں موجود عشق کو گرما دوں اور نوریوں کے دلوں میں (عشق کا) گداز پیدا کر دوں۔
- ہماری فطرت میں جو تب و تاب ہے، اس کا سبب ہماری نیازمندی ہے۔
آپ خدائے بے نیاز ہیں، آپ میرے سوز و ساز کو نہیں پا سکتے۔
- میں نے اپنا رازِ (محبت) نہ کسی پر عیاں کیا اور نہ کسی سے چھپایا، صرف غزل کہی، مگر اس انداز سے کہ میرا راز میرے سینے سے باہر آ گیا۔

Marfat.com

۷

بصدائے دردمندے بنوائے دلپذیرے
خمِ زندگی گشادم بجہانِ تشنہ میرے
تو بردے بے نوائے درِ آں جہاں کشادی
کہ ہنوز آرزویش نہ دمیدہ در ضمیرے
زنگاہِ سرمہ سائے بدل و جگر رسیدی
چہ نگاہِ سرمہ سائے! دو نشانہ زد بہ تیرے
بنگاہِ نارسایم چہ بہارِ جلوہ دادی
کہ بباغ و راغ نالم چو تذروِ نوصفیرے
چہ عجب اگر دو سلطاں بہ ولایتے نہ گنجند
عجب ایں کہ می نگنجد بدو عالمے فقیرے!

۷

- میں نے اپنی صدائے دردمند اور نوائے دلپذیر سے
تشنگی سے قریبُ المرگ جہان کے لیے خمِ زندگی کے مونہہ کھول دیے ہیں۔
- آپ نے ایک فقیرِ بے نوا کے لیے اس جہان کا دروازہ کھول دیا۔
جس کا تصوّر ابھی انسانی ذہن میں نہیں اُبھرا۔

عالمِ نو ہے ابھی پردۂ تقدیر میں
میری نگاہوں میں ہے اس کی سحر بے حجاب (اقبالؔ)

- آپ اپنی نگاہِ سرمگیں سے میرے دل و جگر کے اندر اُتر گئے۔
کیا نگاہِ سرمہ سا ہے! جس نے ایک تیر سے دو شکار کر لیے۔
- آپ نے میری نگاہِ نارسا کو کس بہارِ جلوہ سے نواز دیا۔
کیونکہ میں باغِ وراغ میں طائرِ نوآموز کی مانند فریاد کناں ہوں۔
- اگر دو سلطان ایک ولایت میں نہیں سماتے، تو اس میں تعجب کیا۔
تعجب کی بات تو یہ ہے کہ ایک فقیر دونوں جہانوں میں نہیں سماتا۔

دونوں جہان دے کے وہ سمجھے کہ خوش رہا
یاں آپڑی یہ شرم کہ تکرار کیا کریں!
(غالبؔ)

Marfat.com

۸

برسرِ کفر و دین فشاں رحمتِ عامِ خویش را
بندِ نقاب برکشا ماہِ تمامِ خویش را

زمزمہ کہن سرا اے کہ گردشِ بادہ تیز کن
باز بہ بزمِ ما نگر، آتشِ جامِ خویش را

دام ز گیسواں بدوش رحمتِ گلستاں بری
صید چرا نمی کنی طائرِ بامِ خویش را

ریگِ عراق منتظر کشتِ حجاز تشنہ کام
خونِ حسینؓ باز دہ کوفہ و شامِ خویش را

دوشش براہبر زند، راہ یگانہ طے کند
می ندہد بدستِ کس عشق زمامِ خویش را

نالہ بآستانِ دیر بیخبرانہ می زدم
تا بحرم شناختم راہ و مقامِ خویش را

قافلۂ بہار را طائرِ پیش رس نگر
آنکہ بخلوتِ قفس گفت پیامِ خویش را

۸

اپنے چاند جیسے چہرے سے بندِ نقاب کھول دیجیے۔
● کفر و دیں دونوں پر اپنی رحمت عام کی بارش کیجیے۔
(تاکہ دین میں اس بارش سے تروتازگی پیدا ہو اور کفر اس سے ختم ہو جائے)
● زمزمۂ کہن (اسلام کے دورِ اوّل کا گیت) چھیڑیے اور بزم میں پیمانے کی گردش تیز کر دیجیے۔ (بھر بھر کر پلائیے اور جلدی جلدی پلائیے)۔
جامِ آتشیں لیے پھر ہماری بزم کی طرف التفات فرمائیے۔
● کندھے پر دامِ گیسو ڈالے باغ میں جانے کی کیا ضرورت ہے۔
آپ کے بام پر جو طائر بیٹھا ہے (اپنی طرف اشارہ ہے) اسے کیوں نہیں شکار کر لیتے۔
● ریگِ عراق منتظر ہے، حجاز کی سرزمین پیاسی ہے۔
اپنے کوفہ و شام کو پھر خونِ حسینؓ سے شاداب کیجیے۔
● عشق اپنی باگ ڈور کسی اور کے ہاتھ میں نہیں دیتا۔
وہ راہبر کو کندھا مار کے ایک طرف کر دیتا ہے اور اکیلا ہی راستہ طے کرتا ہے (عشق سمجھتا ہے کہ راہبر اس کا راستہ روکے کھڑا ہے)۔
● میں دیر میں کھڑا خود رفتگی میں فریاد کر رہا ہوں۔
کہ حرم تک پہنچنے کی راہ ملے اور وہاں میں اپنا مقام پہچان لوں۔
● مجھے دیکھو میں (اسلام کے) قافلۂ بہار کی خبر دینے والا وہ پہلا پرندہ ہوں۔
جس نے قفس کی تنہائی میں بھی اپنا پیغام سنا دیا ہے۔

Marfat.com

۹

نوائے من ازاں پرسوز و بیباک و غم انگیز است
بخاشاکم شرارافتاد و بادِ صبحدم تیز است
ندارد عشق سامانے ولیکن تیشہ دارد
خراشد سینۂ کہسار و پاک از خونِ پرویز است
مراد دل خلیل این نکتہ از مردِ اداد انے
ز معشوقاں نگہ کاری تر از حرفِ دلآویز است
ببالینم بیا یکدم نشیں گر در دِ مہجوری!
تہی پیمانۂ بزمِ ترا پیمانہ لبریز است
بہ بستاں جلوہ دادم آتشِ داغِ جدائی را
نسیمش تیز ترمی سازد و شبنم غلط ریز است!

Marfat.com

۹

- میری نوا اس لیے پُرسوز، بے باک اور غم انگیز ہے۔
کہ میرے بدن کی خاک میں (محبت کا) شرارہ ہے اور صبح کی ہوا (ہوائے زمانہ) تیز ہے (اسے خوب بھڑکا رہی ہے)۔
- عشق بے سروسامان ہے، مگر اس کے پاس تیشہ ضرور ہے۔
وہ (فرہاد کی طرح) اس سے پہاڑ کا سینہ چیر دیتا ہے مگر پرویز (رقیب) کے خُون سے پاک رہتا ہے۔
- ایک مردِ اداداں کا یہ نکتہ میرے سینے میں چُبھ گیا۔
کہ معشوقوں کی نگاہ ان کی پیاری باتوں سے زیادہ کارگر ہوتی ہے۔
- ایک دم کے لیے میرے سرہانے آکر بیٹھ جا۔
اور دیکھ کہ وہ شخص جو تیری بزم میں تہی پیمانہ رہا، اب اس کی زندگی کا پیمانہ لبریز ہونے کو ہے۔
- مَیں نے آتشِ داغِ جدائی کے جلوہ کو باغ میں خوب نمایاں کیا۔
بادِ نسیم نے اس آگ کو اور بھڑکایا، شبنم (نے کوشش کی مگر) اسے ٹھنڈا نہ کر سکی۔

Marfat.com

اشارتہائے پنہاں خانماں برہم نمی لیکن
مرا آں غمزہ می باید کہ بیباک است و خونریز است

نشیمن ہر دو را در آب و گل لیکن چہ اندازست ایں
خرد را صحبتِ گل خوشتر آید دل کم آمیز است

مرا بسنگر کہ در ہندوستاں دیگر نمی بینی
برہمن زادۂ رمز آشنائے روم و تبریز است

Marfat.com

- اگرچہ پنہاں اشاروں نے میرا گھر اجاڑ دیا ہے۔
مگر میں بے باک اور خونریز غمزہ چاہتا ہوں۔
- نشیمن دونوں کا بدن ہے، مگر یہ کیا راز ہے۔
عقل کو مٹی کی صحبت پسند ہے اور دل مٹی سے پرے رہتا ہے۔
- مجھے دیکھ کہ ہندوستان میں تجھے میرے سوائے کوئی اور
ایسا برہمن زادہ نہیں ملے گا جو روم و تبریز کے رموز (تصوف)
سے باخبر ہو۔
(جلال الدینؒ رومی تھے اور شمسؒ تبریزی)

۱۰

دلِ و دیدہ کہ دارم ہمہ لذتِ نظارہ
چہ گنہ اگر تراشم صنمے زسنگِ خارہ
تو بجلوہ در نقابی کہ نگاہ برنتابی
مہِ من! اگر نسالم تو بگو دگر چہ چارہ
چہ شود اگر حرامی بسرائے کاروانے
کہ متاعِ ناروانش دلکے است پارہ پارہ
غزلے زدم کہ شاید بنوا قرارم آید
تپِ شعلہ کم نگردد زنشستنِ شرارہ
دلِ زندہ کہ دادی بہ حجاب در نسازد
نگہے بدہ کہ بینید شررے بسنگِ خارہ

۱۰

● دل اور آنکھ دونوں لذتِ نظارہ کے لیے بیتاب ہیں (مگر آپ کا نظارہ کر نہیں سکتے)
اس لیے اگر میں پتھر سے صنم تراش لیتا ہوں تو اس میں میرا کیا گناہ ہے۔
(ع خوگرِ پیکر محسوس ہے انساں کی نظر)

● آپ کا جلوہ نقاب میں چھپا ہوا ہے، کیونکہ آپ (کا حسنِ لطیف) نگاہ کی تاب نہیں لا سکتا۔
اے میرے چاند! اگر میں نالہ و فریاد نہ کروں تو کیا کروں۔

● اگر آپ میرے کارواں سرائے میں تشریف لے آئیں تو کیا حرج ہے۔
میری معمولی سی متاع یہی چھوٹا سا دل ہے جو (آپ کے ہجر میں) پارہ پارہ ہو چکا ہے۔

● میں اس لیے غزل کہتا ہوں کہ شاید غزل سے قرار آجائے،
مگر شعلہ کے اندر سے شرارہ نکل جائے تو بھی اس کی تپش کم نہیں ہوتی۔
(یہی میرا حال ہے)۔

● آپ نے مجھے جو دلِ زندہ عطا فرمایا ہے، اس کا حجاب میں رہنا مناسب نہیں۔
مجھے ایسی نگاہ بھی عطا ہو، جو سنگِ خارہ کے اندر چھپے ہوئے شرارہ کو دیکھ سکے۔
(گویا دلِ زندہ وہ ہے جس کی تاثیر سے نگاہ چھپی ہوئی چیزیں دیکھ لے)
ع جو ہے پردوں میں پنہاں، چشمِ بینا دیکھ لیتی ہے

همہ پارۂ دلم راز سرِ او نصیبے
غمِ خود چساں نہادی بدلِ ہزار پارہ
نکشد سفینۂ کس بہ یمے بلند موجے
خطرے کہ عشق بیند بسلامتِ کنارہ!
بشکوہ بے نیازی زخدایگاں گذشتم
صفتِ مہ تمامے کہ گذشت بر ستارہ

- آپ نے میرے دلِ ہزار پارہ میں اپنا غم اس طرح سمو دیا ہے۔
  کہ دل کا ہر ٹکڑا اس سے سرور حاصل کر رہا ہے۔
- ملاح طوفانی سمندر میں وہ خطرہ محسوس نہیں کرتا، جو عشق کو ساحل پر سلامتی سے بیٹھ رہنے میں نظر آتا ہے۔
- میں جھوٹے خداؤں کے پاس سے اس بے نیازی اور باوقار انداز سے گزر گیا، جیسے مہِ کامل ستاروں کے پاس سے گزر جاتا ہے۔

Marfat.com

۱۱

گرچہ شاہینِ خود بر سرِ پرواز ہست
اندریں بادیہ پنہاں قدر اندازے ہست
آنچہ از کارِ فرو بستہ گرہ بکشاید
ہست در حوصلۂ زمزمہ پردازے ہست
تابِ گفتار اگر ہست شناسائے نیست
وائے آں بندہ کہ در سینۂ او رازے ہست
گرچہ صد گونہ بصد سوز مرا سوختہ اند
اے خوشا لذتِ آں سوز کہ ہم سازے ہست
مردہ خاکیم و سزاوارِ دلِ زندہ شدیم!
ایں دلِ زندہ و ما! کارِ خدا سازے ہست
شعلۂ سینۂ من خانہ فروز است ولے
شعلۂ ہست کہ ہم خانہ برانداز ہست!
تکیہ بر عقلِ جہاں بینِ فلاطوں نکنم
در کنارم دلکے شوخ و نظر بازے ہست

۱۱

- اگرچہ عقل کا شاہیں فضا میں خوب اڑتا پھرتا ہے۔
مگر اس صحرا میں ایک ایسا تیر انداز موجود ہے، جو اس کی تاک میں بیٹھا ہے۔
(عشق کی طرف اشارہ ہے)
- ایسی چیز تو ہے، جو اُلجھے ہوئے معاملہ کی گرہ کھول دے۔
اور یہ زمزمہ پردازوں (عشق کے گیت گانے والوں) کے بس میں ہے۔
- بات کہنے کی استعداد ہے، تو بات سمجھنے والا کوئی نہیں۔
وہ بندہ کہاں جائے، جس کے سینہ میں راز ہو۔
- اگرچہ مجھے سو طرح سے سو طرح کے سوز میں جلایا گیا۔
مگر اس سوز کی لذت کیسے بیان ہو، جو ساز بھی ہے۔
- ہم خاکِ مردہ سے پیدا ہوئے، اور دلِ زندہ کے سزاوار بن گئے۔
کہاں دلِ زندہ اور کہاں ہم! بس اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔
- میرے سینے کا شعلہ تو گھر روشن کرنے والا ہے۔
مگر ایسا شعلہ بھی ہوتا ہے، جو گھر پھونک دے۔
- مجھے افلاطون کی عقلِ جہاں بیں پر بھروسا نہیں۔
کیونکہ میرے پہلو میں ایسا دل ہے جو شوخ اور نظر باز ہے۔
(میری سوچ میں عشق کی جرأت اور گہرائی ہے)

Marfat.com

۱۲

ایں جہاں چیست؟ صنم خانۂ پندارِ من است
جلوۂ او گروِ دیدۂ بیدارِ من است
ہمہ آفاق کہ گیرم بنگاہے او را
حلقۂ ہست کہ از گردشِ پرکارِ من است
ہستی و نیستی از دیدن و نادیدنِ من!
چہ زمان و چہ مکاں شوخیٔ افکارِ من است
از فسون کاریٔ دل، سیرِ سکوں، غیب و حضور
ایں کہ غماز و کشائندۂ اسرارِ من است
آں جہانے کہ در و کاشتہ را مے دروند
نور و نارش ہمہ از سبحہ و زنّارِ من است
سازِ تقدیر ہم و صد نغمۂ پنہاں دارم!
ہر کجا زخمۂ اندیشہ رسد تارِ من است
اے من از فیضِ تو پائندہ، نشانِ تو کجاست؟
ایں دو گیتی اثرِ ماست، جہانِ تو کجاست؟

Marfat.com

۱۲

- یہ جہان کیا ہے ؟ فقط میرے پندار کا صنم خانہ ہے۔
  اس کا جلوہ صرف میری دید کا رہینِ منت ہے۔
- یہ سارا آفاق، جس کا احاطہ مَیں ایک نگاہ سے کر لیتا ہُوں۔
  یہ گویا میری نگاہ کی گردشِ پُرکار کا دائرہ ہے۔
- اشیائے کائنات کا ہونا یا نہ ہونا میرے دیکھنے یا نہ دیکھنے پر موقوف ہے۔
  زماں ہو یا مکاں ؛ سب میری شوخیٔ افکار کے مرہونِ منت ہیں۔
- اشیاء کا چلنا یا ٹھہرنا، نظر آنا یا نظر نہ آنا سب میرے فکر کی فسوں کاری ہے۔
  یہ جہاں فقط میرے اسرار کا غمّاز اور انہیں افشا کرنے والا ہے۔
- وہ جہانِ (آخرت) جس میں یہاں بوئے گئے اعمال کی فصل کاٹیں گے۔
  اس (کی جنّت) کا نُور، یا (دوزخ کی) نار میری ہی تسبیح وزُنّار (ایمان وکُفر) کا اثر ہے۔
- مَیں (انسان) سازِ تقدیر ہوں، اور میرے اندر سینکڑوں نغمے پنہاں ہیں۔
  میرا تار وہاں تک پہنچتا ہے، جہاں تک میرے مضراب فکر کی رسائی ہے۔
- اے وہ ذاتؔ، جس کے فیض سے مَیں پائندہ ہوں! آپ کا نشان کہاں ہے ؟
  یہ دونوں جہان (دُنیا وآخرت) تو میرے اثر سے ہیں، آپ کا جہان کہاں ہے ؟

Marfat.com

۱۳

فصلِ بہار ایں چنیں، بانگِ ہزار ایں چنیں
چہرہ کشا، غزل سرا، بادہ بیار ایں چنیں

اشکِ چکیدہ ام ببیں ہم بہ نگاہِ خود نگر
ریز بہ نیستانِ من برق و شرار ایں چنیں

باد بہار را بگو، پے بخیالِ من برد
وادی و دشت را دہد نقش و نگار ایں چنیں

زادۂ باغ و راغ را از نفسم طراوتے
در چمنِ تو زیستم با گل و خار ایں چنیں

عالمِ آب و خاک را بر محکِ دلم بساے
روشن و تارِ خویش را گیر عیار ایں چنیں

دل بکسے نباختہ، باد و جہاں نساختہ!
من بحضورِ تو رسم، روزِ شمار ایں چنیں

فاختۂ کہن صفیر نالۂ من شنید و گفت
کس نہ سرود در چمن نغمۂ یار ایں چنیں

Marfat.com

۱۳

- ایسی فصلِ بہار ! اور بلبلوں کے ترنم کا یہ شور !
(میرے محبوب !) تو بھی اپنے چہرے سے نقاب اُٹھا ، موسم کے مطابق (محبت کا) گیت سنا ، اور (عشق کی) شراب پلا ۔
- میرے ٹپکتے ہوئے آنسو دیکھ ! پھر اپنی نگاہ کی طرف نظر کر !
پھر اس نگاہ سے میرے نیستاں پر برق و شرر گرا ۔
- اپنی بادِ بہار سے کہیں کہ وہ میرے افکار کی پیروی کرے ۔
وادی و دشت میں میری طرح کے نقش و نگار بنائے ۔
- مَیں نے آپ کے چمن میں گُل و خار کے درمیان اس طرح زندگی گزاری ،
کہ باغ و راغ کے سارے پودوں اور پھُولوں کو میرے نفس سے طراوت ملی ۔
- اس عالمِ آب و خاک کو میرے دل کی کسوٹی پر پرکھیں ،
اور یوں اس کے روشن اور تاریک ہونے کا اندازہ کریں ۔
(اگر اس سے میرا دل روشن ہَوا ، تو یہ دُنیا روشن ہے ۔ اگر اس سے میرا دل تاریک ہوا ، تو یہ تاریک ہے) ۔
- مَیں قیامت کے روز آپ کے حضور قلبِ سلیم لے کر حاضر ہوں گا ۔
نہ مَیں نے کسی اور کو دل دیا ہوگا اور نہ دونوں جہانوں کو محبوب رکھا ہوگا ۔
- پرانے گیت گانے والی ایک فاختہ نے میرا نالہ سُنا ، تو کہا
کسی اور نے چمن میں پچھلے سال کا نغمہ اس طرح نہیں گایا ۔

۱۴

بردل کشید ز پیچاکِ هست و بود مرا
چه عقده ها که مقامِ رضا کشود مرا

تپید عشق و دریں کشتِ نا بسامانے
هزار دانه فرو کرد تا درود مرا

ندانم اینکه نگاهش چه دید در خاکم
نفس نفس بعیارِ زمانه سود مرا

جهانے از خس و خاشاک درمیان انداخت
شرارهٔ دلکے داد و آزمود مرا

پیاله گیر ز دستم که رفت کار از دست
کرشمه بازیِ ساقی زمن ربود مرا!

۱۴

- مجھے ہست و بود کے پھندے سے باہر نکال لایا ،
مقامِ رضا نے میرے کیا کیا عقدے حل کر دیے ۔
(جب بندہ اپنی مرضی اللہ تعالیٰ کی مرضی میں گم کر دیتا ہے تو وہ تقدیر کے پھندے سے نکل جاتا ہے)۔
- عشق نے جوش میں آکر اس بے سر و سامان کھیتی (دُنیا) میں
ہزاروں بیج بوئے ، تب کہیں جاکر انسان وجود میں آیا۔
- معلوم نہیں اس کی نگاہ نے میری خاک میں کیا دیکھا
کہ میرے ایک ایک لمحے کو زمانے کی کسوٹی پر پرکھا ۔
- پھر خس و خاشاک کے جہان کو درمیان میں ڈال کے
میرے قلب کو عطا کیے گئے شرر (محبت) کی آزمائش کی ۔
- ساقی کی کرشمہ بازی نے میرے تو ہوش کھو دیے
"ساغر کو مرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں"

Marfat.com

۱۵

خیز و بخاکِ تشنه، بادهٔ زندگی فشان
آتشِ خود بلند کن آتشِ ما فرو نشان
میکدهٔ تهی سبو، حلقهٔ خود فراشان
مدرسه بلند بانگ، بزمِ فسردہ آتشان
فکرِ گره کشا غلام، دیں بروائے تمام
زانکه درونِ سینه ها دل همه فے است بے نشان
هر دو بمنزلے رواں، هر دو امیرِ کارواں
عقل بحیله می برد، عشق برد کشاں کشاں
عشق ز پا در آورد خیمهٔ شش جهات را
دست درازی کند تا به طنابِ ما کشان

Marfat.com

۱۵

- آئیے اور میری خاکِ تشنہ پر بادۂ حیات (عشق) چھڑکیے۔
اپنے عشق کی آگ بلند کیجیے اور ہماری (نفسانی خواہشات کی) آگ بجھائیے۔
- خالی سبو صوفیوں کا میکدہ حلقۂ خود فراموشاں بن چکا ہے۔
اور بلند بانگ مدرسوں کی آتشِ حیات بجھ چکی ہے۔
- فکر، جو زندگی کے مسائل حل کرتا ہے، تقلید کی غلامی میں گرفتار ہے۔
اور دین صرف روایات کا مجموعہ بن کے رہ گیا ہے۔
اس لیے کہ سینوں کے اندر جو دل ہیں ان کا کوئی ہدف نہیں رہا

شبے پیشِ خدا بگریستم زار
مسلماناں چرا زارند و خوارند
ندا آمد، نمیدانی کہ ایں قوم
دلے دارند و محبوبے ندارند

(ارمغانِ حجاز)

- دونوں اپنی منزل کی جانب رواں ہیں اور دونوں اپنے اپنے قافلوں کے سالار ہیں
مگر عقل حیلہ بازی سے کام لیتی ہے اور عشق قوت سے آگے لے جاتا ہے۔
- عشق اس خیمۂ شش جہات (کائنات) کی طنابیں کاٹ دیتا ہے،
اور کہکشاں تک پہنچ جاتا ہے۔

Marfat.com

۱۶

تو بایں گماں کہ شاید سرِ آستانہ دارم
بطوافِ خانہ کارے بخدائے خانہ دارم

شررِ پریدہ زنگم، مگذر ز جلوۂ من
کہ بتاب یک دو آنے تبِ جاودانہ دارم

نکنم دگر نگاہے بہ رہے کہ طے نمودم
بسراغِ صبحِ فردا روشِ زمانہ دارم

یمِ عشق کشتیِ من، یمِ عشق ساحلِ من
نہ غمِ سفینہ دارم، نہ سرِ کرانہ دارم

شررے فشاں ولیکن شررے کہ دانسوزد
کہ ہنوز نو نیازم غمِ آشیانہ دارم

بامیدِ ایں کہ روزے بشکار خواہی آمد،
ز کمندِ شہریاراں رمِ آہوانہ دارم

تو اگر کرم نمائی بمعاشراں بہ بخشم
دو سہ جامِ دلفروزے ز مئے شبانہ دارم

Marfat.com

۱۶

- آپ کو شاید خیال ہو کہ میں صرف آستانہ کی خواہش رکھتا ہوں۔
نہیں، طوافِ خانہ سے میرا مقصود صاحبِ خانہ ہے۔
- مَیں ایسا شرر ہوں جس کا رنگ اڑا ہوا ہے مگر تُو میرے جلوے کو نظر انداز نہ کر۔
ایک دو آن کی چمک کی بجائے میرے اندر تپشِ جاوداں ہے۔
- جو راہ مَیں طے کر لیتا ہوں پھر اس کی طرف مُڑ کر نہیں دیکھتا۔
زمانے کی طرح ہر روز نئی صبح کا متلاشی رہتا ہوں۔
- دریائے عشق ہی میری کشتی ہے، دریائے عشق ہی میرا ساحل ہے۔
نہ مجھے سفینے کا غم ہے اور نہ کنارے کی خواہش۔
- مجھ پر اپنی محبت کی چنگاری ڈالیے مگر ایسی جو مجھے بالکل ہی نہ جلا دے۔
مَیں نو نیازِ عشق ہوں میرے اندر ابھی تک آشیانے سے وابستگی باقی ہے۔
- اِس اُمید پر کہ ایک روز آپ شکار کے لیے آئیں گے۔
مَیں شہر یاروں کی کمندوں سے آہو انہ بھاگتا رہا۔
- اگر آپ کرم فرمائیں تو مَیں اس معاشرہ کے لوگوں کو
اس مئے شبانہ سے جو میرے پاس ہے چند جامِ دلفروز بخش دُوں
(تاکہ ان کی مایوسی اور افسردگی دُور ہو جائے)۔

Marfat.com

۱۷

نظر به راه نشینان سواره می گذرد
مرا بگیر که کارم ز چاره می گذرد
به دیگران چه سخن گستردم ز جلوهٔ دوست
بیک نگاه مثالِ شراره می گذرد
رسیدنی به منزلِ آن ماه سخت دشوار است
چنان که عشق بدوشش ستاره می گذرد
ز پرده بندیِ گردون چه جای نومیدی است
که ناوکِ نظرِ ما ز چاره می گذرد
یمی است شبنمِ ما، کهکشان کنارهٔ اوست
بیک شکستنِ موج از کنار می گذرد
بخلوتش چو رسیدی نظر بازو مکشا
که آن دمی ست که کار از نظاره می گذرد!
من از فراق چه نالم که از هجوم سرشک
ز راهِ دیده دلم پاره پاره می گذرد

۱۷

- میرا محبوب راستے میں بیٹھے ہوؤں پر ایک نظر ڈال کے سوار گزر جاتا ہے۔
مجھے سنبھالیے کہ اس کی ایک نظر نے میرا تو کام تمام کر دیا ہے۔
- مَیں کسی سے جلوۂ دوست کی کیا بات کروں۔
وہ تو میری نظر کے سامنے سے شرر کی مانند گزر جاتا ہے (مَیں اسے پوری طرح دیکھ نہیں پاتا)۔
- اس چاند کی منزل تک پہنچنے کا راستہ بہت دشوار ہے۔
(مگر عشق کے لیے یہ مشکل نہیں) کیونکہ عشق ستاروں کے اُوپر سے گزر جاتا ہے۔
- گردوں کی پردہ بندی سے ناامید ہونے کی ضرورت نہیں۔
ہماری نظر کا تیر تو سنگِ خارا کو بھی پار کر جاتا ہے۔
- ہماری شبنم (متاعِ قلیل) ایسا سمندر ہے جس کا کنارا کہکشاں ہے۔
اس کی موج ساحل (کہکشاں) سے ٹکرا کر اور اُوپر نکل جاتی ہے۔
- جب تو اس کی خلوت میں پہنچے تو اس کے چہرے کی طرف مت دیکھ۔
کیونکہ وہ ایسا وقت ہوتا ہے کہ جب کام نظارے کے بس کا نہیں رہتا۔
- مَیں فراق کی کیا شکایت کروں جبکہ میرا دل ہی نہیں۔
وہ تو پارہ پارہ ہو کر آنسوؤں کی صورت میں، آنکھوں کے راستے باہر نکل چکا ہے۔

Marfat.com

۱۸

بر عقلِ فلک پیما ترکانہ شبیخوں بہ
یک ذرۂ در دِ دل از علمِ فلاطوں بہ
دی مغبچہ با من اسرارِ محبت گفت
اشکے کہ فرو خوردی از بادۂ گلگوں بہ
آں فقر کہ بے تیغے صد کشورِ دل گیرد
از شوکتِ دارا بہ، از فرِ فریدوں بہ
در دیرِ مغاں آی مضمونِ بلند آرد
در خانقہِ صوفی افسانہ و افسوں بہ
در جوئے روانِ ما بے منتِ لوفانے
یک موج اگر خیزد آں موج ز جیحوں بہ
سیلے کہ تو آوردی در شہر نمی گنجد
ایں خانہ بر انداز سے در خلوتِ ہامُوں بہ
اقبالِ غزل خواں را کافر نتواں گفتن
سودا بدماغش زد از مدرسہ بیروں بہ

Marfat.com

۱۸

- عقلِ فلک پیما پر ترکوں کی مانند دلیرانہ شبخوں مارنا چاہیے۔
دردِ دل (عشق) کا ایک ذرہ افلاطون کے سارے علم سے بہتر ہے۔
- کل مُغبچہ نے مجھے اسرارِ محبت سے آگاہ کرتے ہُوئے کہا :
جو آنسو تُو پی جائے، وہ شرابِ گلگوں سے بہتر ہیں۔
- ایسا فقر جو تلوار کے بغیر دلوں کی صدہا مملکتیں فتح کر لیتا ہے۔
شوکت دارا اور فترِ فریدوں سے بہتر ہے۔
- پیرِ مغاں کے دَیر میں آئے تو بلند مضمون بات کہہ
قصّے کہانیوں کی باتیں صوفی کی خانقاہ میں اچھی لگتی ہیں۔
- اگر ہماری جوئے رواں میں (از خود)، بغیر کسی طوفان کا احسان اٹھائے
ایک موج بھی پیدا ہو جائے، تو وہ دریائے جیحوں سے بہتر ہے۔
- اقبال! تُو جو سیلابِ (جنوں) لایا ہے، یہ شہر میں نہیں سماتا،
اس خانہ برانداز طوفان کے لیے ویرانے کی خلوت بہتر ہے۔
- اقبالِ غزل خواں کو کافر تو نہیں کہا جا سکتا۔
البتہ اس کے دماغ میں سودا ضرور ہے، اس لیے اسے مدرسہ سے
باہر ہی رکھنا چاہیے۔
(تاکہ وہ نوجوانوں کا دماغ خراب نہ کر دے)

Marfat.com

۱۹

یا مسلماں را مدہ فرماں کہ جاں بر کف بنہ
یا دریں فرسودہ پیکر تازہ جانے آفریں
یا چناں کن یا چنیں!
یا برہمن را بفرما نو خداوندے تراش
یا خود اندر سینۂ زناریاں خلوت گزیں
یا چناں کن یا چنیں!
یا دگر آدم کہ از ابلیس باشد کمترک
یا دگر ابلیس بہرِ امتحانِ عقل و دیں
یا چناں کن یا چنیں!
یا جہانے تازہ یا امتحانے تازہ
می کنی تا چند با ما آنچہ کردی پیش ازیں
یا چناں کن یا چنیں!

Marfat.com

۱۹

- یا تو مُسلمان کو یہ فرمان نہ دیں کہ وہ اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر باہر نکل آئے۔
یا اس کے فرسُودہ پیکر میں نئی جان پیدا کریں۔
یہ کریں، یا وہ کریں۔
- یا تو برہمن سے فرمائیں کہ وہ نیا خُدا تراشے
یا زُناریوں (بُت پرستوں) کے سینے میں خود خلوت گزیں ہو جائیں۔
یہ کریں، یا وہ کریں۔
- یا تو اور آدم لائیں جو ابلیس سے کم تر ہو،
یا امتحانِ عقل و دیں کے لیے اور ابلیس لائیں۔
یہ کریں یا وہ کریں۔
- یا نیا جہان ہو یا نیا امتحان
آپ کب تک ہمارے ساتھ وہی سلوک دہراتے رہیں گے۔
یہ کریں، یا وہ کریں۔

Marfat.com

فقر بخشی؛ با شکوہِ خسروِ پرویز بخش
یا عطا فرما خرد با فطرتِ روح الامیں
یا چناں کن یا چنیں!
یا بکش در سینۂ من آرزوئے انقلاب
یا دگرگوں کن نہادِ ایں زمان و ایں زمیں
یا چناں کن یا چنیں!

Marfat.com

- فقر دیا ہے تو اس کے ساتھ شکوہِ خسروی بھی عطا فرمائیے۔
  یا پھر ایسی عقل دیں، جو فطرتِ رُوح الامیں رکھتی ہو۔
  یہ کریں، یا وہ کریں۔
- یا تو میرے سینے میں موجود آرزوئے انقلاب ختم کر دیں۔
  یا اس زمان و زمین کی نہاد بدل دیں۔
  یہ کریں، یا وہ کریں۔

Marfat.com

۲۰

عقل ہم عشق است و از ذوقِ نگہ بیگانہ نیست
لیکن ایں بیچارہ را آں جرأتِ رندانہ نیست

گرچہ میدانم خیالِ منزل ایجادِ من است
در سفر از پا نشستن ہمتِ مردانہ نیست

ہر زماں یک تازہ جولاں گاہ می خواہم ازو
تا جنوں فرماے من گوید دگر ویرانہ نیست

با چنیں زورِ جنوں پاسِ گریباں داشتم
در جنوں از خود نرفتن کارِ ہر دیوانہ نیست

۲۰

- عقل بھی عشق ہے اور ذوقِ نگاہ سے بے گانہ نہیں۔
البتہ اس بے چاری میں جرأتِ رندانہ نہیں۔
(یہ پھونک پھونک کر قدم رکھتی ہے)
- اگرچہ مَیں جانتا ہوں کہ منزل کا خیال میری اپنی ایجاد ہے۔
لیکن سفر چھوڑ کے بیٹھ جانا ہمتِ مردانہ کے منافی ہے۔

پشیماں ہے عبث منزل پہ راہی
نہ کیوں سمجھا کوئی منزل نہیں ہے

- مَیں اس سے ہر لمحہ ایک تازہ جولاں گاہ کا خواہاں رہتا ہوں۔
یہاں تک کہ میرا جنوں فرما (مجھے جنوں عطا کرنے والا) کہہ دے کہ
اب اور کوئی ویرانہ باقی نہیں رہا۔
- اس قدر زورِ جنوں میں گریباں کا پاس رکھنا!
ہر دیوانہ کا کام نہیں کہ وہ جنوں میں از خود رفتہ نہ ہو۔

اندازِ جنوں کون سا ہم میں نہیں مجنوں!
پر تیری طرح عشق کو رسوا نہیں کرتے

Love is a higher form
of intellect (Lectures)

Marfat.com

۲۱

سوز و گدازِ زندگی لذتِ جستجوے تو
راہ چو ما رمی گزد گر نروم بسوے تو
سینہ کشادہ جبرئیل از برِ عاشقاں گذشت
تا شررے باو فتد آتشِ آرزوے تو
ہم بہواے جلوۂ پارہ کنم حجابہا
ہم بنگاہِ نارسا پردہ کشم بروے تو
من تبلاشِ تو روم یا تبلاشِ خود روم
عقل و دل و نظر ہمہ گم شدگانِ کوے تو
از چمنِ تو رستم قطرۂ شبنمے بخش
خاطرِ غنچہ داشود کم نشود ز جوے تو

Marfat.com

۲۱

- آپ کی جستجو میں جو لذت ملتی ہے وہی سوز و گدازِ زندگی ہے۔
اگر میں آپ کی طرف سفر نہ کروں تو راستہ مجھے سانپ کی طرح ڈستا ہے۔
(ویسے بھی پگڈنڈی سانپ کی طرح نظر آتی ہے)۔
- جبریل امیں اپنا پَر نہ کھولے ہوئے عاشقوں کے پاس سے گزرتے ہیں۔
تاکہ انھیں بھی آپ کی محبت کی کوئی چنگاری میسر آجائے۔
- کبھی تو میں آپ کے جلوہ کے شوق میں سارے حجاب پارہ پارہ کر دیتا ہوں۔
اور کبھی خود ہی اپنی نگاہِ نارسا سے آپ کے چہرے پر پردہ کھینچ لیتا ہوں۔
- میں آپ کی تلاش میں نکلوں یا اپنی تلاش میں،
عقل، دل اور نظر سب آپ کی گلی میں گم ہو چکے ہیں۔
- مَیں آپ ہی کے چمن کا پودا ہوں، مجھے قطرۂ شبنم عطا فرمائیے۔
اس سے میرے غنچے کا دِل کھل جائے گا اور آپ کی ندی میں کچھ کمی واقع نہیں ہوگی۔

Marfat.com

٢٢

دریں محفل کہ کارِ او گذشت از بادہ و ساقی
ندیمے کو کہ در جامش فرو ریزم مے باقی
کسے کو زہر شیریں می خورد از جام زرّینے
مے تلخ از سفالِ من کجا گیرد بہ تریاقی
شرارا از خاکِ من خیزد، کجا ریزم کرا سوزم
غلط کردی کہ در جانم فگندی سوزِ مشتاقی
مکدر کرد مغبر چشمہ ہائے علم و عرفاں را
جہاں را تیز تر سازد چہ مشائی چہ اشراقی
دلِ گیتی! انا السموم، انا السموم فریادش
خرد نالاں کہ ما عندی بتریاقِ ولا راقی
چہ ملّائی، چہ درویشی، چہ سلطانی، چہ ربانی
فروغِ کاری جوید بالوسی زرّاقی!
بباز اے کہ چشمِ صیرفی شوخ است و کم نور است
بگیر نم خوار تر گیرد چو افزاید بہ برّاقی

۲۲

- یہ گئی گزری محفل جو بادہ و ساقی سے لطف اندوز ہونے کی صلاحیت کھو چکی ہے۔
اس میں ایسا ندیم کہاں ملے گا جس کے جام میں مَیں اپنی شرابِ جاوداں ڈال سکوں۔
- جو شخص جامِ زرّیں سے زہرِ شیریں پینے کا عادی ہو چکا ہے۔
وہ میرے مٹی کے پیالے سے ایسی کڑوی شراب کیسے پیئے گا جو اس زہر کا تریاق ہے۔
- میری خاک سے شرارے اٹھ رہے ہیں انھیں کہاں گراؤں، کیسے جلاؤں؟
میری جان میں آپ نے محبت کا سوز بھر دیا، کیا کر دیا۔
- مغرب نے علم و عرفان کے چشموں کو مکدر کر دیا ہے۔
ارسطو کے افکار ہوں یا افلاطون کے وہ جہان کو تاریک تر بنا رہے ہیں۔
- زمانے کے دل کے اندر سے فریاد اٹھ رہی ہے کہ مجھ میں زہر پھیل رہا ہے۔
اور غرور ہی ہے کہ اس کے پاس اس زہر کا کوئی مداوا نہیں۔
- کیا مُلّا، کیا درویش، کیا سُلطان، کیا دربان،
سب خوشامد اور منافقت سے اپنے کاروبار کو فروغ دے رہے ہیں۔
- وہ بازار جس میں صرّاف بدنظر اور کم نظر ہے۔
میرا نگینہ جب چمک میں بڑھتا ہے تو اس کی نگاہ میں اس کی قیمت اور کم ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

۲۳

ساقیا بر جگرم شعلهٔ تاک انداز
دگر آشوبِ قیامت بکفِ خاک انداز
او بیک دانهٔ گندم بزمینم انداخت
تو بیک جرعهٔ آب آنسوے افلاک انداز
عشق را بادهٔ مرد افگن و پُر زور بده
لاے ایں بادہ بہ پیمانهٔ ادراک انداز
حکمت و فلسفه کردست گران خیز مرا
خضرِ من! از سرم ایں بارِ گراں پاک انداز
خرد از گرمیِ صہبا بگداز سے رسید
چارهٔ کار بآں غمزهٔ چالاک انداز
بزم در کشمکشِ بیم و امید است هنوز
همه را بے خبر از گردشِ افلاک انداز
می تواں ریخت در آغوشِ خزاں لاله و گل
خیز و بر شاخِ کہن خونِ رگِ تاک انداز

۲۳

- ساقی میرے جگر پر ایسا شعلہ ڈال جس میں سوز کی نمی ہو۔
ایک بار پھر میری کفِ خاک میں آشوبِ قیامت برپا کر دے۔
- اس (ابلیس) نے مجھے ایک دانۂ گندم کھلا کر جنّت سے نکلوا دیا۔
آپ مجھے ایک جرعۂ عشق سے ورائے افلاک پہنچا دیں۔
- عشق کو ایسی شراب عطا فرمائیے جو مردِ الگن اور پُرزور ہو۔
پھر اس کی دُرد میرے پیمانۂ ادراک میں ڈال دیجیے۔
(تاکہ خِرد میں عشق کی چاشنی آجائے)
- حکمت و فلسفہ نے مجھے سرگردانی میں مبتلا کر دیا ہے۔
اے میرے راہبر! میرے سر کو اس بارِ گراں سے نجات دلائیے۔
- شراب (عشق) کی گرمی خِرد میں گداز پیدا نہیں کر سکی۔
اس کا علاج اپنے ناز و ادا (جلوۂ جمال) سے کیجیے۔
- بزم ابھی تک امید و نا امیدی کی کشمکش میں گرفتار ہے۔
انھیں گردشِ افلاک سے بے نیاز کر دیں۔
(اس دور کے مسلمانوں کو اپنے تابندہ مستقبل کا یقین عطا فرمائیے)۔
- خزاں میں بھی بہارِ لالہ و گل لائی جا سکتی ہے۔
ہماری شاخِ کہنہ پر انگور کا خون ڈال کر اسے سرسبز کر دیجیے۔
(انگور کو بار آور کرنے کے لیے اس کی جڑوں میں خون ڈالا جاتا ہے)۔

۲۴

از آں آبے کہ در من لالہ کارد سا تیگینے دہ
کفِ خاکِ مرا ساقی ببادِ فرودینے دہ
زینائے کہ خوردم در فرنگ اندیشہ تاریک است
سفر دزدیدۂ خود را نگاہِ راہ بینے دہ
چو خس از موج ہر بادے کہ می آید زجا رفتم
دلِ من از گماں نہاد خروش آمد یقینے دہ
بجانم آرزوہا بود و نابودِ شرر دارد
شبم را کوکبے از آرزوئے دل نشینے دہ
بدستم خامہ دادی کہ نقشِ خسروی بندد
رقم کش ایں چنینم کردۂ لوحِ جبینے دہ

۲۴

- مجھے ایسی شراب کا پیالہ عطا فرما، جو میرے اندر گلِ لالہ کھلا دے۔
ساقی! میری مُشتِ خاک کو بادِ بہار کے سپرد کر دے۔
- مَیں نے یورپ میں علم کی جو شراب پی اس نے میری سوچ کو تاریک کر دیا ہے۔
اپنی منزل کے مسافر کو ایسی نگاہ عطا فرمائیے جو صحیح راہ پہچان لے۔
- میری یہ حالت ہے کہ تنکے کی مانند ہوا کے ہر جھونکے سے اپنی جگہ سے ہل جاتا ہوں۔
میرا دل شکوک سے فریاد کناں ہے، مجھے یقینِ محکم عطا فرمائیے۔
- میرے دل میں آرزوئیں شرر کی مانند اُٹھتی اور بجھتی رہتی ہیں۔
میری رات کی تاریکی کو ایک آرزوئے دلنشیں کا ستارہ عطا فرمائیے!
(ستارہ کی روشنی مستقل ہے۔ شرر کی مانند نہیں)
- آپ نے مجھے قلم عطا فرمایا ہے کہ میں اس سے شاہکار نقوش رقم کروں۔
مجھے ایسا لکھنے والا بنایا ہے تو کوئی ایسی لوحِ جبیں بھی عطا فرمائیے۔
(جہاں میں یہ نقوش رقم کر سکوں)۔

Marfat.com

۲۵

زہر نقشے کہ دل از دیدہ گیرد پاک می آیم
گدائے معنیٔ پاکم تہی ادراک می آیم

گہے رسم درہ فرزانگی ذوقِ جنوں بخشد
من از درسِ خردمنداں گریباں چاک می آیم!

گہے پیچد جہاں بر من، گہے من بر جہاں پیچم
بگرداں بادہ تا بیروں ازیں پیچاک می آیم

نہ ایں جا چشمکِ ساقی، نہ آنجا حرفِ مشتاقی
ز بزمِ صوفی و ملا بسے غمناک می آیم

رسد وقتے کہ خاصانِ ترا با من فتد کارے
کہ من صحرا بیم پیشِ ملک دیباک می آیم

Marfat.com

۲۶

دلِ بے قید من با نورِ ایماں کافری کردہ
حرم را سجدہ آوردہ، بتاں را چاکری کردہ
متاعِ طاعتِ خود را ترازوے برافرازد
بہ بازارِ قیامت با خدا سوداگری کردہ
زمین و آسماں را بر مرادِ خویش می خواہد
غبارِ راہ و با تقدیرِ یزداں داوری کردہ
گہے با حق درآمیزد، گہے با حق درآویزد
زمانے حیدری کردہ، زمانے خیبری کردہ
بایں بے رنگی جوہر از و نیرنگ می ریزد
کلیمے ہیں کہ ہم پیغمبری ہم ساحری کردہ
نگاہش عقلِ دور اندیش را ذوقِ جنوں دادہ
ولیکن با جنونِ فتنہ ساماں نشتری کردہ
بخود کے می رسد ایں راہ پیمایے تن آسانے
ہزاراں سال منزل در مقامِ آذری کردہ

۲۶

سخنِ تازہ زدم کس بہ سخن دا نرسید
جلوہ خوں گشت و نگاہے بہ تماشا نرسید

سنگ می باش دریں کارگہِ شیشہ گذر
وائے سنگے کہ صنم گشت و بہ مینا نرسید!

کہنہ را در شکن و باز بہ تعمیر خرام
ہر کہ در وطنہ لا ماند بہ الا نرسید

اے خوش آں جوے تنک مایہ کہ از ذوقِ خودی
در دلِ خاک فرو رفت و بدریا نرسید

از کلیسے سبق آموز کہ دانائے فرنگ
جگرِ بحر شگافید و بہ سینا نرسید

عشق اندازِ تپیدن زدلِ ما آموخت
شررِ ما ست کہ بر جست بہ پروانہ نرسید!

Marfat.com

٢٦

- میرا دلِ بے قید نورِ ایمان رکھتے ہوئے بھی کافری کے انداز اپنائے ہے۔
ایک طرف حرم میں سجدہ کرتا ہے اور دُوسری طرف بُتوں کی چاکری کرتا ہے۔
- اپنی فرمانبرداری کی پونجی کے لیے ترازو اُٹھائے پھرتا ہے۔
خدا کے ساتھ بھی سودا بازی کرتا ہے۔
- یہ چاہتا ہے کہ زمین و آسمان اس کی مرضی کے مُطابق چلیں۔
ہے تو غبارِ راہ مگر تقدیرِ الٰہی کا مقابلہ کرتا ہے۔
- کبھی یہ حق کے ساتھ موافقت کرتا ہے اور کبھی حق کی مخالفت کرتا ہے۔
کبھی حیدری انداز اختیار کرتا ہے اور کبھی خیبری۔
- اگرچہ اس کا جوہر یک رنگ ہے، مگر یہ کئی رنگ اختیار کرتا ہے۔
اس کلیم کو دیکھیں کہ پیغمبری بھی کرتا ہے اور جادوگری بھی۔
- اس کی نگاہ نے عقلِ دُور اندیش کو ذوقِ جنوں دیا ہے۔
مگر دُوسری طرف یہ جنونِ فتنہ ساماں کی فصد کھول کر اس کا زور کم بھی کر دیتا ہے۔
- یہ تن آسان مسافر جو ہزار سال تک مقامِ آزری میں بیٹھا رہا ہے۔
اپنے آپ تک کیسے پہنچ سکتا ہے۔
(یعنی اپنے آپ کو کیسے پا سکتا ہے)

Marfat.com

۲۷

ز شاعر نالۂ مستانہ در محشر چہ می خواہی
تو خود ہنگامہ، ہنگامۂ دیگر چہ می خواہی
بہ بحرِ نغمہ کردی آشنا طبع روانم را
ز چاکِ سینہ ام دریا طلب، گوہر چہ می خواہی
نمازِ بے حضور از من نمی آید، نمی آید
دلے آوردہ ام دیگر ازیں کافر چہ می خواہی

۲۸

نہ در اندیشۂ من کارزارِ کفر و ایمانے
نہ در جانِ غمِ اندوزم ہوائے باغِ رضوانے
اگر کادی درونم را خیالِ خویش را یابی
پریشاں جلوہ چوں ماہتاب اندر بیابانے!

Marfat.com

۲۷

- محشر میں شاعر سے نالۂ مستانہ کا مطالبہ کیوں ؟
آپ کا اپنا حُسن ہی ہنگامہ زا ہے، کسی اور ہنگامے کی کیا ضرورت ہے۔
- آپ نے میری طبعِ رواں کو بحرِ نغمہ سے آشنا کر دیا ہے۔
میرے چاکِ سینہ سے افکار کا دریائے رواں نکالیے۔ گوہر کی طلب کیوں ؟
- میں نمازِ بے حضور ادا نہیں کر سکتا۔ بالکل ادا نہیں کر سکتا۔
دل (قلبِ سلیم) آپ کی جناب میں پیش کر دیا ہے اس کافر سے آپ اور کیا چاہتے ہیں۔
[اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ (۲۶ : ۸۹)]

۲۸

- نہ تو میرا ذہن کفر و ایمان کا کارزار ہے۔
اور نہ مری جانِ غم اندوز میں باغِ رضوان کی خواہش ہے۔
- اگر آپ میرا اندرون کھود دیں تو سوائے اپنے خیال کے اور کچھ نہیں پائیں گے
جیسے ریگستان میں چاندنی پھیلی ہوتی ہے۔
(ریگستان میں چاندنی کا منظر بہت خوبصورت ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خیال کو چاندنی سے تشبیہ دی ہے اور اپنے قلب کو ریگستان سے کیونکہ وہاں اور کچھ نہیں)۔

Marfat.com

۲۹

مرغِ خوش لہجہ و شاہینِ شکاری از تست
زندگی را روشِ نوری و ناری از تست

دلِ بیدار و کفِ خاک و تماشائے جہاں
سیرِ ایں ماہ بشب گونہ عماری از تست

ہمہ افکارِ من از تست چہ در دل چہ بلب
گہر از بحر برآری نہ برآری از تست

من ہماں مشتِ غبارم کہ بجائے نرسد
لالہ از تست و نمِ ابرِ بہاری از تست

نقش پرداز توئی ما قلمِ افشانیم
حاضر آرائی و آئندہ نگاری از تست

گلہ ہا داشتم از دل بزبانم نرسید
مہر و بے مہری و عیاری و یاری از تست

Marfat.com

۲۹

- بلبلِ شیریں نوا ہو یا شاہینِ شکاری، یہ سب آپ ہی کے پیدا کیے ہوئے ہیں۔
  زندگی کا جمال ہو یا جلال سب آپ ہی کی طرف سے ہے۔
- آپ نے ہماری مشتِ خاک کو دلِ بیدار عطا فرمایا ہے، جس سے ہم جہان کا نظارہ کرتے ہیں۔
  اس ماہ (قلب) کا شب گونہ عماری (بدن) میں بیٹھ کر سیر کرنا، آپ ہی کے کرم سے ہے۔
- میرے سارے افکار دل میں ہوں یا زباں پر، سب آپ ہی کی بدولت ہیں۔
  اس بحر سے موتی نکالنا یا نہ نکالنا آپ کا کام ہے۔
- میں تو وہی مٹھی بھر خاک ہوں جو کسی کام کی نہیں۔
  میری اس خاک کے اندر جو پھول کھلتے ہیں وہ بھی آپ کا کرم ہے اور جو ابرِ بہار وہ پھول کھلاتا ہے، اس کا برسنا بھی آپ کے کرم سے ہے۔
- ہم تو بس قلم چھڑک دیتے ہیں اس سے نقش بنانا آپ کا کام ہے۔
  ہمارے حال و مستقبل کی آرائش و نگارش آپ کے ہاتھ میں ہے۔
- میرے دل میں شکایتیں موجود ہیں مگر وہ زبان تک نہیں پہنچتیں۔
  مہربانی بھی آپ کی طرف سے ہے اور نامہربانی بھی، دوستی بھی آپ کی طرف سے ہے اور آزمائش بھی۔

؎ اکثر حضورِ دوست شکایت کی آرزو
ہونٹوں پہ آتے آتے مناجات ہو گئی

۳۰

خوشتر ز هزار پارسائی — گامے بطریق آشنائی!
در سینۂ من دمے بیاسائے — از محنت و کلفتِ خدائی!
ما را ز مقامِ ما خبر کن — مائیم کجا و تو کجائی!
آں چشمکِ محرمانہ یاد آر — تا کے ستغافل آزمائی
دی ماہِ تمام گفت با من — در ساز بداغِ نارسائی
خوش نعمت و لے حرام کردند — در مذہبِ عاشقاں جدائی

پیشِ تو نہادہ ام دلِ خویش
شاید کہ تو ایں گرہ گشائی!

۳۰

- محبت کی راہ میں ایک قدم ہزار پارسائی سے بہتر ہے۔
- خدائی کی محنت و کلفت چھوڑ کر ایک لمحہ کے لیے میرے سینے میں آرام فرمالیں۔
(مَیں زمین و آسمان میں کہیں نہیں سماتا مگر مومن کے قلب میں سما جاتا ہوں)
(حدیثِ قدسی)
- ہمیں ہمارے مقام سے باخبر کیجیے ہم کہاں ہیں اور آپ کہاں ہیں ؟
- پرانے محرمانہ غمزے یاد کیجیے۔ کب تک تغافل سے ہماری آزمائش کریں گے۔
- کل رات پورے چاند نے مجھ سے کہا کہ نارسائی کے داغ سے موافقت کر لے۔
- اس نے خوب کہا، لیکن عاشقوں کے مذہب میں جدائی حرام ہے۔
نالہ و آہِ نارسا اس کا مقام اور ہے
وصل کی بات اور ہے وصل کا جام اور ہے
- مَیں نے آپ سے اپنے دل کی بات کہہ دی ہے۔
تاکہ آپ میرا یہ عُقدہ حل کریں۔

Marfat.com

۳۱

بر جہانِ دلِ من تا ختنش را نگرید
کشتن و سوختن و ساختنش را نگرید

روشن از پرتوِ آں ماہ دلے نیست کہ نیست
با ہزار آئنہ پرداختنش را نگرید

آنکہ یک دست برد ملکِ سلیمانے چند
با فقیراں دو جہاں باختنش را نگرید

آنکہ شبخوں بدلِ دیدۂ داناياں ریخت
پیشِ ناداں سرِ اندر ختنش را نگرید

۳۱

- میرے جہانِ دل پر اس کا حملہ کرنا دیکھیے۔
  مارنا، جلانا اور پھر اُسے ازسرِنو بنانا دیکھیے۔
- کوئی دل نہیں جو اس چاند کے پرتو سے روشن نہ ہو۔
  ہزارہا آئینوں میں اس کا اپنی آرائش دیکھنا ملاحظہ ہو۔
  (قلب کو آئینہ کہا جاتا ہے)
- جو ذات ایک ہی ہاتھ سے مُلکِ سلیمان جیسی کئی سلطنتیں چھین لیتی ہے۔
  اس کا اپنے فقیروں کو دونوں جہاں بخش دینا دیکھیے۔
- وہ جو داناؤں کے دل و دیدہ پر شبخون مارتا ہے۔
  (جس تک داناؤں کے ذہن کی رسائی نہیں اور جسے داناؤں کی نظر پا نہیں سکتی)
  اپنے نادان (عشاق) کے سامنے اس کا سپر ڈالنا دیکھیے۔

Marfat.com

۳۲

مرا براہِ طلب بار در گل است ہنوز
کہ دل بقافلہ در رخت و منزل است ہنوز

کجاست برقِ نگاہے کہ خانماں سوزد!
مرا معاملہ با کشت و حاصل است ہنوز

یکے سفینۂ ایں خام را بطوفاں دہ
ز ترسِ موج نگاہم بساحل است ہنوز

تپیدن و نرسیدن چہ عالمے دارد
خوشا کسے کہ بدنبالِ محمل است ہنوز

کسے کہ از دو جہاں خویش را بروں نشناخت
فریب خوردۂ ایں نقشِ باطل است ہنوز

نگاہِ شوق تسلی بجلوہ نشود
کجا برم خلشے را کہ در دل است ہنوز

حضورِ یار حکایت دراز تر گردید
چنانکہ ایں ہمہ ناگفتہ در دل است ہنوز

Marfat.com

۳۲

- راہِ طلب میں ابھی تک مَیں علائقِ دنیا میں گرفتار ہوں۔
ابھی تک میرا دل قافلہ، سامان اور منزل کے چکر میں ہے۔
- کہاں ہے وہ برقِ نگاہ جو میرا گھر بار جلا دے!
ابھی تک مَیں کھیتی اور اس کی پیداوار کی فکر میں گرفتار ہوں۔
- مجھ خام کی کشتی کو ذرا طوفان میں ڈال دیجیے۔
کہ موجوں کے ڈر سے مَیں ابھی ساحل کی جانب دیکھ رہا ہُوں۔
- تڑپنا اور مقصود تک نہ پہنچنا، کیا لُطف رکھتا ہے!
خوش نصیب ہے وہ شخص جو ابھی محمل کے پیچھے بھاگ رہا ہے۔
- جس شخص نے اپنے آپ کو دونوں جہانوں سے الگ نہیں پہچانا
وہ ابھی تک اس نقشِ باطل (دُنیا) کا فریب خوردہ ہے۔
- ایک جلوے سے میری نگاہِ شوق کی تسلّی نہیں ہوئی۔
اس خلش کا کیا علاج کروں جو ابھی تک میرے دل میں موجُود ہے۔
- محبُوب کے حضور بات بہت لمبی ہوگئی ہے، لیکن اس کے باوجود
بہت سی اَن کہی باتیں دل میں رہ گئی ہیں۔
(ع لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم)

Marfat.com

۳۳

زمستاں را سر آمد روزگاراں
نواہا زندہ شد در شاخساراں!
گلاں را رنگ و نم بخشد ہوا ہا
کہ می آید ز طرفِ جوبباراں
چراغِ لالہ اندر دشت و صحرا
شود روشن ترا از بادِ بہاراں
دلم افسردہ تر در صحبتِ گل
گریزد ایں غزال از مرغزاراں!
دمے آسودہ با درد و غمِ خویش
دمے نالاں چو جوے کوہساراں
زبیم اینکہ ذوقش کم نگردد
نگویم حالِ دل با رازداراں!

Marfat.com

۳۳

- موسمِ سرما ختم ہونے کو ہے۔
شاخوں پر پرندوں کی چہچہاہٹ شروع ہو چکی ہے۔
- ندیوں کی طرف سے جو ہوا آ رہی ہے، وہ پھولوں کو رنگ اور تازگی بخش رہی ہے۔
- بادِ بہاری کے فیض سے دشت و صحرا میں چراغِ لالہ اور روشن ہو گیا ہے۔
(حالانکہ عام طور سے ہوا چراغ کو بجھا دیتی ہے)
- مگر میرا دل پھولوں کی صحبت میں افسردہ تر ہے۔
(معلوم نہیں) یہ غزال مرغزاروں سے کیوں بھاگتا ہے۔
- کبھی یہ اپنے درد و غم میں لذت محسوس کرتا ہے۔
اور کبھی پہاڑی ندی کی طرح نالہ و فریاد کرنے لگتا ہے۔
- اس خوف سے کہ درد کی لذت کم نہ ہو جائے۔
میں اپنے دل کا حال رازداروں سے بیان نہیں کرتا۔

۳۴

هوائے خانہ و منزل ندارم
سرِ راہم غریبِ مرد یارم
سحر می گفت خاکستر صبا را
"فسردازبادِ ایں صحرا شرارم
گذر نرمک، پریشانم مگرداں
ز سوزِ کاروانے یادگارم"
ز چشمِ اشک چوں شبنم فرو ریخت
کہ من ہم خاکم و در رہگذارم!
بگوشِ من رسید از دل سرودے
کہ جوئے روزگار از چشمہ سارم
ازل تاب و تبِ پیشینۂ من
ابد از ذوق و شوقِ انتظارم
بیندیش از کفِ خاکے بیندیش
بجانِ تو کہ من پایاں ندارم!

Marfat.com

۳۴

- نہ مجھے گھر کی خواہش ہے نہ منزل کی
ہمیشہ کا مسافر اور ہر شہر میں اجنبی ہوں۔
- صبح کے وقت راکھ نے بادِ صبا سے کہا :
" اس صحرا کی ہوا نے میری آگ بجھا دی ہے
- ذرا آہستہ گزر، مجھے بکھیر نہ دے
کیونکہ میں سوزِ کارواں کی یادگار ہوں"
- یہ سُن کر میری آنکھ سے شبنم کی طرح آنسو ٹپکنے لگے، کہ میں بھی تو خاک ہوں اور راہگزر میں پڑا ہوں۔
- اس پر میرے کان میں دل سے یہ خوشگوار آواز آئی :
"(غمگین نہ ہو) زمانہ کی ندی کا وجود میرے چشمے کے دم سے ہے۔
- ازل میرے تب و تاب پیشینہ کا مظہر ہے۔
اور ابد میرے انتظار کے ذوق و شوق سے عبارت ہے۔
- اپنی کفِ خاک کے بارے میں فکرمند نہ ہو، بالکل فکرمند نہ ہو۔
تیری جان کی قسم! میری کوئی انتہا نہیں"
(یہ قلب کی آواز تھی)

Marfat.com

۳۵

از چشمِ ساقیِ مستِ شرابم
بے مے خرابم، بے مے خرابم
شوقم فزوں تر از بے حجابی
بینم نہ بینم، در پیچ و تابم
چوں رشتۂ شمعِ آتش بگیرد
از زخمۂ من تارِ ربابم!
از من بروں نیست منزلگہِ من
من بے نصیبم راہے نیابم!
تا آفتابے خیزد ز خاور
مانندِ انجم بستند خوابم!

Marfat.com

۳۵

- مجھے ساقی کی آنکھ نے مست کر دیا ہے۔
میری مستی بغیر کسی شراب کے ہے، بغیر کسی شراب کے ہے۔
- آپ کی بے حجابی نے میرا شوق اور بڑھا دیا ہے۔
دیکھوں یا نہ دیکھوں، اسی پیچ و تاب میں ہوں۔
- جب (رات کے وقت) شمع روشن کی جاتی ہے،
تو میں مضراب (محبت) سے تارِ رباب بن جاتا ہوں۔
(میرے اندر سے نغمے پھوٹنے لگتے ہیں)
- میری منزل مجھ سے باہر نہیں۔
میں ہی بے نصیب ہوں کہ اس تک پہنچ نہیں پاتا۔
(ے یار دل دے اندر وسدا اے
سفر اپنے ای گھر دا نئیں مکدا)
- ستاروں کی مانند میری آنکھوں سے نیند چھین لی گئی ہے۔
تاکہ مشرق سے نیا آفتاب طلوع ہو۔
(میں اس نئے آفتاب کے انتظار میں ہوں)

Marfat.com

۳۶

شبِ من سحر نمودی کہ بہ طلعت آفتابی
تو بطلعت آفتابی سزد ایں کہ بے حجابی
تو بدردِ من رسیدی بضمیرم آرمیدی
ز نگاہِ من رمیدی بچنیں گراں رکابی
تو عیارِ کم عیاراں تو قرارِ بے قراراں
تو دوائے دل فگاراں مگر ایں کہ دیر یابی
غمِ عشق و لذتِ او اثرِ دو گونہ دارد
گہے سوز و دردمندی گہے مستی و خرابی!
ز حکایتِ دلِ من تو بگو کہ خوب دانی
دلِ من کجا کہ او را بکنارِ من نیابی!
بجلالِ تو کہ در دل دگر آرزو ندارم
بجز ایں دعا کہ بخشی بکبوتراں عقابی!

۳۶

- آپ نے میری رات کو سحر سے آشنا کر دیا ہے ۔
چونکہ آپ طلعت میں آفتاب کی مانند ہیں، اس لیے مناسب ہے کہ آپ بے حجاب نظر آئیں ۔
- آپ نے میرے درد کو پالیا ہے اور میرے ضمیر میں آرام فرما ہوئے ہیں ۔
باوجود آہستہ آہستہ آنے کے میری نگاہ سے گریز پا رہے ہیں ۔
- آپ کی وجہ سے بے قیمت لوگ گرانقدر ہو جاتے ہیں ۔
آپ بے قراروں کا قرار ، اور دل فگاروں کی دوا ہیں ، مگر ملتے ذرا دیر سے ہیں ۔
- عشق کے غم اور اس کی لذت کا اثر دوگونہ ہے ۔
کبھی سوز و دردمندی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور کبھی مستی و خرابی کی صورت میں ۔
- میرے دل کی کہانی آپ سنائیں کیونکہ آپ اسے بہتر جانتے ہیں ۔
مجھے بتائیں کہ میرا دل کہاں ہے ؟ میں اسے اپنے پہلو میں تو نہیں پاتا ۔
- تیرے جلال کی قسم ! میرے دل میں کوئی اور آرزو نہیں ۔
سوائے اس کے کہ تو کبوتروں (اس دور کے مسلمانوں) کو عقابی شان عطا فرما دے ۔

Marfat.com

۳۷

دریں میخانہ اے ساقی ندارم محرمے دیگر
کہ من شاید نخستیں آدمم از عالمے دیگر
دمے ایں پیکرِ فرسودہ را سازی کفِ خاکے
فشانی آب و از خاکش آتش انگیزی دمے دیگر!
بیار آں دولتِ بیدار و آں جامِ جہاں بیں را
عجم را دادہ ہنگامۂ بزمِ جمے دیگر

۳۸

بجہانِ دردمنداں تو بگو چہ کار داری؟
تب و تابِ ما شناسی؟ دلِ بے قرار داری؟
چہ خبر ترا ز اشکے کہ فرو چکد ز چشمے
تو بہ برگِ گل ز شبنم دُرِ شاہوار داری!
چہ بگویمت زجانے کہ نفس نفس شمارد
دمِ ستعار داری؟ غمِ روزگار داری؟

Marfat.com

۳۷

- اے ساقی ! اس میخانے میں مجھے کوئی محرمِ راز نہیں ملتا۔
شاید میں آنے والے نئے دور کا پہلا آدمی ہوں۔
- کبھی آپ میرے اس پیکرِ فرسودہ کو کفِ خاک بنا دیتے ہیں۔
اور کبھی اس خاک پر آبِ عشق چھڑک کر اس کے اندر آگ پیدا کر دیتے ہیں۔
- آپ نے عجم کو ایک بار پھر بزمِ جم کا ہنگامہ عطا کیا ہے۔
اب اسے عشق کی دولتِ بیدار اور جامِ جہاں بیں بھی عطا فرمائیے۔

۳۸

- دردمندوں کے جہان سے بھلا آپ کا کیا واسطہ ؟
کیا آپ ہماری تب و تاب کو پہچانتے ہیں ، دلِ بیقرار رکھتے ہیں ؟
- آپ کو ان آنسوؤں کی کیا خبر جو کسی کی آنکھ سے ٹپکتے ہیں۔
کیا آپ کے ہاں بھی برگِ گل پر شبنم کا قیمتی موتی نظر آتا ہے ؟
- آپ کو اس جان کا حال کیا بتاؤں جسے ایک ایک سانس گن کر وقت گزارنا پڑتا ہے۔
کیا آپ دمِ مستعار رکھتے ہیں ، کیا آپ غمِ روزگار رکھتے ہیں ؟

Marfat.com

۳۹

اگر نظارہ از خود رنگی آرد حجاب اے لے
بگیرد با من ایں سودا بہا از بس گراں خواہی
سخن بے پردہ گو با ما، شد آں روزے کم آمیزی
کہ می گفتند تو مارا چنیں خواہی چناں خواہی
نگاہِ بے ادب زد زخنہ ہا در چہرِ بینائی
دگر عالم بنا کن گر حجاب بے دمیاں خواہی
چناں خود را نگہ داری کہ با ایں بے نیازی ہا
شہادت بر وجود خود ز خونِ دوستاں خواہی
مقامِ بندگی دیگر، مقامِ عاشقی دیگر
ز نوری سجدہ می خواہی ز خاکی بیش ازاں خواہی
مسِ خامے کہ دارم از محبت کیمیا سازم
کہ فردا چوں رسم پیشِ تو از من ارمغاں خواہی

Marfat.com

۳۹

- اگر نظارۂ جمال سے خود رفتگی پیدا ہو، تو حجاب ہی بہتر ہے۔
مجھے ایسا سودا قبول نہیں یہ قیمت بہت زیادہ ہے۔
- ہم سے سامنے آکر بات کریں، کم آمیزی کے دن بیت گئے۔
جبکہ دُوسرے یہ کہتے تھے: آپ ہم سے یہ چاہتے ہیں، وہ چاہتے ہیں۔
- ہماری نگاہِ بے ادب نے آسمان میں رخنے ڈال دیے ہیں۔
اگر آپ کو حجاب ہی پسند ہے تو اور جہان بنا لیجیے۔
- آپ اپنا اتنا خیال رکھتے ہیں کہ باوجود بے نیازی کے اپنے وجود پر دوستوں کے خون کی شہادت چاہتے ہیں۔
(شہید کو شہید اس لیے کہتے ہیں کہ وہ اپنی جان دے کر اللہ تعالیٰ کے وجُود پر گواہی پیش کرتا ہے)
- بندگی کا مقام اور ہے، عاشقی کا مقام اور ہے۔
فرشتے سے آپ صرف سجدہ چاہتے ہیں۔ لیکن خاکی سے اس سے زیادہ (یعنی شہادت) کے طلب گار ہیں۔
- میرے پاس جو کچا تانبا (قلب) ہے، مَیں اسے آپ کی محبت سے کیمیا بنا رہا ہُوں۔
کیونکہ کل (روزِ قیامت) جب مَیں آپ کے سامنے پیش ہوں گا تو آپ فرمائیں گے: میرے لیے کیا تحفہ لائے ہو۔

Marfat.com

۴۰

نور تو دانود سپید و سیاه را
دریا و کوه و دشت و در و مهر و ماه را
تو در هوائے آں کہ نگہ آشنائے اوست
من در تلاشش آں کہ نتابد نگاہ را!

۴۱

بدہ آں دل کہ مستی ہائے و از بادۂ خویش است
بگیر آں دل کہ از خود رفتہ و بیگانہ اندیش است
بدہ آں دل بدہ آں دل کہ گیتی را فرا گیرد
بگیر ایں دل بگیر ایں دل کہ در بندِ کم و بیش است
مرا اے صید گیر از ترکشِ تقدیر بیروں کش
جگر دوزی چہ می آید ازاں تیرے کہ در پیش است؟
نگردد زندگانی خستہ از کار جہانگیری
جہانے در گرہ بستم جہانے دیگرے پیش است!

Marfat.com

۴۰

- آپ کے نور نے سپید و سیاہ میں تمیز پیدا کی۔
اور دریا، پہاڑ، جنگل اور مہر و ماہ وجود میں آئے۔
- آپ انسانِ کامل ؐ کی خواہش رکھتے تھے جسے نگاہ دیکھ سکتی ہے۔
مَیں آپ کی ذات کی تلاش میں ہوں جسے نگاہ نہیں پا سکتی۔

۴۱

- مجھے ایسا دل عطا فرمائیے جو اپنی شراب سے مست ہو۔
یہ دل لے لیجیے جو از خود رفتہ ہے اور دُوسروں کے افکار رکھتا ہے۔
- مجھے ایسا دل عطا فرمائیے جو زمانے کو اپنے اندر سمو لے۔
یہ دل لے لیجیے جو نفع نقصان کے چکر میں پڑا رہتا ہے۔
- اے میرے مالک! مجھے تقدیر کے ترکش سے باہر نکالیے
جو تیر ترکش کے اندر ہو وہ کیسے جا کر جگر پر لگ سکتا ہے۔
- جہانگیری سے زندگی میں کمزوری واقع نہیں ہوتی۔
(دیکھیے) ایک جہان سے مَیں نے گرہ میں باندھ رکھا ہے اور دُوسرا میرے سامنے ہے۔

Marfat.com

۴۲

کفِ خاک برگ و ساز م برہنہ فشانم او را
بامیدِ ایں کہ روزے بفلک رسانم او را
چہ کنم چہ چارہ گیرم کہ ز شاخِ علم و دانش
نہ دمیدہ ہیچ خارے کہ بدل نشانم او را
دہد آتشِ جدائی شررِ مرا نمودے
بہماں نفس بمیرم کہ فرو نشانم او را
مئے عشق و مستیَ او نرود بروں ز خونم
کہ دل آں چناں نہ دادم کہ دگر ستانم او را
تو بلوحِ سادہ من ہمہ مدعا نوشتی
دگر آں چناں ادب کن کہ غلط نخوانم او را
بحضورِ تو اگر کس غزلے ز من سراید
چہ شود اگر نوازی بہ ببیں کہ دانم او را

Marfat.com

۴۲

- مٹھی بھر خاک میری متاع ہے مَیں اسے راہ میں بکھیر رہا ہوں۔
اس امید پہ کہ ایک روز اسے آسمان تک پہنچا دُوں گا۔
- کیا کروں ؟ اس کا کیا علاج ہے کہ علم و دانش کی شاخ سے کوئی
ایک ایسا کانٹا نہیں نکلا ، جو دل میں چبھو سکوں۔
- آتش جدائی ہی سے میرے شرر کی نمود ہے۔
اگر مَیں اسے دبا دوں تو اسی لمحے میری موت واقع ہو جائے۔
- مئے عشق اور مستی میرے خون میں رچے ہُوئے ہیں۔
مَیں نے دل اس طرح نہیں دیا کہ پھر اسے واپس لے لوں۔
(میری محبت ایسی نہیں کہ اس سے دستبردار ہو جاؤں)
- آپ نے میرے دل کی خالی تختی پر سارا مدعائے (حیات) لکھ دیا ہے۔
اب مجھے اتنی سمجھ عطا فرمائیے کہ میں اسے غلط نہ پڑھوں۔
- اگر آپ کے حضور کوئی میری غزل پیش کرے تو
کیا ہی اچھا ہو اگر آپ اسے یہ کہہ کر نواز دیں کہ
"میں اسے جانتا ہُوں"۔

۴۳

ایں دل کہ مرا دادی لبریز یقیں بادا
ایں جامِ جہاں بینم روشن ترازیں بادا
تلخے کہ فرو ریزد گردوں بسفالِ من
در کامِ کہن رندے آنہم شکریں بادا

۴۴

رمزِ عشقِ تو بہ اربابِ ہوس نتواں گفت
سخن از تابِ تبِ شعلہ بخس نتواں گفت
تو مرا ذوقِ بیاں دادی و گفتی کہ بگے
ہست در سینۂ من آنچہ بکس نتواں گفت
از نہاں خانۂ دل خوشش غزلے می خیزد
سرِ شاخے ہمہ گویم بہ قفس نتواں گفت
شوق اگر زندۂ جاوید نباشد عجب است
کہ حدیثِ تو دریں یک دو نفس نتواں گفت

Marfat.com

۴۳

- آپ نے مجھے جو دل عطا فرمایا ہے یہ یقین سے پُر ہو جائے۔
تاکہ میرا یہ جامِ جہاں بیں اور زیادہ روشن ہو۔
- گردوں نے میرے پیالے میں جو تلخ شراب (مصائب) ڈالی ہے۔
مجھ جیسے پُرانے رِند کے لیے وہ بھی شیریں ہو جائے۔

۴۴

- عشق کی بات اہلِ ہوس سے نہیں کی جا سکتی۔
جیسے شعلے کے تاب و تب کی بات خس سے نہیں کہی جا سکتی۔
- آپ نے مجھے ذوقِ بیان عطا فرمایا ہے اور حکم دیا ہے کہ شعر کہوں،
لیکن جو کچھ میرے سینے کے اندر ہے وہ کسی سے نہیں کہا جا سکتا۔
- میرے دل کے اندر سے خوبصورت غزل اٹھتی ہے۔
مگر وہ شاخ پر بیٹھ کر ہی سنائی جا سکتی ہے قفس میں نہیں کہی جا سکتی۔
(انگریز کی غلامی کے دور کی طرف اشارہ ہے)
- تعجب کی بات ہے کہ شوق (محبت) زندۂ جاوید نہ ہو۔

اس زندگیٔ مستعار کے دو چار لمحوں میں آپ کی محبت کی بات پوری طرح بیان نہیں ہو سکتی۔

Marfat.com

۴۵

یادِ ایامے کہ خوردم بادہ ہا با چنگ و نے
جامِ مے در دستِ من مینائے مے در دستِ وے
در کنار آئی خزانِ ما ز مد رنگِ بہار
در نیائی فرودیں افسردہ تر گردد زوے!
بے تو جانِ من چو آں سازے کہ تارش گسست
در حضورِ سینۂ من نغمہ خیز و پے بہ پے
آنچہ من در بزمِ شوق آوردہ ام دانی کہ چیست
یک چمن گل، یک نیستاں نالہ، یک کاشانہ مے!
زندہ کن باز آں محبت را کہ از پیروے او
بوریائے ما نشیمنے دفت با تختِ کے!
دوستاں خرم کہ بر منزل رسید آوارۂ
من پریشاں جادہ ہائے علم و دانش کردہ ام!

Marfat.com

۴۵

- وہ کیا دن تھے جب میں چنگ ونے کے ساتھ شراب پیتا تھا۔
جامِ شراب میرے ہاتھ میں ہوتا اور مینائے مے محبوب کے ہاتھ میں۔
- اگر آپ ہمارے پہلو میں ہوں تو خزاں میں بھی بہار کا رنگ پیدا ہوجاتا ہے۔
اگر آپ نہ ہوں تو بہار کے دن خزاں سے زیادہ افسردہ ہوجاتے ہیں۔
- تیرے بغیر میری جان اس ساز کی مانند ہے جس کے تار ٹوٹ چکے ہوں۔
اور تیرے حضور میرے سینے سے مسلسل نغمے پھوٹتے ہیں۔
- جانتے ہو کہ میں بزمِ شوق میں کیا لایا ہوں۔
ایک پھولوں بھرا چمن، ایک نالوں بھرا نیستاں اور ایک شراب بھرا خمخانہ۔
- ہمارے اندر پھر وہ محبت زندہ کیجیے،
جس کی قوت سے فقیرِ راہ نشین تختِ کیکاؤس کے مقابل کھڑا ہوجاتا ہے۔
- دوست خوش ہیں کہ یہ آوارہ منزل تک پہنچ گیا۔
اور میں ابھی پریشان حال علم و دانش کے مرحلے طے کر رہا ہوں۔

۴۶

انجم بگریبان ریخت این دیدهٔ تر ما را
بیرون ز سپهر انداخت این ذوقِ نظر ما را
هر چند زمین سائیم برتر ز ثریائیم
دانی که نمی زیبد عمرے چو شرر ما را
شام و سحرِ عالم از گردشِ ما خیزد
دانی که نمی سازد این شام و سحر ما را
این شیشهٔ گردون را از باده تہی کردیم
کم کاسه نشو ساقی از بیش و کم دگر ما را!
شایانِ جنونِ ما پہنائے دو گیتی نیست
این را مگذر ما را آن را مگذر ما را!

Marfat.com

۴۶

- ہماری دیدۂ تر نے ہمارے گریباں پر ستارے گرائے ہیں۔
ہمارے آنسوؤں نے ہمارے اندر جو ذوقِ نظر پیدا کیا ہے،
وہ ہمیں آسمان سے زیادہ بلندی پر لے گیا۔
- اگرچہ ہم اہلِ زمیں ہیں، لیکن ہمارا مرتبہ ثریا سے بلند تر ہے۔
آپ جانتے ہیں کہ شرر کی طرح کی چند روزہ زندگی ہماری
شان کے شایاں نہیں۔
- شام و سحر تو ہماری گردش سے پیدا ہوتے ہیں۔
اس لیے یہ شام و سحر ہمیں کیسے موافق آسکتے ہیں۔
- یہ شیشۂ گردوں سے تو ہم خالی کر چکے ہیں۔
تکلّف سے کام نہ لیں، ہمیں ایک اور مینا عطا فرما دیں۔
- دونوں جہان کی وسعت بھی ہمارے جنون کی شان کے شایاں نہیں۔
یہی ہمارا راستہ ہے وہی ہمارا راستہ۔ (منزل آگے ہے)

Marfat.com

۴۷

خاور که آسماں بہ کمندِ خیالِ اوست
از خویشتن گسستہ و بے سوزِ آرزوست
در تیرہ خاکِ او تبِ و تابِ حیات نیست
جولانِ موج را نگراں از کنارِ جوست
بُت خانہ و حرم ہمہ افسردہ آتشے
پیرِ مغاں شرابِ ہوا خوردہ در سبوست!
فکرِ فرنگ پیشِ مجاز آورد سجود
بینائے کور دستِ تماشائے رنگ و بوست!
گردندہ تر ز چرخ و ربایندہ تر ز مرگ
از دستِ او بدامنِ ما چاکِ بے رفوست!

۴۷

- مشرق کہ جس کے تخیل کی کمند میں آسمان ہے۔
وہ اپنے آپ سے دور اور سوزِ آرزو (شوق) سے بیگانہ ہو چکا ہے۔
- اس کی خاکِ تیرہ میں حیات کی تب و تاب نہیں۔
وہ ساحل پر کھڑا موج کی جولانیاں دیکھ رہا ہے۔
- کیا بت خانہ اور کیا حرم، سب کی آگ بجھ چکی ہے۔
پیرِ مغاں کے سبو میں جو شراب ہے، وہ بے اثر ہو چکی ہے۔
- مغرب کا فکر، مجاز کے سامنے سربسجود ہے۔
وہ آنکھیں رکھتے ہوئے اندھا ہے اور یہ اندھا تماشائے رنگ و بو ہی میں مست ہے۔
(حقیقت کی جستجو سے بے گانہ ہے)
- مغرب، آسمان سے بھی زیادہ تیزی سے اپنی جگہ بدلتا ہے۔
(مغرب کے نت نئے نظریات کی طرف اشارہ ہے)
اور موت سے زیادہ تباہی لاتا ہے۔
اس کے ہاتھ نے ہمارا دامن اس طرح چاک کیا ہے کہ اب وہ رفو نہیں ہو سکتا۔

Marfat.com

خاکی نہاد و خوے سپہرِ کہن گرفت
عیار و بے مدار و کلاں کار و تو بتوست!
مشرق خراب و مغرب ازاں بیشتر خراب
عالم تمام مردہ و بے ذوقِ جستجوست!
ساقی بیار بادہ و بزمِ شبانہ ساز
ما را خرابِ یک نگہِ محرمانہ ساز!

Marfat.com

- ہے یہ خاکی نہاد مگر اس کی عادتیں ساری بوڑھے آسمان کی سی ہیں۔
عیّار، ناقابلِ اعتماد، بڑے فتنے پیدا کرنے والا اور پیچیدہ خُو ہے۔
- مشرق تباہ حال ہے اور مغرب اس سے زیادہ تباہ حال ہے۔
ساری دنیا مُردہ اور آپ کی جستجو کے ذوق سے ناآشنا ہے۔
- اپنی محبت کی شراب پلائیں اور پھر سے بزمِ شبانہ آراستہ کریں۔
ہمیں ایک نگاہِ محرمانہ سے اپنا مست بنالیں۔
(ع گھر یہ اُجڑا ہے کہ تُو رونقِ محفل نہ رہا)

۴۸

فرصتِ کشمکش مده ایں دلِ بے قرار را
یک دو شکن زیادہ کن گیسوئے تابدار را

از تو دروں سینہ ام برقِ تجلی کہ من
با مہ و مہر داده ام تلخیِ انتظار را

ذوقِ حضور در جہاں رسمِ صنم گری نہاد
عشق فریب می دہد جانِ امید وار را

تا بفراغِ خاطرے نغمۂ تازہ زنم
باز بہ مرغزار دہ طائرِ مرغزار را

طبعِ بلند داده ام، بند زپائے من کشائے
تا بہ پلاسِ تو دہم خلعتِ شہریار را

تیشہ اگر بسنگ زد ایں چہ مقامِ گفتگو است
عشق بدوش می کشد ایں ہمہ کوہسار را!

Marfat.com

۴۸

- اس دلِ بے قرار کو تڑپنے کا موقع نہ دے۔
اس کے گرد اپنے پیچدار گیسوؤں کے ایک دو شکن اور بڑھا دے۔
- آپ کی بدولت میرے سینے میں وہ برقِ تجلی موجود ہے۔
جس کی وجہ سے مہ و مہر میری آمد کے انتظار کی تلخی برداشت کر رہے ہیں۔
- محبوب کو دیکھنے کے شوق کی وجہ سے دنیا میں بت گری شروع ہوئی۔
دید کی خواہش نے انسان کو اس طرح فریب میں مبتلا کر دیا۔
- مرغزارِ آزادی سے محبت رکھنے والے کو پھر وہی آزادانہ فضا عطا فرما۔
- آپ نے مجھے طبعِ بلند عطا فرمائی ہے تو میرے پاؤں کو زنجیرِ (غلامی) سے آزاد کیجیے۔
تاکہ میں بادشاہ کے خلعت کو آپ کے بوریا پر قربان کر دوں۔
- تیشۂ فرہاد لے اگر پہاڑ کاٹ دیا تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟
عشق تو سارا کوہسار اپنے کندھے پر اٹھا سکتا ہے۔

Marfat.com

۴۹

جانم در آویخت با روزگاراں
جوے است نالاں در کوہساراں!
پیدا ستیزد، پنہاں ستیزد
ناپائدارے با پائداراں!
ایں کوہ و صحرا ایں دشت و دریا
نے رازداراں نے غمگساراں
بیگانۂ شوق! بیگانۂ شوق!
ایں جوئباراں ایں آبشاراں
فریاد بے سوز! فریاد بے سوز!
بانگ ہزاراں در شاخساراں
داغے کہ سوزد در سینۂ من
آں داغ کم سوخت در لالہ زاراں!
محفل ندارد ساقی ندارد
تلخے کہ سازد با بیقراراں!

Marfat.com

۴۹

- میری جان زمانہ میں بہتی ہوئی ندی ہے۔
پہاڑوں کے اندر بہتی ہوئی ندی کی مانند فریاد کناں ہے۔
- ہم ناپائیدار (انسان) اس سنگین کائنات سے،
پیدا و پنہاں زور آزما ہیں۔
- یہ کوہ و صحرا، یہ دشت و دریا،
نہ ہمارے رازِ محبت سے باخبر ہیں اور نہ ہمارے غمگسار۔
- یہ ندیاں، یہ آبشاریں، سب شوق سے خالی ہیں! سب شوق سے خالی ہیں!
- باغوں میں بلبلوں کے گیت بے سوز نالے ہیں، بے سوز نالے ہیں!
- وہ داغ محبت جو میرے سینے میں سُلگ رہا ہے،
وہ لالہ زاروں میں کہاں!
- کائنات کے اندر نہ ایسی محفل ہے نہ ایسا ساقی ہے جو محبت کی اس تلخ شراب کو پی سکے یا پلا سکے، جس سے ہم جیسے بے قرار لوگ لطف اندوز ہو رہے ہیں۔

Marfat.com

۵۰

به تسلی که دادی نگذاشت کارِ خود را
بتو بازمی سپارم دلِ بیقرارِ خود را
چه دلے که محنتِ او ز نفس شماریِ او
که بدستِ خود ندارد رگِ روزگارِ خود را
بضمیرتم آرمیدم تو بجوششِ خودنمائی
بکناره برفگندی دُرِ آبدارِ خود را
مه و انجم از تو دارد گلہ ہا شنیدہ باشی
که بخاکِ تیرہ مازد شررِ خود را
خلشے بسینہ ما ز خدنگ او غنیمت!
که اگر بپا نشیند نبرد شکارِ خود را

Marfat.com

۵۰

- آپ نے میرے دلِ بے قرار کو جو تسلی دی تھی (کہ مَیں رگِ جاں سے بھی قریب ہوں)
اس سے اس کی بے قراری دُور نہیں ہوئی۔
اب مَیں پھر اسے آپ ہی کے سپرد کرتا ہوں۔
- یہ کیا دل ہے کہ اس کا ایک ایک سانس محنت میں گزرتا ہے۔
کیونکہ وہ اپنے حالات پر پورا تصرف نہیں رکھتا۔
- مَیں آپ کے ضمیر کے اندر آرام کر رہا تھا، پھر آپ نے خود نمائی کے جوش میں
اپنے اس چمکدار موتی کو کنارے پر پھینک دیا۔
- چاند ستاروں کو آپ سے شکایت ہے۔ آپ نے بھی سُنی ہوگی۔
کہ آپ نے ہماری خاکِ تیرہ و تار میں سے اپنی (رُوح) کا شرارہ
پھُونک دیا۔
- اس کے تیر سے ہمارے سینہ میں جو خلش پیدا ہوئی وہ غنیمت ہے
اگر (تیر کارگر ہوتا اور) شکار مر کر شکاری کے پاؤں میں گر جاتا،
تو وہ اسے نہ اٹھاتا (اس کی پروا نہ کرتا)۔

Marfat.com

۵۱

بحر فے می تواں گفتن تمنائے جہانے را
من از ذوقِ حضوری طول دادم داستانے را
ز مشتاقاں اگر تابِ سخن بودی نمیدانی
محبت می کند گویا نگاہ بے زبانے را!
کجا نورے کہ غیر از قاصدی چیزے نمی داند
کجا خاکے کہ در آغوش دارد آسمانے را!
اگر یک ذرہ کم گردد ز انگیزِ وجودِ من
بایں قیمت نمی گیرم حیاتِ جاودانے را!
من اے دریائے بے پایاں بہ موجِ تو در افتادم
نہ گوہر آرزو دارم نہ می جویم کرانے را
ازاں معنی کہ چوں شبنم بجانِ من فرو ریزی
جہانے تازہ پیدا کردہ ام عرضِ فغانے را

Marfat.com

۵۱

- سارے جہان کی تمنا ایک حرف میں ادا کی جا سکتی ہے۔
مگر میں نے اپنی داستان کو اس لیے طول دیا ہے تاکہ آپ کی حضوری سے زیادہ دیر تک لطف اندوز ہوتا رہوں۔
- آپ نے اپنے مشتاقوں سے قوّتِ گویائی سلب کر لی، مگر آپ کو شاید معلوم نہیں کہ محبت نگاہِ بے زبان کو زبان عطا کر دیتی ہے۔
- کہاں نوری کہ جو پیغام رسانی کے سوا کچھ جانتے ہی نہیں،
اور کہاں خاکی جو آسمان کو اپنی آغوش میں لے لیتے ہیں۔
- اگر میرے وجود کی ترکیب میں سے ایک ذرّہ بھی کم ہو جائے،
تو میں اس قیمت پر حیاتِ جاوداں لینے کے لیے بھی تیار نہیں۔
- اے دریائے بے پایاں! میں تیری موجوں سے کشمکش کا خواہاں ہوں
نہ مجھے گوہر کی طلب ہے نہ ساحل کی۔

(ے بدریا غلط و با موجش در آویز
حیاتِ جاوداں اندر ستیز است)

- وہ معانی جو آپ نے میرے قلب پر شبنم کی مانند نازل فرمائے ہیں،
ان کے فیض سے میں نے عرض فغاں کی نئی دنیا پیدا کی ہے۔

۵۲

چند بروے خود کشی پردۂ صبح و شام را
چہرہ کشا تمام کن جلوۂ ناتمام را
سوز و گداز حالتے ہست! بادہ زمن طلب کنی
پیشِ تو گر بیاں کنم مستیٔ این مقام را
من بسردِ زندگی آتشِ او فزودہ ام
تو نم شبنمے بدہ لالۂ تشنہ کام را
عقل ورق ورق بگشت عشق بہ نکتہ رسید
طائرِ زیرکے برد دانۂ زیرِ دام را
نغمہ کجا و من کجا سازِ سخن بہانہ ایست
سوے قطار می کشم ناقۂ بے زمام را!
وقتِ برہنہ گفتن است من بہ کنایہ گفتہ ام
خود تو بگو کجا برم ہم نفسانِ خام را!

Marfat.com

۵۲

- کب تک آپ اپنے چہرۂ جمال پر صبح و شام کا پردہ ڈالے رکھیں گے ،
(کب تک حسنِ ذات پر صفات کے پردے پڑے رہیں گے)
پردہ ہٹائیے اور اپنے جلوۂ ناتمام کو پوری طرح نمایاں کیجیے ۔
(ع پردہ چہرے سے اٹھا انجمن آرائی کریں)
- سوز و گداز ایسی حالت ہے کہ اگر میں آپ کے سامنے اس مقام کی مستی کا حال بیان کروں ،
تو آپ بھی مجھ سے اس بادہ کے طلب گار ہوں ۔
- میں نے زندگی کا گیت گا کر آتشِ لالہ بھڑکا دی ہے ۔
اب آپ اسے نمِ شبنم سے پُرسکون کر دیں ۔
- عقل کتابِ زندگی کے اوراق الٹتی رہی مگر اسے کچھ نہ ملا ، عشق فوراً زندگی کے معنی پا گیا ۔
اس عقلمند پرندے نے بچھے ہوئے دام (علائقِ دنیا) کے نیچے سے دانۂ حقیقت اٹھا لیا ۔
- شعر کہاں اور میں کہاں یہ تو محض بہانہ ہے ،
میرا اصل مقصد بھٹکے ہوئے ناقہ کو دوبارہ قطار میں لانا ہے ۔
(ع ہجومِ بود آوارہ دریں دشت
زآوازِ درایم کارواں شد)
- وقت تو کھل کر بات کہنے کا ہے مگر میں نے اشاروں میں بات کی ہے ،
آپ ہی کہیں کہ ان ناپختہ ساتھیوں کا کیا کروں !

Marfat.com

۵۳

نفس شمار به پیچاپچِ روزگارِ خودیم
مثالِ بحر خروشیم و در کنارِ خودیم
اگرچه سطوتِ دریا اماں نمی دہد
بخلوتِ صدفِ او نگاہدارِ خودیم
ز جوہرے کہ نہان است در طبیعتِ ما
مپرس صیرفیاں را کہ ما عیارِ خودیم
نہ از خرابۂ ما کس خراج می خواہد
فقیرِ راہ نشینیم و شہریارِ خودیم
درونِ سینۂ ما دیگرے! چہ بوالعجبی است!
کہ آں خبر کہ توئی یا کہ ما دو چارِ خودیم!
کشاے پردہ ز تقدیرِ آدمِ خاکی
کہ ما بہ رہگذرِ تو در انتظارِ خودیم!

۵۳

- ہم اپنے زمانے کے پھندے میں پھنسے ہوئے سانس گن رہے ہیں۔
سمندر کی طرح جوش و خروش دکھاتے ہیں ، مگر کناروں سے باہر نہیں جا سکتے ۔
- اگرچہ سمندر کی سطوت سے کسی کو امان نہیں ،
مگر ہم صدف کے اندر پڑے ہوئے موتی کی طرح اپنی ذات کا تحفظ کیے ہوئے ہیں۔
- ہماری طبیعت کے اندر جو جوہر نہاں ہے اس کے بارے میں صرافوں سے نہ پوچھ
ہم خود ہی اس کی قیمت جانتے ہیں ۔
- ہماری خرابہ زمین سے کوئی خراج طلب نہیں کرتا ،
ہم فقیرِ راہ نشیں ہیں اور آپ اپنے بادشاہ ہیں ۔
- ہمارے سینے کے اندر کوئی اور ! حیرانی کی بات ہے ،
کیا خبر کہ یہ آپ ہیں یا ہم خود اپنے آپ سے دوچار ہیں۔
- آدمِ خاکی کی تقدیر سے پردہ ہٹائیے کہ
ہم آپ کے راہگزر میں بیٹھے ہوئے اپنا انتظار کر رہے ہیں ۔
(خداشناسی ہی سے انسان تعمیرِ شخصیت کے بلند ترین مقامات تک پہنچتا ہے)

Marfat.com

۵۴

بہ فغاں نہ لب کشودم کہ فغاں اثر ندارد
غمِ دل نگفتہ بہتر ہمہ کس جگر ندارد
چہ حرم چہ دیر مرجا سخنے ز آشنائی!
مگر ایں کہ کس ز رازِ من و تو خبر ندارد!
چہ ندیدنی است اینجا کہ شرر جہانِ ما را
نفسے نگاہ دارد نفسے دگر ندارد!
تو ز راہِ دیدۂ ما بہ ضمیرِ ما گذشتی
مگر آنچناں گذشتی کہ نگہ خبر ندارد!
کس ازیں نگیں شناساں نگذشت بر نگینم
بتو می سپارم او را کہ چہاں نظر ندارد!
قدحِ خجستہ فروزے کہ فرنگ داد مارا
ہمہ آفتاب لیکن اثرِ سحر ندارد!

۵۴

- مَیں نے فغاں کے لیے لب نہیں کھولے کیونکہ فغاں اثر نہیں رکھتی۔
غمِ دل نہ کہنا ہی بہتر ہے کیونکہ ہر شخص میں اس کی برداشت کا حوصلہ نہیں۔
- کیا حرم اور کیا دَیر، ہر جگہ محبت کے چرچے ہیں۔
مگر بات یوں ہے کہ میرے اور آپ کے راز اور کوئی نہیں جانتا۔
- یہ بات دیکھی نہیں جاتی کہ شرر ہمارے جہان کو ایک لمحہ دیکھتا ہے اور دُوسرے لمحہ دیکھنے سے محروم ہو جاتا ہے۔
(ہماری زندگی بھی شرر کی مانند عارضی ہے)
- آپ میری آنکھوں کے راستے میرے دل میں بس گئے،
مگر آنکھوں سے اس طرح گزرے کہ نگہ کو بھی خبر نہ ہوئی۔
- ان جوہریوں میں سے کوئی بھی میرے نگینے (کی قیمت) تک نہ پہنچ سکا،
مَیں اسے آپ ہی کے سپرد کرتا ہُوں کیونکہ اہلِ جہاں صاحب نظر نہیں۔
- فرنگ نے ہمیں جو خِرد کو چمکانے والی شراب کا پیالہ دیا ہے،
ہے تو وہ آفتاب، مگر رات کی تاریکی کو دُور نہیں کر سکتا۔

Marfat.com

۵۵

ما که افتندز تراز پرتو مہ آمدہ ایم
کس چہ داند کہ چساں ایں ہمہ رہ آمدہ ایم
بارِ قیساں سخن از دردِ دلِ ما گفتی
سر مسار از اثرِ نالہ و آہ آمدہ ایم
پردہ از چہرہ برافگن کہ چو خورشیدِ سحر
بہرِ دیدارِ تو لبریزِ نگہ آمدہ ایم
عزمِ ما را بہ یقیں پختہ ترک ساز کہ ما
اندریں معرکہ بے خیل و سپہ آمدہ ایم
تو ندانی کہ نگاہے سرِ راہے چہ کند
در حضورِ تو دعا گفتہ بہ رہ آمدہ ایم

Marfat.com

۵۵

- ہم جو چاندنی سے زیادہ خاک افتادہ ہیں،
کسی کو کیا معلوم کہ ہم نے یہ ساری راہ کس طرح طے کی ہے۔
- ہمارے رقیبوں سے آپ نے ہمارے دردِ دل کی بات کہہ دی،
ہم اپنے آہ و نالہ کے اثر سے شرمسار ہیں۔
(شاید رقیبوں سے فرشتے مراد ہوں، کیونکہ وہ بھی
خلافتِ ارضی کے خواہاں تھے)
- چہرے سے پردہ اٹھائیے کہ ہم آفتابِ صبح کی مانند،
آپ کے دیدار کے لیے ہمہ تن نگاہ کھڑے ہیں۔
(آفتاب کو لبریزِ نگاہ کہا ہے)
- ہمارے عزم کو ایمان سے اور زیادہ پختہ کیجیے،
کیونکہ ہم اس معرکۂ (حق و باطل) میں بغیر کسی لشکر یا
فوج کے ہیں۔
- آپ نہیں جانتے کہ نگاہِ سرِ راہ کیا کرتی ہے۔
ہم آپ کے حضور ہدیہ و نیاز پیش کر کے باہر آ گئے ہیں
(اور راستہ میں کھڑے ہو گئے ہیں)۔

Marfat.com

۵۶

اے خدا اے مہر و مہ خاکِ پریشانے نگر
ذرۂ در خود فرو رفتہ بیابانے نگر
محکمِ بے پایاں درونِ سینۂ خلوت گرفت
آفتابِ خویش را زیرِ گریبانے نگر!
با دلِ آدم زدی عشقِ بلا انگیز را
آتشِ خود را بآغوشِ نیستانے نگر!
شوید از دامانِ ہستی داغہائے کہنہ را
سخت کوشی ہائے ایں آلودہ دامانے نگر!
خاکِ ما خیزد کہ سازد آسمانے دیگرے
ذرۂ ناچیز و تعمیرِ بیابانے نگر!

Marfat.com

۵۶

- اے مہر و مہ کے مالک ! (ہم انسانوں کی) خاکِ پریشان کی طرف بھی دیکھیے۔
ذرا اس بیابان پر نظر ڈالیے، اس کا ایک ایک ذرہ اپنے اندر پیچ و تاب کھا رہا ہے۔
- آپ کا حسنِ بے پایاں ہمارے سینے میں خلوت گزیں ہے،
اپنے آفتابِ جمال کو ہمارے گریبان کے اندر ملاحظہ فرمائیے۔
- آپ نے دلِ آدم کو عشقِ بلا انگیز عطا کیا،
اب اس آگ کو آغوشِ نیستاں میں دیکھیے۔
- آدم اپنے دامنِ ہستی سے پرانے گناہوں کے داغ دھو رہا ہے،
ذرا اس آلودہ دامن کی محنتِ سخت کو نگاہ میں رکھیے۔
- ہماری خاک اٹھتی ہے کہ نیا آسمان تعمیر کرے،
دیکھیے یہ ذرۂ ناچیز تعمیرِ بیابان کا حوصلہ رکھتا ہے۔

Marfat.com

زبورِ عجم

حصّۂ دوم

شاخِ نہالِ سدرۂ خار و خسِ چمن مشو
منکرِ او اگر شدی ہمسرِ خویشتن مشو

Marfat.com

زبورِ عجم

حصّۂ دوم

(اِنسان کے نام)

تم درختِ سِدرہ کی شاخ ہو اپنے آپ کو
باغ کا خار و خس نہ بناؤ۔
اگر اللہ تعالیٰ کے مُنکر ہو تو کم از کم اپنی
عظمت کا تو انکار نہ کرو۔

دو عالم را تواں دیدن بمیلے کہ من دارم
کجا چشمے کہ بیند آں تماشاے کہ من دارم
دگر دیوانہ آید کہ در شہر افگند ہوشے
دو صد ہنگامہ برخیزد ز سودائے کہ من دارم
مخور نادان غم از تاریکیٔ شبہا کہ می آید
کہ چوں انجم درخشد داغِ سیماے کہ من دارم
ندیم خویش می سازی مرا لیکن ازاں ترسم
نداری تابِ آں آشوب و غوغاے کہ من دارم

Marfat.com

- میرے پاس جو جام ہے اس میں دونوں جہان دیکھے جا سکتے ہیں،
کہاں ہے وہ آنکھ جو وہ دیکھے جسے مَیں دیکھ رہا ہُوں۔
- ایک اور دیوانہ آیا، جس نے شہر میں نعرۂ مستانہ بلند کیا،
میرے جنوں سے سینکڑوں ہنگامے پیدا ہو رہے ہیں۔
- نادان! راتوں کی تاریکی سے دلگیر نہ ہو،
میری پیشانی پر جو داغ ہے وہ ستارے کی طرح چمک رہا ہے۔
- تو مجھے اپنا ساتھی تو بناتا ہے لیکن مَیں ڈرتا ہُوں،
کہ تو میرے آشوب و غوغا کی تاب نہیں لا سکے گا۔

Marfat.com

۱

برخیز که آدم را ہنگام نمود آمد
این مشتِ غبار سے را انجم سجود آمد!
آن راز که پوشیده در سینۂ ہستی بود
از شوخی آب و گل در گفت و شنود آمد!

۲

مہ وستاره که در راه شوق ہم سفراند
کرشمه سنج دادا فہم و صاحب نظراند
چه جلوه ہاست که دیدند در کفِ خاکے
قفا بجانبِ افلاک سوے ما نگرند

Marfat.com

۱

- اُٹھو کہ آدم (کی عظمت) کے اظہار کا وقت آ گیا ہے ،
(دیکھو!) ستارے اِس مُشتِ خاک کو سجدے کر رہے ہیں۔
- وہ راز جو سینۂ ہستی میں پوشیدہ تھا۔
آدمِ خاکی کی شوخی کی بدولت اب اس کی باتیں عام ہونے لگی ہیں۔

۲

- چاند ستارے جو راہِ شوق میں ہمارے ہم سفر ہیں ،
وہ کرشمہ سنج ، ادا فہم اور صاحبِ نظر ہیں۔
- معلوم نہیں انھیں ہماری مشتِ غبار میں کیا جلوے
نظر آتے ہیں ،
کہ آسمان کی جانب پیٹھ کیے ہماری طرف دیکھ رہے ہیں۔

Marfat.com

۳

درونِ لالہ گذر چوں صبا توانی کرد
بیک نفس گرہِ غنچہ وا توانی کرد
حیات چیست؟ جہاں را اسیرِ جاں کردن
تو خود اسیرِ جہانی، کجا توانی کرد!
مقدر است کہ مسجودِ محرم باشی
ولے ہنوز ندانی چرا توانی کرد!
اگر ز میکدۂ من پیالہ گیری
ز مشتِ خاک جہانے بپا توانی کرد!
چساں بسینہ چراغے فروختی اقبال
بخویش آنچہ توانی بما توانی کرد!

Marfat.com

۳

- صبا کے مانند گُلِ لالہ کے اندر داخل ہُوا جا سکتا ہے ،
اور ایک ہی پھُونک سے غنچے کی گرہ کھولی جا سکتی ہے۔
- حیات کیا ہے ؟ جہان کو اپنا اسیر بنا لینا ،
مگر تُو خود اسیرِ جہان ہے تو یہ کام کیسے کر سکتا ہے ۔
(ع۔ مومن کی یہ پہچان کہ گم اُس میں ہیں آفاق)
- تیرے مقدر میں ہے کہ تُو مسجودِ مہر و مہ بنے ،
لیکن ابھی تُو جانتا نہیں کہ یہ کام کِس طرح انجام پا سکتا ہے ۔
- اگر تُو میرے میکدہ سے ایک جام لے لے ،
تو اپنی مُشتِ خاک سے نیا جہان پیدا کر سکتا ہے ۔
- اقبالؔ تُو نے اپنے سینے میں یہ چراغ کیسے روشن کیا ؟
جو کچھ تُو نے اپنے آپ سے کیا ، کیا وہ ہم سے نہیں کر سکتا ۔

۴

اگر بہ بحرِ محبت کرانہ می خواہی
ہزار شعلہ دہی یک زبانہ می خواہی!
مرا ز لذتِ پرواز آشنا کردند
تو در فضائے چمن آشیانہ می خواہی!
بیکے بدامنِ مردانِ آشنا آویز
ز یار اگر نگہِ محرمانہ می خواہی
جنوں نہ داری و بوئے نگفتہ در شہر
بکوشکستی و بزمِ شبانہ می خواہی!
تو ہم بعشوہ گری کوش و دلبری آموز
اگر ز ما غزلِ عاشقانہ می خواہی!

Marfat.com

۴

- اگر تو بحرِ محبت کا ساحل چاہتا ہے تو گویا ،
ہزار شعلے دے کے ایک شرر لے رہا ہے ۔
- مجھے تو لذتِ پرواز سے آشنا کیا گیا ہے ،
اور تُو چمن میں آشیانے کی سوچ رہا ہے ۔
- اگر تُو محبوب کی نگہِ محرمانہ کا خواہاں ہے ،
تو اہلِ محبت کی صحبت اختیار کر ۔
- جنوں رکھتا نہیں اور شہر میں ہنگامہ برپا کر دیا ،
خم توڑ دیا اور بزمِ شبانہ کی خواہش رکھتا ہے ۔
- اگر ہم سے غزلِ عاشقانہ چاہتا ہے تو تُو بھی ،
نازو ادا اور دلربائی سیکھ ۔

Marfat.com

۵

زمانہ قاصدِ طیارِ آں دلآرام است
چہ قاصدے کہ وجودش تمام پیغام است!
گماں مبر کہ نصیبِ تو نیست جلوۂ دوست
دردنِ سینہ ہنوز آرزوئے تو خام است!
گرفتم ایں کہ چو شاہیں بلند پروازی
بہوش باش کہ صیادِ ما کہن دام است
بادنِ مشتِ غبارے کجا رسد جبریل
بلند نامیٔ او از بلندیٔ بام است!
تو از شمارِ نفس زندہ نمیدانی
کہ زندگی بہ شکستِ طلسمِ ایام است!
زعلم و دانشِ مغرب ہمیں قدر گیرم
خوش است آہ و فغاں تا نگاہ ناکام است
من از ملال دمِ چیست پا دگر نیندیشم
کہ فتنۂ دگرے در ضمیرِ ایام است!

Marfat.com

۵

- زمانہ اس محبوب (اللہ تعالیٰ) کا تیز رو قاصد ہے ،
کیا قاصد ہے کہ اس کا سارا وجود ہی پیغام ہے ۔
- یہ گمان نہ کر کہ تیرے نصیب میں جلوۂ دوست نہیں ،
(بات یہ ہے کہ) ابھی تیرے سینے میں آرزو ناپختہ ہے ۔
- مانا کہ تُو شاہین کی طرح بلند پرواز ہے ،
مگر ہوشیار رہ کہ ہمارا صیّاد پُرانا شکاری ہے ۔
- جبریل امینؑ اس مُشتِ غبار کی عظمت کو کہاں پا سکتے ہیں کہ ،
ان کی بلند نامی تو بلندیٔ بام کے سبب ہے ۔
- تم سانس گن گن کے زندگی بسر کر رہے ہو کیا تمہیں معلوم نہیں ،
کہ زندگی طلسمِ ایام توڑنے کا نام ہے ۔
- مغرب کے علم و دانش کے متعلق میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ ،
جب تک نگاہ (حُسنِ ازل کا نظارہ پانے میں) ناکام ہے
آہ و فغاں خوب ہے ۔
- مجھے اب ہلال و صلیب کی چپقلش کا خطرہ نہیں ،
کیونکہ زمانے کی تہ سے ایک نیا فتنہ اُبھر رہا ہے ۔
(غالباً کمیونزم کی طرف اشارہ ہے)

Marfat.com

۶

دگر زسادہ دلیہائے یار نتواں گفت
نشستہ بر سرِ بالینِ من زدرماں گفت!
زباں اگرچہ دلیراست و مدعا شیریں
سخن زعشق چہ گویم جزایں کہ نتواں گفت
خوشا کسے کہ فدا رفت در ضمیرِ وجود
سخن بشالِ گہر بر کشید و آساں گفت
خرابِ لذت آنم کہ چوں شناخت مرا
عتابِ زیر لبی کرد و خانہ ویراں گفت
غمیں مشو کہ جہاں راز خود برمن ندہد
کہ آنچہ گل نتوانست مرغِ نالاں گفت

۶

- اس سے زیادہ دوست کی سادہ دلی کیا ہو سکتی ہے کہ ،
میرے سرہانے بیٹھ کر علاج کی باتیں کر رہا ہے۔
(یہ نہیں سمجھتا کہ وہ خود ہی میری بیماری کا علاج ہے)
- اگرچہ میری زبان دلیرانہ ہے اور بات بھی شیریں ہے ،
مگر عشق کے بارے میں اس کے سوا کیا کہوں کہ
کچھ نہیں کہا جا سکتا۔
- کیا خوب ہے وہ شخص جو ضمیرِ وجود میں غوطہ زن ہو کر ،
موتیوں جیسی قیمتی باتیں نکال لایا اور انہیں آسان
زبان میں کہہ دیا۔
- مَیں اس کے الفاظ کی لذّت پر سرمست ہوں ،
کہ اس نے مجھے عتاب زیرِ لبی سے (خانہ ویران) کہا۔
- پریشان نہ ہو کہ جہان اپنا راز افشا نہیں کرتا ،
جو بات پھول نہیں کہہ سکتا وہ مرغِ نالاں کہہ دیتا ہے۔

Marfat.com

پیامِ شوق کہ من بے حجاب می گویم
بہ لالہ قطرۂ شبنم رسید و پنہاں گفت
اگر سخن ہمہ شوریدہ گفتہ ام چہ عجب!
کہ ہر کہ گفت زگیسوے او پریشاں گفت

۷

خرد از ذوقِ نظر گرمِ تماشا بود است
ایں کہ جوید و یا بندۂ ہر موجود است
جلوۂ پاک طلب از مہ و خورشید مگذر
زانکہ ہر جلوہ دریں دیر نگہ آلود است

Marfat.com

- وہ پیامِ شوق جو مَیں بے حجاب کہہ رہا ہوں ،
قطرۂ شبنم نے اسے گلِ لالہ کو پنہاں کہہ دیا ہے ۔
- اگر میری ساری باتیں شوریدہ (مجنونانہ) ہیں تو اس میں تعجب کیا ہے ،
کہ جس نے بھی اس کے گیسوئے پریشاں کی بات کی اس نے یہی کیا۔

(ے پریشاں سر بہ سر شیرازۂ حُسن
مزاجِ دوست ، زلفِ دوست برہم)

۷

- خرد جو ہر موجود کو جستجو کرتی اور اسے پاتی رہی ہے ،
وہ ذوقِ نظر کی وجہ سے گرمِ تماشا ہے۔

(ے زہر نقشے کہ گیرد دل پاک می آید
گدائے معنیٔ پاکم تہی ادراک می آید)

- مگر تُو جمالِ حقیقی کا جلوہ طلب کر، مہ و خورشید سے آگے گزر جا ،
کیونکہ اس دیر (یعنی کائنات) کا ہر جلوہ نگہ آلُود ہے۔

(ے مہ و ستارہ ہیں بحرِ وجود میں گرداب)

Marfat.com

۸

غلامِ زندہ دلانم کہ عاشق سرمد
نہ خانقاہ نشینان کہ دل بکس ندہند
بآں دلے کہ برنگ آشنا دبیرنگ است
عیارِ مسجد و میخانہ و صنم کدہ اند
نگاہ از مہ و پروین بلند تر دارند
کہ آشیاں بگریبانِ کہکشاں نہ نہند
بروں ز انجمنے درمیانِ انجمنے
بخلوت اند و لے انچناں کہ باہمہ اند
بچشم کم منگر عاشقانِ صادق را
کہ ایں شکستہ بہایاں متاعِ قافلہ اند!
بہ بندگاں خطِ آزادگی رقم کردند
چنانکہ شیخ و برہمن شبانِ بے مرمند
پیالہ گیر کہ مے را حلال می گویند
حدیث اگرچہ غریب است راویاں ثقہ اند

Marfat.com

۸

- میں ایسے زندہ دلوں کا غلام ہوں جو حُسنِ حقیقی کے عاشق ہیں،
نہ کہ ان خانقاہ نشینوں کا جو سوزِ محبت سے خالی ہیں۔
- وہ زندہ دل رنگ آشنا بھی ہیں اور بے رنگ بھی،
یہی لوگ مسجد، میخانہ اور صنم کدہ کے لیے معیار ہیں۔
(ع ٹک دیکھ لیا، دل شاد کیا، خوش کام ہوئے اور چل نکلے)
(ے نگہ را جلوہ مستی ما حلال است
ولے باید نگہ داری دل و دست)
- اُن کی نگاہ مہ و پرویں سے بلند تر ہے،
وہ کہکشاں کو بھی اپنے آشیانے کے لیے پسند نہیں کرتے۔
- وہ انجمن میں رہتے ہوئے بھی انجمن سے لاتعلق ہوتے ہیں،
ہیں وہ خلوت میں مگر ہر کسی کے ساتھ بھی ہیں۔
(ع شمعِ محفل کی طرح سب سے جُدا، سب کا رفیق)
- ان عاشقانِ صادق کو حقارت سے نہ دیکھ،
کہ یہ بظاہر کم قیمت نظر آتے ہیں مگر دراصل یہی متاعِ انسانیت ہیں۔
- وہ غلاموں کو آزادی کا پروانہ عطا کرتے ہیں،
کیونکہ شیخ و برہمن امیرِ بے قافلہ کی مانند ہیں۔
- پیالہ اٹھا کر کہتے ہیں کہ شراب حلال ہے،
حدیث اگرچہ غیر معروف ہے مگر راوی ثقہ ہے۔

Marfat.com

۹

لالۂ ایں چمن آلودۂ رنگ است ہنوز
سپر از دست میندار کہ جنگ است ہنوز

فتنہ را کہ دو صد فتنہ بآغوشش بود
دخترے ہست کہ در مہدِ فرنگ است ہنوز

اے کہ آسودہ نشینی لبِ ساحل برخیز
کہ ترا کار بگرداب و نہنگ است ہنوز

از سرِ تیشہ گذشتن ز خردمندی نیست
اے بسا لعل کہ اندر دلِ سنگ است ہنوز

باش! تا پردہ کشایم ز مقامِ دگرے!
چہ دہم شرحِ نوا ہا کہ بچنگ است ہنوز!

نقش پردازِ جہاں چوں بجنونم نگریست
گفت دیرانہ بسود اے تو تنگ است ہنوز

۹

- اس بات کا لالہ ابھی تک آلودۂ رنگ ہے ۔
(اس جہان کے لوگ ابھی تک مجاز کے پجاری ہیں)
تو ہاتھ سے سپر نہ رکھ کیونکہ ابھی جنگ جاری ہے ۔
- فرنگستان کے گہوارے میں ابھی ایک ایسی لڑکی موجود ہے ،
جو دو صد فتنے اپنی آغوش میں رکھتی ہے ۔
- تُو جو ساحل پر اطمینان سے بیٹھا ہُوا ہے اُٹھ ،
ابھی تجھے گرداب و نہنگ سے مقابلہ کرنا ہے ۔
- تیشہ چھوڑ کے بیٹھ رہنا عقلمندی نہیں ،
ابھی تک دلِ سنگ کے اندر کئی لعل موجود ہیں ۔
- ٹھہر تاکہ ایک اور مقام سے پردہ ہٹائیں ،
مَیں ان نواؤں کو کیسے بیان کروں جو ابھی تک پردۂ ساز میں ہیں ۔
- نقش پردازِ جہاں (اللہ تعالیٰ) نے جب میرے جنوں کی طرف دیکھا ،
تو فرمایا کہ تیرے جنوں کے لیے یہ ویرانہ (جہان) تنگ ہے ۔

Marfat.com

۱۰

تکیہ بر حجت و اعجازِ بیاں نیز کنند
کارِ حق گاہ بشمشیر و سناں نیز کنند

گاہ باشد کہ تہِ خرقہ زرہ می پوشند
عاشقاں بندۂ حال اند و چناں نیز کنند

چوں جہاں کہنہ شود پاک بسوزند او را
وز ہماں آب و گل ایجادِ جہاں نیز کنند

ہمہ سرمایۂ خود را بنگاہے بدہند
ایں چہ قومے است کہ سودا بزیاں نیز کنند

آنچہ از موجِ ہوا با پرِ کاہے کردند
عجبے نیست کہ با کوہِ گراں نیز کنند

عشق مانندِ متاعے است ببازارِ حیات
گاہ ارزاں بفروشند و گراں نیز کنند

تا تو بیدار شوی نالہ کشیدم ورنہ!
عشق کارے است کہ بے آہ و فغاں نیز کنند

Marfat.com

۱۰

- کبھی دلائل اور فصاحت سے بھی کام لیتے ہیں۔
اور کبھی حق کو پھیلانے کے لیے شمشیر و سناں بھی استعمال کرتے ہیں۔
- کبھی خرقہ کے نیچے زرہ بھی پہن لیتے ہیں،
کہ اہلِ محبت عشق کے تقاضوں کے مطابق چلتے ہیں۔
- جب دنیا فرسودہ ہو جاتی ہے تو اس کا نام و نشان مٹا دیتے ہیں،
اور پھر اسی آب و گل سے نیا جہان پیدا کرتے ہیں۔
- وہ ایک نگاہِ محبت کے لیے اپنا سارا سرمایہ دے دیتے ہیں،
یہ کیسے لوگ ہیں کہ خوشی خوشی نقصان کا سودا کر لیتے ہیں۔
- جو کچھ موجِ ہوا پرکاہ سے کرتی ہے،
یہی کچھ عاشقانِ خدا کوہِ گراں سے بھی کر سکتے ہیں۔
- عشق بھی بازارِ حیات کی متاع ہے،
کبھی یہ متاع سستی مل جاتی ہے اور کبھی اس کے بہت قیمت ادا کرنا پڑتی ہے۔
- میں نے آہ و نالہ سے اس لیے کام لیا ہے تاکہ تو بیدار ہو جائے،
ورنہ عشق ایسا کام ہے جو آہ و فغاں کے بغیر بھی سرانجام پا سکتا ہے۔

Marfat.com

۱۱

چو موج مستِ خودی باش و سر بطوفاں کش
ترا کہ گفت کہ بنشیں و پا بداماں کش؟
بقصدِ صیدِ پلنگاں ز چمن سر برخیز
بکوہ رخت کشا خیمہ در بیاباں کش
بہ بحرِ ماہ کمندِ گلو فشار انداز
ستارہ را ز فلک گیر و در گریباں کش
گرفتم ایں کہ شرابِ خودی بسے تلخ است
بدردِ خویش نگر زہرِ ما بدرماں کش

Marfat.com

۱۱

- موج کی مانند مستِ خودی رہ اور طوفان کے اندر سے سر اُٹھا ،
تجھے کس نے کہا ہے کہ تُو بیٹھ رہ اور جِدّ و جُہد چھوڑ دے ۔
- چیتے کے شکار کے لیے چمن سے نکل کھڑا ہو ،
پہاڑ پر پہنچ اور جنگل میں ڈیرا ڈال ۔
- مہر و مہ پر مضبوط کمند ڈال ،
آسمان کے ستارے توڑ اور اپنے گریباں میں ڈال لے ۔
- مانا کہ شرابِ خودی بہت تلخ ہے ،
مگر اپنی بیماری دیکھ اور اس کے علاج کے لیے
ہمارا زہر پی لے ۔

۱۲

خضرِ وقت از خلوتِ دشتِ حجاز آید بروں
کارواں زیں وادیٔ دور و دراز آید بروں
من بسیمائے غلاماں فرِّ سلطاں دیدہ ام
شعلۂ محمود از خاکِ ایاز آید بروں!
عمرہا در کعبہ و بتخانہ می نالد حیات
تا ز بزمِ عشق یک دانائے راز آید بروں!
طرحِ نو می افگند اندر ضمیرِ کائنات
نالہ ہا کز سینۂ اہلِ نیاز آید بروں!
چنگ را گیرید از دستم کہ کار از دست رفت
نغمہ ام خوں گشت و از رگہائے ساز آید بروں!

Marfat.com

۱۲

- دشتِ حجاز کی خلوت سے خضرِ وقت باہر آئے ،
  اس وادیٔ دور و دراز سے پھر کارواں نکلے ۔
- میں غلاموں کے چہرے پر سُلطانوں کی شان و شوکت
  دیکھ رہا ہوں ،
  خاکِ ایاز سے شعلۂ محمود اُٹھ رہا ہے ۔
- زندگی ہزاروں برس کعبہ و بُت خانہ میں فریاد کرتی ہے ،
  تب کہیں بزمِ عشق سے ایک دانائے راز ظاہر ہوتا ہے ۔
- اہلِ نیاز کے سینوں سے جو نالے اُٹھتے ہیں ،
  وہ ضمیرِ کائنات کے اندر نئے دور کی بنیاد رکھتے ہیں ۔
- چنگ میرے ہاتھ سے لے لیجیے کہ میں اپنے ہوش
  میں نہیں رہا ،
  میرا نغمہ خون بن کر ساز کے تاروں سے باہر آ رہا ہے ۔

۱۳

ز سلطاں کمنم آرزوئے نگاہے!
مسلمانم از گِل نہ سازم الٰہے
دلِ بے نیازے کہ در سینہ دارم.
گدا را دہد شیوۂ پادشاہے
زگردوں فتد آنچہ بر لالۂ من
فرو ریزم او را بہ برگِ گیاہے
چو پروین فرو ناید اندیشۂ من
بدریوزۂ پرتوِ مہر و ماہے
اگر آفتابے سوے من خرامد
بشوخی بگردانم او را ز راہے
بآں آب و تابے کہ فطرت بہ بخشد
درخشم چو برقے بابرِ سیاہے
رہ و رسم فرمانروایاں شناسم
خراں بر سرِ بام و یوسف بچاہے!

۱۳

- پادشاہوں سے نگاہِ التفات کی آرزو کروں !
مسلمان مٹی کا خدا نہیں بناتا۔
- میرے سینے کے اندر جو دلِ بے نیاز ہے ،
وہ گداؤں کو شاہانہ انداز عطا کرتا ہے۔
- میرے لالۂ قلب پر آسمان سے جو کچھ نازل ہوتا ہے ،
مَیں اُسے برگِ گیاہ تک پہنچا دیتا ہُوں۔
- میرا فکر پریوں کی مانند بلندی سے نیچے اُتر کر ،
مہر و مہ سے روشنی کی گدائی نہیں کرتا۔
- اگر آفتاب میری جانب چل کے آئے تو مَیں از رہِ شوخی اسے
راستے سے واپس کر دوں۔
- فطرت نے مجھے وہ آب و تاب عطا کی ہے کہ مَیں
ابرِ سیاہ میں برق کی مانند چمکتا ہُوں۔

۱ے مثالِ برق چمکتا ہے میرا فکرِ بلند
کہ بھٹکتے نہ پھریں ظلمتِ شب میں راہی)

- مَیں فرمانرواؤں کے طور طریقے پہچانتا ہوں ،
وہ گدھوں کو اوپر اٹھاتے ہیں اور یوسف کو کنویں میں پھینکتے ہیں۔

Marfat.com

۱۴

با نشۂ درویشی در سازو دمادم زن
چوں پختہ شوی خود را بر سلطنتِ جم زن
گفتند جہانِ ما آیا بتو می سازد؟
گفتم کہ نمی سازد! گفتند کہ برہم زن!
در میکدہ ہا دیدم شائستہ حریفے نیست
بارستمِ دستاں زن با مغبچہ ہا کم زن
اے لالۂ صحرائی تنہا نتوانی سوخت
ایں داغِ جگر تابے بر سینۂ آدم زن
تو سوزِ درونِ او، تو گرمیِ خونِ او
با در نکنی؟ چاکے در پیکرِ عالم زن
عقل است چراغِ تو؟ در راہگذارے نہ
عشق است ایاغِ تو؟ با بندۂ محرم زن
لختِ دلِ پُر خونے از دیدہ فرو ریزم
لعلے ز بدخشانم بردار و بخاتم زن!

Marfat.com

۱۴

- ہر دم درویشی کے نشے میں مست رہ ۔
جب فقر میں پختہ ہو جائے تو پھر سلطنتِ جم کے خلاف معرکہ آراء ہو۔
- مجھ سے پوچھا کیا ہمارا جہان تجھے موافق آیا ،
مَیں نے عرض کیا، موافق تو نہیں آیا، کہنے لگے اسے زیر و زبر کر دے۔
- مَیں نے دیکھا ہے میکدوں میں کوئی شایانِ شان مدِ مقابل نہیں ،
طاقت وروں کے ساتھ پنجہ آزمائی کرنی چاہیے مغبچوں سے نہیں۔
- اے لالۂ صحرائی تنہائی میں جلنا مناسب نہیں ،
اپنے داغ جگر تاب سے آدم کے سینے کے اندر بھی سوز پیدا کر۔
- تُو ہی کائنات کا سوزِ دروں ہے تیری وجہ سے اس کے خون میں حرارت ہے ،
اعتبار نہ آئے تو اس کے پیکر میں شگاف ڈال کر دیکھ لے۔
- عقل تیرا چراغ ہے تو اسے راستے پر رکھ دے ،
(تاکہ سب اس سے روشنی حاصل کریں)
اگر تیرے پاس عشق کا پیالہ ہے تو پھر کسی محرم ہی کو شریک کر۔
- مَیں آنکھوں سے آنسوؤں کی صورت اپنے دلِ پُرخوں کے ٹکڑے گرا رہا ہوں ،
کہ میرے بدخشاں کے یہ لعل اٹھا لے اور انگوٹھی میں جڑ لے۔

Marfat.com

۱۵

ہوس ہنوز تماشاگرِ جاں نوازی است
دگرچہ فتنہ پسِ پردہ ہائے رنگاری است
زماں زماں شکند آنچہ می تراشد عقل
بیا کہ عشق مسلمان و عقل زناری است!
اسیرِ قافلۂ سخت کوش و پیہم کوش
کہ در قبیلۂ ما حیدری زکراری است
تو چشم بستی و گفتی کہ ایں جہاں خواب است
کشائے چشم کہ ایں خواب خوابِ بیداری است
بخلوت انجمنے آفریں کہ فطرتِ عشق
یکی شناس و تماشا پسند و بسیاری است
تپید یک دم و کردند زیبِ فتراکش
خوشا نصیب غزالے کہ زخمِ او کاری است
بباغ و راغ گہرہائے نغمہ می پاشم
گراں متاع و چہ ارزاں زکسد بازاری است

Marfat.com

۱۵

- ابھی تک ہوسِ جہانداری کا تماشا دیکھ رہی ہے ،
خدا جانے ابھی پردے کے پیچھے کیا کیا فِتنے موجود ہیں۔
- جو کچھ عقل تراشتی ہے عشق اسے لمحہ بہ لمحہ توڑتا جاتا ہے ،
آگاہ رہ کہ عشق مُسلمان ہے اور عقل بُت پرست ہے۔
- تُو امیرِ قافلہ ہے تجھے چاہیے کہ سخت کوشش کرے اور پیہم کوشش کرے ،
کیونکہ ہمارے قبیلے میں حیدری کرّاری سے وابستہ ہے۔
(کرّاری : بار بار حملہ کرنے والا)
- تُو نے اپنی آنکھ بند کر لی اور کہتا ہے کہ یہ جہان خواب ہے ،
آنکھ کھول ، اگر یہ خواب ہے تو خوابِ بیداری ہے۔
- اپنی خلوت میں انجمن آراستہ کر کیونکہ فطرتِ عشق ،
وحدت شناس اور کثرت بیں ہے۔
- خوش نصیب ہے وہ غزال جسے کاری زخم لگا وہ ایک ہی بار تڑپا
اور فتراک کی زینت بن گیا۔
- میں باغ و راغ میں اپنے نغموں کے موتی بکھیر رہا ہوں ،
متاع تو قیمتی ہے لیکن خریدار نہ ہونے کے باعث ارزاں بیچ رہا ہوں۔

Marfat.com

۱۶

فرشتہ گرچہ بروں از طلسمِ افلاک است
نگاہِ او بتماشائے ایں کفِ خاک است
گماں مبر کہ بیک شیوہ عشق می بازند
قبا بدوشِ گل و لالہ بے جنوں چاک است
حدیثِ شوق ادامی تواں بخلوتِ دوست
بنالہ کہ ز آلائشِ نفس پاک است
تواں گرفت ز چشمِ ستارہ مردم را
خرد بدستِ تو شاہینِ تیز و چالاک است
کشائے چہرہ کہ آنکس کہ لن ترانی گفت
ہنوز منتظرِ جلوہ کفِ خاک است
دریں چمن کہ سرود است و ایں نواز کجا ست؟
کہ غنچہ سر بگریبان و گل عرقناک است!

Marfat.com

۱۶

- اگرچہ فرشتہ طلسم افلاک سے باہر ہے ،
تاہم اس کی نظر اس کفِ خاک (اولادِ آدم) کی کوشش و محنت پر ہے ۔
- یہ گماں نہ کر کہ عشق کا ایک ہی انداز ہے ،
گل و لالہ کی قبا بغیر جنوں کے بھی چاک ہے ۔
- خلوتِ دوست میں شوق کی بات اس نالہ سے ادا کی جا سکتی ہے ،
جو نفسانی خواہشات کی آلائش سے پاک ہو ۔
- تمہارے ہاتھ میں خرد ایک تُند و چالاک شاہیں ہے ، جس کی مدد سے
ستاروں کی آنکھ سے پُتلی نکالی جا سکتی ہے ۔
تو اپنی مضمر صلاحیتوں سے پردہ اُٹھا ۔
- کیونکہ وہ ذات جس نے لَن ترانی کہا تھا ابھی تک اس بات کی
منتظر ہے کہ کوئی انسان اپنے اندر اس کا جلوہ دیکھنے کی استعداد پیدا کرے ۔
- اس چمن میں انسان کی عظمت کا گیت کس نے گایا اور یہ آواز
کہاں سے آئی ،
جسے سُن کر غنچہ احساسِ کمتری سے سربگریباں اور پھول کا چہرہ
ندامت سے عرقناک ہے ۔

Marfat.com

۱۷

عرب کہ باز دہد محفلِ شبانہ کجاست؟
عجم کہ زندہ کند رودِ عاشقانہ کجاست
بزیرِ خرقۂ پیراں سبوچہا خالی است
فغاں کہ کس نشناسد مئے جوانہ کجاست
دریں چمن کدہ ہر کس نشیمنے سازد
کسے کہ سازد و واسوزد آشیانہ کجاست؟
ہزار قافلہ بیگانہ وار دید و گذشت
ولے کہ دید بانداز محرمانہ کجاست!
چو موج خیزد و بہ یم جاودانہ می آویز
کرانہ می طلبی بے خبر کرانہ کجاست!
بیا کہ در رگِ تاکِ تو خونِ تازہ دوید
دگر مگوے کہ آں بادۂ مغانہ کجاست
بیک نورد فرو پیچ روزگاراں را
زدیر و زود گذشتی دگر زمانہ کجاست!

Marfat.com

۱۷

- وہ عرب کہاں ہے جو پھر وہی محفلِ شبانہ سجائے ،
کہاں ہے وہ عجم جو دریائے عشق (تصوف) کو از سرِ نو زندہ کرے۔
- صوفیہ کے پاس خرقہ تو ہے لیکن ان کے سبو (معرفت) سے خالی ہیں ،
فریاد! کہ کوئی نہیں پہچانتا کہ وہ مئے جواں (عشقِ الٰہی) کہاں ہے۔
- اس باغِ جہاں میں ہر کوئی نشیمن بناتا ہے ،
ایسا شخص کہاں ہے جو آشیانہ بنا کر پھونک دے۔
- ہزاروں قافلے بے گانہ وار دیکھتے ہوئے گزر گئے ،
ایسا شخص کہاں ہے جو دنیا کو محرمانہ انداز سے دیکھے۔
- موج کی طرح اُٹھ اور سمندر سے مسلسل کشمکش جاری رکھ ،
تو ساحل کی تلاش میں ہے بے خبر! ساحل کہاں ہے ؟
- دیکھ کہ تیری رگوں میں خونِ تازہ دوڑ رہا ہے ،
اب نہ کہہ کہ وہ بادۂ مغانہ کہاں ہے۔
- ایک ہی جھپٹ میں زمانے کو دبوچ لے ،
اگر تو دیر و زود سے نکل جائے تو پھر زمانہ کہاں ہے ؟

Marfat.com

۱۸

مانندِ صبا خیزد و دزیدن دگر آموز
دامانِ گل و لاله کشیدن دگر آموز
اندر دلکِ غنچه خزیدن دگر آموز!
مرغینه به برکردی و بے ذوق تپیدی
آن گونه تپیدی که بجائے نه رسیدی
در انجمنِ شوق تپیدن دگر آموز!
کافر! دلِ آواره دگر باره بابند
بر خویش کشا دیده و از غیر فرو بند
دیدن دگر آموز و ندیدن دگر آموز!
دم چیست؟ پیام است، شنیدی، نشنیدی!
در خاکِ تو یک جلوهٔ عام است ندیدی!
دیدن دگر آموز! شنیدن دگر آموز!

Marfat.com

۱۸

- اُٹھ اور دوبارہ صبا کی مانند چلنا سیکھ ،
  پھر سے گل و لالہ کی شگفتگی کا باعث بنے ،
  پھر دل گرفتہ غنچے کے اندر اُترنا سیکھ ۔
- گُدڑی پہن لی اور بے ذوق کے تڑپنا شروع کر دیا ،
  ایسا تڑپا کہ کہیں نہ پہنچ سکا ،
  انجمنِ شوق میں حقیقی تڑپ سیکھ ۔
- کافر اپنے دلِ آوارہ کو پھر اُس ذات کے ساتھ وابستہ کر ،
  غیروں کو دیکھنے سے نظر بند کر اور اپنے آپ کو دیکھ ،
  دیکھنا یا نہ دیکھنا دوبارہ سیکھ ۔
- سانس کیا ہے ؛ پیامِ دوست ہے ، تُو نے سُنا یا نہیں سُنا ،
  تیری خاک میں حُسنِ ازل کا جلوۂ عام ہے مگر
  تُو نے نہیں دیکھا ،
  پھر سے دیکھنا اور سُننا سیکھ ۔

ما چشمِ عقاب و دلِ شہباز نداریم
چوں مرغِ سرا لذتِ پرواز نداریم
اے مرغِ سراخیزہ پریدن دگر آموز!

تختِ جم و دارا سرِ راہے نفروشند
ایں کوہِ گران است بکاہے نفروشند
با خونِ دلِ خویش خریدن دگر آموز!

نالیدی و تقدیر ہماں است کہ بود است
آں حلقۂ زنجیر ہماں است کہ بود است
نومید مشو! نالہ کشیدن دگر آموز!

واسوختۂ! یک شرر از داغِ جگر گیر!
یک چند بخود پیچ و نیستاں ہمہ در گیر!
چوں شعلہ بخاشاک و دویدن دگر آموز!

Marfat.com

- ہم چشمِ عقاب اور دلِ شہباز نہیں رکھتے ،
ہم مرغِ سرا کی مانند لذتِ پرواز سے نا آشنا ہیں ،
اے مرغِ سرا ! اُٹھ اور پھر سے اُڑنا سیکھ ۔
- جم و دارا کا تخت یوں ہی نہیں دے دیتے ،
یہ کوہِ گراں تنکے کے عوض فروخت نہیں کیا جاتا ،
اسے دوبارہ اپنے خونِ دل سے خریدنا سیکھ ۔

(ے خریدیں نہ ہم جس کو اپنے لہو سے
مسلماں کو ہے ننگ وہ پادشاہی)

- تُو نے بہت فغاں کی مگر تیری تقدیر وہی رہی جو تھی ،
تُو اس کے حلقۂ زنجیر کو نہ توڑ سکا ،
نا اُمید نہ ہو ایک بار پھر کوشش کر ۔
- جل بجھا ؟ داغِ جگر سے ایک شرر اور لے ،
ذرا اپنے آپ کو سنبھال اور سارے نیستان پر چھا جا ،
شعلہ بن کر ایک بار پھر خاشاک کو جلا دے ۔

Marfat.com

۱۹

اے غنچۂ خوابیدہ چو نرگس نگراں خیز
از نالۂ مرغِ چمن، از بانگِ اذاں خیز
از گرمیِ ہنگامۂ آتش نفساں خیز
از خوابِ گراں، خوابِ گراں، خوابِ گراں خیز!
از خوابِ گراں خیز!

خورشید کہ پیرایہ بسیمائے سحر بست
آویزہ بگوشِ سحر از خونِ جگر بست
از دشت و جبل قافلہ ہا رختِ سفر بست
اے چشمِ جہاں بیں بہ تماشائے جہاں خیز
از خوابِ گراں، خوابِ گراں، خوابِ گراں خیز!
از خوابِ گراں خیز!

خاور ہمہ مانندِ غبارِ سرِ راہے است
یک نالۂ خاموش و اثر باختہ آہے است

Marfat.com

۱۹

- اے غنچۂ خوابیدہ نرگس کی مانند دیکھتا ہُوا اُٹھ ،
دیکھ ہمارے گھر کو غموں نے تاخت و تاراج کر دیا ہے ،
طائرِ چمن کے نالہ سے اُٹھ بانگِ اذاں سے اُٹھ ،
آتش بیانوں کی آواز کی گرمی سے اُٹھ ۔
اس خواب گراں ، خواب گراں ، خوابِ گراں سے بیدار ہو ،
خواب گراں سے بیدار ہو۔
- آفتاب نے سحر کی پیشانی کو مزیّن کر دیا ہے ،
اس نے سحر کے کان میں اپنے خونِ جگر کا آویزہ لٹکا دیا ہے ،
دشت و جبل سے قافلے سفر پر چل نکلے ہیں ،
اے چشمِ جہاں بیں تُو بھی تماشائے جہاں کے لیے اُٹھ ،
اس خواب گراں ، خواب گراں ، خوابِ گراں سے بیدار ہو ،
خوابِ گراں سے بیدار ہو ۔
- سارا مشرق غبارِ سرِ راہ کی مانند ہے ،
یہ نالۂ خاموش اور بے اثر آہ بنے چکا ہے ۔

Marfat.com

ہر ذرۂ ایں خاک گرہ خوردہ نگاہے است
از ہند و سمرقند و عراق و ہمداں خیز
از خوابِ گراں، خوابِ گراں، خوابِ گراں خیز
از خوابِ گراں خیز!

دریائے تو دریاست کہ آسودہ چو صحراست
دریائے تو دریاست کہ افزوں نشود کاست
بیگانۂ آشوب و نہنگ است چہ دریاست!
از سینۂ چاکش صفتِ موجِ رواں خیز
از خوابِ گراں، خوابِ گراں، خوابِ گراں خیز
از خوابِ گراں خیز!

ایں نکتہ کشائندۂ اسرارِ نہان است
ملک است تنِ جملگی دیں روحِ روان است
تن زندہ و جاں زندہ ز ربطِ تن و جان است
با خرقہ و سجادہ و شمشیر و سناں خیز
از خوابِ گراں، خوابِ گراں، خوابِ گراں خیز
از خوابِ گراں خیز!

Marfat.com

اس خاک کا ہر ذرہ ایسی نگاہ کی مانند ہے جو رُک چکی ہو ،
تُو ہند ، سمرقند ، عراق اور ہمدان سے اُٹھ ،
اس خوابِ گراں ، خوابِ گراں ، خوابِ گراں سے بیدار ہو ،
خوابِ گراں سے بیدار ہو ۔

- تیرا دریا صحرا کی مانند پُرسکون ہے ،
یہ ایسا دریا ہے جو بڑھتا ہے نہ کم ہوتا ہے ،
یہ کیسا دریا ہے جو طوفان و نہنگ سے خالی ہے ،
اب تو اس کے سینۂ چاک سے موجِ رواں کی مانند اُٹھ ،
اس خوابِ گراں ، خوابِ گراں ، خوابِ گراں سے بیدار ہو ،
خوابِ گراں سے بیدار ہو ۔
- یہ بات اسرارِ نہاں کو واضح کرتی ہے ،
کہ تنِ خاکی ملک ہے اور دین اس کی رُوحِ رواں ہے ،
تن و جان دونوں کی زندگی آپس کے ربط سے وابستہ ہے ،
یہ نکتہ سمجھ لے خرقہ ، سجادہ اور شمشیر و سناں لے کر اُٹھ ،
اس خوابِ گراں ، خوابِ گراں ، خوابِ گراں سے بیدار ہو ،
خوابِ گراں سے بیدار ہو ۔

Marfat.com

ناموسِ ازل را تو امینی تو امینی!
دارائے جہاں را تو یساری تو یمینی
اے بندۂ خاکی تو زمانی تو زمینی
صہبائے یقیں در کش و از دیرِ گماں خیز
از خوابِ گراں، خوابِ گراں، خوابِ گراں خیز
از خوابِ گراں خیز!

فریاد ز افرنگ و دل آویزیِ افرنگ
فریاد ز شیرینی و پرویزیِ افرنگ
عالم ہمہ ویرانہ ز چنگیزیِ افرنگ
معمارِ حرم! باز بہ تعمیرِ جہاں خیز
از خوابِ گراں، خوابِ گراں، خوابِ گراں خیز!
از خوابِ گراں خیز!

- تُو ہی سِرِّ ازل کا امیں ہے ،
تُو پادشاہِ جہاں کا دست و بازو ہے ،
اے بندۂ خاکی تو زمانی بھی اور زمینی بھی ،
صہبائے یقیں پی اور ظن و گماں کے بنکدے سے نکل .
اس خوابِ گراں ، خوابِ گراں ، خوابِ گراں سے بیدار ہو ،
خوابِ گراں سے بیدار ہو .
- افرنگ اور اس کی دلآویزی سے فریاد !
افرنگ کی دلربائی اور حیلہ گری سے فریاد !
ساری دُنیا افرنگ کی چنگیزی سے ویران ہو چکی ہے .
معمارِ حرم ! جہاں کی از سرِ نو تعمیر کے لیے اُٹھ ،
اس خوابِ گراں ، خوابِ گراں ، خوابِ گراں سے بیدار ہو ،
خوابِ گراں سے بیدار ہو .

Marfat.com

۲۰

جہانِ ما ہمہ خاک است و پے بپے گردد
ندانم ایں کہ نفسہاے رفتہ برگردد
شبے کہ گورِ غریباں نشیمن است او را
مہ و ستارہ ندارد چساں سحر گردد؟
دلے کہ تابِ و تبِ لایزال می طلبد
کرا خبر کہ شود برق یا شرر گردد
نگاہِ شوق و خیالِ بلند و ذوقِ وجود
مترس ازیں کہ بسمِ خاکِ رہگذر گردد
چناں بزی کہ اگر مرگِ ما سبب مرگِ دوام
خدا ز کردۂ خود شرمسار تر گردد!

Marfat.com

۲۰

- ہماری دنیا خاک کی مانند پامال ہو چکی ہے ، مَیں نہیں سمجھتا کہ پُرانے لمحات پھر کبھی واپس آئیں ۔
- گورِ غریباں کی رات مہ و ستارہ نہیں رکھتی ، اس کی سحر کیسے ہو سکتی ہے ؟
- وہ دل جو تب و تابِ جاوداں کا طلب گار ہے ، کیا خبر کہ وہ برق بن کر کسی پر گرتا ہے یا شرر بن کر کسی کو پھونک دیتا ہے ۔
- یہ نگاہِ شوق ، یہ خیالِ بلند اور ذوقِ حیات ، خوف نہ کھا ، یہ سب چیزیں خاکِ راہ گزر نہیں بن سکتیں ۔
- اس طرح زندگی بسر کر کہ اگر ہماری موت مرگ دوام ثابت ہو تو خالق کو بھی اپنی اس تخلیق پر افسوس ہو ۔

Marfat.com

۲۱

باز بر رفتہ و آئندہ نظر باید کرد
ہلہ برخیز کہ اندیشہ دگر باید کرد
عشق برناقۂ ایام کشد محملِ خویش
عاشقی ؟ راحلہ از شام و سحر باید کرد
پیرِ ما گفت جہاں بر روشے محکم نیست
از خوش و ناخوشِ او قطعِ نظر باید کرد
تو اگر ترکِ جہاں کردہ سرِ او داری
پس نخستیں ز سرِ خویش گذر باید کرد
گفتمش در دلِ من لات و منات است بسے
گفت این بتکدہ را زیر و زبر باید کرد

Marfat.com

۲۱

- اپنے ماضی و مستقبل پر دوبارہ نظر ڈالنی چاہیے ،
خبردار اُٹھ دوبارہ غور و فکر کرنا چاہیے۔
- عشق ناقۂ ایام پر اپنا محمل باندھتا ہے ۔
اگر تُو عاشق ہے تو تجھے بھی شام و سحر پر
سواری کرنی چاہیے۔
(ع ایام کا مرکب نہیں ، راکب ہے قلندر)
- ہمارے استاد نے ہمیں سمجھایا کہ جہاں ایک روش
پر قائم نہیں رہتا ،
اس کی پسند و ناپسند کو نظر انداز کرنا چاہیے۔
- اگر تُو صرف ترکِ جہاں کے ذریعے اس تک پہنچنا
چاہتا ہے تو یہ ناکافی ہے ،
پہلے تجھے اپنے سر کی قربانی دینا پڑے گی۔
- مَیں نے اس سے کہا کہ میرے دل میں بہت
سے لات و منات بسے ہوئے ہیں ۔
اس نے کہا اس بُتکدے کو تہ و بالا کرنا ہوگا۔

Marfat.com

۲۲

خیالِ من بہ تماشائے آسماں بوداست
بدوشِ ماہ و بآغوشِ کہکشاں بوداست
گماں مبر کہ ہمیں خاکداں نشیمنِ ماست
کہ ہر ستارہ جہان است یا جہاں بوداست!
بچشمِ مور فرومایہ آشکار آید
ہزار نکتہ کہ از چشمِ ما نہاں بوداست
زمیں بہ پشتِ خود الوند و بیستون دارد
غبارِ ماست کہ بر دوشِ او گراں بوداست
ز داغِ لالۂ خونیں پیالہ می بینم
کہ ایں گسستہ نفس صاحبِ فغاں بوداست!

Marfat.com

۲۲

- میرا تخیّل سیرِ آسمان کے نظارے میں محو رہا ہے ،
کبھی وہ دوشِ ماہ پر پہنچا اور کبھی آغوشِ کہکشاں میں ۔
- مت سمجھ کہ صرف یہ زمین ہی ہمارا نشیمن ہے ،
ہر ستارہ جہان ہے یا جہان رہ چکا ہے ۔
- حقیر چیونٹی کی آنکھ پر ہزاروں ایسے نکتے ،
مُنکشف ہیں جو ہماری آنکھوں سے اوجھل ہیں ۔
- زمین پہاڑوں کا بوجھ خوشی سے اُٹھائے پھرتی ہے ،
مگر ہمارا یہ غبار اس کے کندھوں پر بہت گراں ہے ۔
- لالۂ خونیں پیالہ کے داغ سے مَیں اندازہ کرتا ہُوں ،
کہ یہ خاموش زبان بھی کبھی صاحبِ فغاں رہ چکا ہے ۔

۲۳

از نوا بر من قیامت رفت و کس آگاه نیست
پیشِ محفل جز بمِ زیر و مقام راه نیست
در نهادم عشق با فکرِ بلند آمیخته‌ند
تا تمامِ جاودانم کارِ من چون ماه نیست
لب فرو بند از فغاں در ساز با دردِ فراق
عشق تا آهے کشد از جذبِ خویش آگاه نیست
شعلہ می باشم و خاشاکے کہ پیش آید بسوزا
خاکیاں را در حریمِ زندگانی راه نیست
جُرّہ شاہینی بمرغانِ سرا صحبت مگیر
خیز و بال و پرِ کشا پروازِ تو کوتاه نیست
کرمِ شب تاب است شاعر در شبستانِ وجود
در پر و بالش فروغے گاه هست و گاه نیست
در غزل اقبال احوالِ خودی را فاش گفت
زانکه این نوکافر از آئینِ دیر آگاه نیست

Marfat.com

۲۳

- میری نوا سے مجھ پر قیامت گزر گئی ہے ۔ لیکن کسی کو خبر نہیں ،
محفل صرف آواز کے زیر و بم اور مقام و راہ ہی کو دیکھتی ہے ۔
- میری نہاد میں عشق کو فکرِ بلند کے ساتھ ملا دیا گیا ہے ،
مَیں ہمیشہ ناتمام ہُوں ، چاند کی طرح نہیں ہُوں کہ کبھی مکمل ہو جاؤں ، کبھی نامکمل ۔
- فغاں چھوڑ اور دردِ فراق کو اپنا لے ۔
جب تک عشق آہ و فغاں میں مشغول رہتا ہے وہ اپنے جذب سے آگاہ نہیں ہو پاتا ۔
- ہر خس و خاشاک کو جو تمہارے سامنے آئے پھُونک دے ،
خاک جب تک شعلہ نہ بنے وہ مقصدِ حیات کو پا نہیں سکتی ۔
- تُو نر شاہین ہے پالتو پرندوں سے صحبت نہ رکھ ،
اُٹھ ، پَر پھیلا ، تیرے اندر پرواز کی طاقت موجود ہے ۔
(ع خراب کر گئی شاہیں بچے کو صحبتِ زاغ)
- شاعر شبستانِ وجود میں جگنو کی مانند ہے ،
کبھی اس کے پَر و بال میں چمک ہوتی ہے کبھی نہیں ہوتی ۔
- اقبال نے اپنی غزل میں عودی کے راز فاش کر دیے ،
یہ کافرِ لوبُت خانے کے آداب سے واقف نہیں ۔

Marfat.com

۲۴

شرابِ میکدۂ من نہ یادگارِ جم است
فشردۂ جگرِ من بشیشۂ عجم است
چو موج می تپد آدم بجستجوئے وجود
ہنوز تا بہ کمر در میانۂ عدم است
بیا کہ مثلِ خلیل این طلسم در شکنیم
کہ جز تو ہر چہ دریں دیر دیدہ ام صنم است
اگر بسینۂ این کائنات در نروی
نگاہ را بہ تماشا گذاشتن ستم است
غلط خرامیٔ ما نیز لذتے دارد
خوشم کہ منزلِ ما دور و راہ خم بخم است
تغافلے کہ مرا رخصتِ تماشا داد
تغافل است و بہ از التفاتِ مبہم است
مرا اگرچہ بہ تجنانہ پرورش دادند
چکیدہ از لبِ من آنچہ در دلِ حرم است!

Marfat.com

۲۴

- میرے میکدے کی شراب "جمشید" کی یادگار نہیں (میری شاعری رسمی نہیں)
  میں نے تو عجم کے جام میں اپنا جگر نچوڑ دیا ہے۔
- آدم اپنے وجود کی جستجو میں موج کی طرح بے تاب ہے،
  مگر ابھی کمر تک عدم ہی میں پڑا ہے۔
  ((اپنے وجود کو پانے کی کوشش میں کامیاب نہیں ہوا)
- اُٹھ کہ خلیلؑ اللہ کی طرح ہم اس طلسم کو توڑ دیں،
  (کیونکہ) تیرے سوائے جہاں میں جو کچھ ہے، محض صنم (باطل) ہے۔
- اگر تُو کائنات کے سینے کے اندر داخل نہ ہو سکے،
  تو پھر نگاہ کو اسے دیکھنے کے لیے چھوڑ دینا سِتم ہے۔
- ہماری لغزشیں بھی ایک لذت رکھتی ہیں،
  میں خوش ہوں کہ منزل دُور ہے اور راہ پیچ در پیچ۔
  (اور لغزشوں کے امکانات بہت)
- (محبوب کا) وہ تغافل جس نے مجھے (اس کے جمال کے) نظارے کا موقع فراہم کیا،
  ہے تو تغافل لیکن التفاتِ پیہم سے بہتر ہے۔
- گرچہ میری پرورش بت خانے میں ہوئی ہے،
  مگر میں نے اپنے لب سے وہی بات کہی ہے جو حرم کے دل میں ہے۔

Marfat.com

۲۵

لالۂ صحرایم از طرفِ نخیابانم برید
در ہوائے دشت و کہسار و بیابانم برید
روبہی آمو ختم از خویش و در افتادم ز مہ
چارہ پردازاں! بآغوشِ نیستانم برید
در میانِ سینہ حرفے داشتم گم کردہ ام
گرچہ پیرم پیشِ ملّائے دبستانم برید
سازِ خاموشم نوائے دیگرے دارم ہنوز
آنکہ بازم پردہ گرداند پئے آنم برید
در شبِ من آفتابِ آں کہن داغے بس است
ایں چراغِ زیرِ فانوس از نشستانم برید
من کہ رمزِ شعر یاری با غلاماں گفتہ ام
بندۂ تقصیر دارم پیشِ سلطانم برید

Marfat.com

۲۵

- مَیں لالۂ صحرا ہوں مجھے خیابان سے لے جائیں ،
مجھے دشت و بیابان و کوہسار کی (آزاد) ہوا میں لے جائیں۔
- مَیں روباہی سیکھ کر اپنے آپ سے دُور ہو چکا ہُوں ،
چارہ گرو! مجھے آغوشِ نیستاں میں لے جاؤ۔
- میرے سینے میں ایک حرف تھا جسے مَیں بھُول گیا ہوں ،
اگرچہ عمر رسیدہ ہوں مگر مجھے مُلّائے مکتب کے پاس لے چلو۔
(غالباً قَالُوْا بَلٰی کی طرف اشارہ ہے)
- اگرچہ میں سازِ خاموش ہُوں مگر ابھی میرے اندر ایک اور نوا موجود ہے ،
مجھے ایسے شخص کے پاس لے چلیے جو میرے ساز پر سے پھر پردہ اٹھا دے۔
(پردہ موسیقی کی ایک اصطلاح ہے)
- میری رات کے لیے میرے کہُن داغ کا آفتاب ہی کافی ہے ،
یہ چراغ جو زیرِ فانوس ہے اسے میرے شبستاں سے لے جائیے۔
(چراغِ زیرِ فانوس غالباً عقلِ نو کو کہا ہے اور کہُن داغ
سے مُراد اللہ تعالیٰ کا عشق ہے)
- مَیں جس نے غلاموں کو پادشاہی کے رموز سے آگاہ کر دیا ہے ،
مَیں تقصیروار ہُوں ۔ مجھے سُلطان کے سامنے لے چلیے۔

Marfat.com

۲۶

سخنِ تازہ زدم کس بہ سخن دانرسید
جلوہ خوں گشت و نگاہے بہ تماشانرسید
سنگ می باش دریں کارگہِ شیشہ گذر
وائے سنگے کہ صنم گشت و بہ مینانرسید!
کعبہ را درشکن و باز بہ تعمیر خرام
ہر کہ در وادیِ لا ماند بہ الا نرسید
اے خوش آں جوے تنک مایہ کہ از ذوقِ خودی
در دلِ خاک فرو رفت و بدریا نرسید
از کلیسے سبق آموز کہ دانائے فرنگ
جگرِ بحر شگافید و بہ سینا نرسید
عشق اندازِ تپیدن زدلِ ما آموخت
شررِ ماست کہ بر جست بہ پروانہ رسید!

Marfat.com

۲۶

- میں نئی بات کہتا ہوں مگر کوئی میری نہیں سمجھتا ۔
جلوہ خوں ہو چکا ہے لیکن اسے دیکھنے کے لیے ایک نگاہ بھی نہیں پہنچی ۔
- پتھر بن کر اس کارگہ شیشہ (کائنات) میں سنگ بن کر زندگی گزار ،
افسوس ایسے پتھر پر جو بُت بن گیا مگر مینا کو نہ توڑ سکا ۔
(افسوس ہے اُن پر جو بُتوں کی طرح پُجتے ہیں ،
مگر کہنہ روایات کو نہیں توڑ سکتے)
- فرسُودہ روایات کو توڑ دے اور از سرِ نو تعمیر کی طرف قدم بڑھا ۔
جو کوئی "لا" ہی کے چکر میں رہ جاتا ہے وہ "اِلا" تک نہیں پہنچ پاتا ۔
- نوشتِ نصیب ہے وہ چھوٹی ندی جو تحفظِ ذات کے پیشِ نظر ،
زمین کے اندر چلی گئی ، مگر اس نے دریا تک جانا گوارا نہ کیا ۔
- دانایانِ فرنگ کو چھوڑ ، کلیم سے سبق سیکھ ،
انھوں نے بحر کا سینہ تو چاک کیا ہے مگر طورِ سینا تک نہیں پہنچ سکے ۔
- عشق نے ہمارے دل سے تڑپنے کے انداز سیکھے ہیں ،
یہ ہمارے دل ہی کا شرر ہے جو بھڑکا اور پروانے تک
پہنچ گیا ۔

Marfat.com

۲۷

عاشق آں نیست کہ لب گرمِ فغانے دارد
عاشق آں است کہ بر کف دو جہانے دارد
عاشق آں است کہ تعمیر کند عالمِ خویش
در نسازد بہ جہانے کہ کرانے دارد
دلِ بیدار نداوند بہ دانائے فرنگ
ایں قدر ہست کہ چشمِ نگرانے دارد
عشق ناپید و خرد می گزدش صورتِ مار
گرچہ در کاسۂ زر لعلِ روانے دارد
دردِ من گیر کہ درمیکدہ ہا پیدا نیست
پیرِ مردے کہ مئے تند و جوانے دارد!

Marfat.com

۲۷

- عاشق وہ نہیں جو ہر دم آہ و فغاں میں لگا رہے ،
عاشق وہ ہے جو دونوں جہانوں کو اپنی ہتھیلی پر اُٹھا لے ۔
- عاشق وہ ہے جو اپنی دُنیا خود تعمیر کرتا ہے ،
وہ ایسے جہان پر قانع نہیں رہتا جو محدود ہے ۔
- دانائے فرنگ کو دلِ بیدار تو عطا نہیں ہُوا ،
اتنا ہے کہ اسے دیکھنے والی آنکھ مل گئی ہے ۔
(ذات تک نہیں پہنچ سکا ۔ کائنات تک رہ گیا ہے)
- عشق ناپید ہے اور خِرد اُسے سانپ کی مانند ڈس رہی ہے ،
حالانکہ وہ جامِ زریں میں شرابِ ارغواں رکھتا ہے ۔
- میری شراب کی تلچھٹ سے فائدہ اٹھا ،
کیونکہ اب میکدوں میں کوئی ایسا پیرِ مرد باقی نہیں جو
(میری طرح) تند و تیز شراب رکھتا ہو ۔

۲۸

دریں چمن دلِ مرغاں زماں زماں دگراست
بشاخِ گل دگراست و بآشیاں دگراست
بخود نگر! گلہ ہائے جہاں چہ میگوئی
اگر نگاہِ تو دیگر شود جہاں دگراست!
بہر زمانہ اگر چشمِ تو نکو نگرد
طریقِ میکدہ و شیوۂ مغاں دگراست
بہ میرِ قافلہ از من دعا رسان و بگوے
اگرچہ راہ ہماناں ست کارواں دگراست!

Marfat.com

۲۸

- اس باغ میں پرندوں کا دل لمحہ بہ لمحہ نیا رنگ اختیار کرتا ہے ،
شاخِ گل پر وہ اور طرح (چہچہاتا) ہے اور آشیاں میں اور طرح ۔
- اپنی طرف دیکھ ، دنیا کی کیا شکایت کرتا ہے ،
اگر تیری نگاہ بدل جائے ، تو جہان بھی بدل جائے ۔
- اگر تیری آنکھ غور سے دیکھے تو ہر زمانے میں ،
شراب خانے کے طور طریقے اور پیرِ مغاں کا انداز اور ہوتا ہے ۔
- امیرِ قافلہ کو میری دعا پہنچا کر کہیں :
اگرچہ راہ وہی ہے مگر کارواں اور ہے ۔

Marfat.com

۲۹

ما از خداے گم شدہ ایم او بجستجوست
چوں ما نیازمند و گرفتارِ آرزوست
گاہے بہ برگِ لالہ نویسد پیامِ خویش
گاہے درونِ سینۂ مرغاں بہ ہاؤ ہوست
در نرگس آرمید کہ بیند جمالِ ما
چنداں کرشمہ داں کہ نگاہش بہ گفتگوست!
آسیمہ سحرگہے کہ زند در فرازِ ما
بیرون و اندروں زبر و زیر و چار سوست!
ہنگامہ بست از پئے دیدارِ خاکیے
نظارہ را بہانہ تماشاے رنگ و بوست
پنہاں بہ ذرہ ذرہ و ناآشنا ہنوز
پیدا چو ماہتاب و بآغوشِ کاخ و کوست
در خاکدانِ ما گہرِ زندگی گم است
ایں گوہرے کہ گم شدۂ مائیم یا کہ اوست؟

Marfat.com

۲۹

- ہم اللہ تعالیٰ کی گم شدہ متاع ہیں - وہ ہماری جستجو میں ہے ،
(کہ ان میں سے کوئی انسانِ کامل نکلے)
یہ ہے اس کی آرزو اور خواہش (جس کے لیے کائنات تخلیق فرمائی)
- کبھی وہ برگِ لالہ پر اپنا پیام لکھتا ہے ،
اور کبھی وہ پرندوں کے سینوں میں (بیٹھ کر) ان کی ہاو ہو کا سبب بنتا ہے ۔
- کبھی وہ نرگس میں بیٹھ کر (اس کی آنکھ سے) ہمارے جمال کا نظارہ کرتا ہے ،
یہ اسی کا کرشمہ ہے کہ نرگس کی آنکھ گفتگو کرتی ہے ۔
- اس نے صبحدم ہمارے فراق میں جو آہ بھری ،
وہ کائنات کے باہر اندر، اوپر، نیچے چاروں طرف پھیلی ہوئی ہے ۔
- کائنات کی یہ ساری ہنگامہ آرائی آدمِ خاکی کے دیدار کے لیے ہے ،
تماشائے رنگ و بو اسی کے نظارے کا بہانہ ہے ۔
- وہ ذرّے ذرّے میں پنہاں ہے ،
(دوسری طرف وہ) چاندنی کی طرح ظاہر ہے اور کاخ و کُو پر چھایا ہوا ہے
(مگر ہم سے پھر بھی) نا آشنا ہے ۔
- ہمارے خاکدان میں زندگی کا موتی گم ہے ۔
یہ گم شدہ موتی ہم ہیں یا وہ ؟

۳۰

خواجہ از خونِ رگِ مزدور سازد لعلِ ناب
از جفائے دہ خدایاں کشتِ دہقاناں خراب
انقلاب!
انقلاب! اے انقلاب!
شیخِ شہر از رشتۂ تسبیح صد مومن بدام
کافرانِ سادہ دل را برہمن زنّار تاب
انقلاب!
انقلاب! اے انقلاب!
میر و سلطاں نرد بازند و کعبتینِ شان دغل
جانِ محکوماں ز تن بردند و محکوماں بخواب!
انقلاب!
انقلاب! اے انقلاب!

۳۰

- سرمایہ دار مزدور کے خون سے سُرخ موتی بناتا ہے،
اُدھر زمینداروں کے ظلم سے دہقانوں کی کھیتیاں
اُجڑ چکی ہیں۔
انقلاب!
انقلاب! اے انقلاب!
- مفتیٔ شہر نے اپنی تسبیح کے دام میں سینکڑوں
مومن گرفتار کیے ہوئے ہیں،
سادہ دل کفار کو برہمن نے اپنے زنار میں
باندھ رکھا ہے۔
انقلاب!
انقلاب! اے انقلاب!
- میر و سلطان کھلاڑی ہیں اور مکر و فریب ان کے مُہرے،
یہ محکوموں کی جان بدن سے نکال کر انھیں
سُلا دیتے ہیں۔
انقلاب!
انقلاب! اے انقلاب!

Marfat.com

واعظ اندر مسجد و فرزندِ او در مدرسه
آں بہ پیری کودکے ایں پیر در عہدِ شباب!

انقلاب!
انقلاب! اے انقلاب!

اے مسلماناں فغاں از فتنہ ہائے علم و فن
اہرمن اندر جہاں ارزاں و یزداں دیریاب!

انقلاب!
انقلاب! اے انقلاب!

شوخیِ باطل نگر! اندر کمینِ حق نشست
شپرے از کوری شبیخونے زند بر آفتاب!

انقلاب!
انقلاب! اے انقلاب!

در کلیسا ابنِ مریم را بدار آویختند!
مصطفیٰ از کعبہ ہجرت کردہ با اُمّ الکتاب!

انقلاب!
انقلاب! اے انقلاب!

- واعظ مسجد کے اندر اور اس کا بیٹا مدرسے میں ۔
یہ بڑھاپے میں بچوں کی سی حرکتیں کرتا ہے اور
وہ جوانی میں بوڑھا ہو چکا ہے۔
انقلاب !
انقلاب ! اے انقلاب !!
- علم و فن کے فتنوں سے فریاد !
شیطنت عام ہے اور خدا خوفی کم یاب ۔
انقلاب !
انقلاب ! اے انقلاب !
- باطل کی جرأت دیکھو کہ حق کی گھات میں بیٹھا ہے
چمگادڑ اندھے پن کے سبب آفتاب پر شبخون
مارتی ہے ۔
انقلاب !
انقلاب ! اے انقلاب !
- اہلِ کلیسا نے ابنِ مریمؑ کو صلیب پر لٹکا دیا ،
جنابِ رسولؐ اللہ کو کعبہ سے اُمّ الکتاب کے
ساتھ ہجرت کرنا پڑی ۔
انقلاب !
انقلاب ! اے انقلاب !

Marfat.com

من درونِ شیشہ ہائے عصرِ حاضر دیدہ ام
آنچناں زہرے کہ از وے مارہا در پیچ و تاب!

انقلاب!
انقلاب! اے انقلاب!

با ضعیفاں گاہ نیرنگے پلنگاں می دہند
شعلۂ شاید بروں آید ز فانوسِ حباب!

انقلاب!
انقلاب! اے انقلاب!

Marfat.com

● مَیں نے دورِ جدید کے بلوری جاموں میں ،
وہ زہر دیکھا ہے جس سے سانپ بھی
پیچ و تاب ہیں۔
انقلاب !
انقلاب ! اے انقلاب !
● کبھی کمزوروں کو بھی چیتوں کی قوت
بخش دیتے ہیں ،
ہوسکتا ہے جناب کے فانوس سے بھی
شعلہ لپک اُٹھے ۔
انقلاب !
انقلاب ! اے انقلاب !

Marfat.com

۳۱

گرچہ می دانم کہ روزے بے نقاب آید بروں
تا نہ پنداری کہ جاں از پیچ و تاب آید بروں
ضربتے باید کہ جانِ خفتہ برخیزد زخاک
نالہ کے بے زخمہ از تارِ رباب آید بروں
تاکِ خویش از گریہ ہائے نیم شب سیراب دار
کز درونِ او شعاعِ آفتاب آید بروں
ذرۂ بے مایۂ ترسم کہ ناپیدا شوی
پختہ تر کن خویش را تا آفتاب آید بروں
در گذر از خاک و خود را پیکرِ خاکی مگیر
چاک اگر در سینہ ریزی ماہتاب آید بروں!
گر بروے تو حریمِ خویش را دربستہ اند
سر بسنگِ آستاں زن لعلِ ناب آید بروں!

Marfat.com

۳۱

- اگرچہ مَیں جانتا ہُوں کہ مجھے ایک روز دیدارِ ذات میسّر آجائے گا ،
مگر یہ نہ سمجھ کہ دیدار کے بعد مجھے قرار آجائے گا ۔
- ضرب ایسی ہونی چاہیے جس سے جانِ خستہ بدن کے اندر بیدار ہو جائے ،
مضراب کے بغیر تارِ رباب سے نالہ کیسے باہر آسکتا ہے !
- اپنی شاخِ انگور کو گریہ ہائے نیم شب سے سیراب کر ،
تاکہ اس کے اندر سے شعاعِ آفتاب باہر نکلے ۔
(تاکہ اس کے اندر سے ایسی شراب نکلے جو دلوں کو منور کر دے)
- تُو ذرۂ بے مایہ ہے مجھے ڈر ہے کہ کہیں تُو مِٹ نہ جائے ،
اپنے آپ کو اور پُختہ کر ، تاکہ تیرے اندر سے آفتاب طلوع ہو ۔
- خاک کو نظر انداز کر اور اپنے آپ کو پیکرِ خاکی نہ سمجھ ۔
اگر تُو اپنا سینہ چاک کرے تو اس کے اندر سے مہتاب نکلے گا ۔
- اگر انھوں نے تجھ پر اپنے حریم کا دروازہ بند کر دیا ہے ،
تو سنگِ آستاں سے سر ٹکرا ، قیمتی لعل باہر آجائے گا ۔

Marfat.com

۳۲

کشادہ رُو زخوشش و ناخوشِ زمانہ گذر
زگلشن و قفس و دام و آشیانہ گذر
گرفتم ایں کہ عنیر بی دورہ شناس نہ
بکوے دوست باندازِ محرمانہ گذر
بہر نفس کہ برآری جہاں دگرگوں کن
دریں رباطِ کہن صورتِ زمانہ گذر
اگر عنانِ تو جبریل و حور می گیرند
کرشمہ بر دلِ شاں ریز و دلبرانہ گذر

Marfat.com

۳۲

- زمانے کے اچھے بُرے حالات سے بے نیازی سے گزر جا ،
گلشن ہو یا قفس ، دام ہو یا آشیانہ ۔
- مانا کہ تُو اجنبی ہے اور راہ سے ناواقف ہے ،
تاہم کوئے دوست سے گزرتے ہُوئے محرمانہ انداز اختیار کر ۔
- ہر سانس کے ساتھ زمانے میں نئی تبدیلی پیدا کر ۔
اس قدیم کارواں سرا دُنیا سے زمانے کی طرح گزر ۔
- اگر جبریلے و حُور بھی تیری راہ روکیں ،
ان پر محبت کی نگاہ ڈال اور دلبرانہ گزر جا ۔

Marfat.com

۳۳

زندگی در صدفِ خویش گہر ساختن است
در دلِ شعلہ فرو رفتن و نگداختن است
عشق ازیں گنبدِ در بستہ بروں تاختن است
شیشۂ ماہ زطاقِ فلک انداختن است
سلطنت نقدِ دل و دیں زکف انداختن است
بہ یکے داد جہاں بردن و جاں باختن است
حکمت و فلسفہ را ہمتے مردے باید
تیغِ اندیشہ بروئے دو جہاں آختن است
مذہبِ زندہ دلاں خوابِ پریشانے نیست
از ہمیں خاک جہانِ دگرے ساختن است

Marfat.com

۳۳

- زندگی اپنے صدف میں گوہر پرورش کرنے کا کام ہے ،
شعلہ کے دل کے اندر داخل ہو جانا اور نہ پگھلنا زندگی ہے۔
- عِشق یہ ہے کہ انسان اس گنبدِ درِبستہ سے باہر نکل جائے ،
اور فلک کی چھت سے چاند کا شیشہ اُتار لائے ۔
- (دنیوی) سلطنت نقدِ دل و دیں کھو کر حاصل ہوتی ہے ،
یہ لوگ ایک ہی داؤ میں جہان کے بدلے جان کھو دیتے ہیں ۔
- حِکمت و فلسفہ باہمت مردوں کا کام ہے ،
یہ تیغِ فکر کو ہر دو جہاں کے خلاف آزمانا ہے ۔
- زندہ دلوں کا مذہب محض خوابِ پریشاں نہیں ،
(جس کا حقیقت سے کچھ تعلق نہ ہو)
بلکہ اسی خاک سے نیا جہان پیدا کرنا ہے ۔

Marfat.com

۳۴

بروں زیں گنبدِ دربستہ پیدا کردوام راہے
کہ از اندیشہ برتر می پرد آہِ سحرگاہے
تو اے شاہیں نشیمن در چمن کردی ازاں ترسم
ہوائے او بہ بالِ تو دہد پروازِ کوتاہے!
غبارے گشتہ ام؟ آسودہ نتواں زیستن اینجا
بہ بادِ صبحدم در پیچ و منشیں بر سرِ راہے
ز جوئے کہکشاں بگذر، زنیلِ آسماں بگذر
ز منزل دل بسے گرچہ باشد منزلِ ماہے
اگر زاں برقِ بے پروا درونِ او تہی گردد
بچشمِ کوہِ سینا می نیرزد با پرِ کاہے
چساں آدابِ محفل را نگہ دارند و می سوزند
مپرس از ما شہیدانِ نگاہِ بر سرِ راہے!
پس از من شعرِ من خوانند و دریابند و میگویند
جہانے را دگرگوں کرد یک مردِ خود آگاہے!

۳۴

- میں نے اس گنبدِ دربستہ سے اُوپر نکل جانے کا راستہ پیدا کر لیا ہے ،
کیونکہ آہِ سحرگاہ کی پرواز فکر سے بلند تر ہے ۔
- اے شاہین ! تُو نے چمن میں نشیمن بنا لیا ہے ،
مگر مجھے ڈر ہے کہ اس کی آب و ہوا تیری پرواز کو تباہ نہ کر دے ۔
- اگر تُو غبار بھی ہو چکا ہے تو آرام سے نہ بیٹھ ،
سرِ راہ نہ پڑا رہ ، بلکہ بادِ سحر سے مل جا ۔
- جو نے کہکشاں سے بھی گزر جا ، نیلگوں آسمان سے بھی نزر جا ،
منزل دل کی موت ہے خواہ وہ چاند ہی کی منزل کیوں نہ ہو ۔
- اگر طورِ سینا کا اندرون برقِ تجلی سے خالی ہو جائے ،
تو میری نظر میں وہ پرِ کاہ کے برابر بھی نہیں ۔
- آدابِ محفل کو کس طرح ملحوظ رکھتے ہیں جل جاتے ہیں ،
(مگر محبوب کے سامنے اُف نہیں کرتے)
ہم سے یہ بات نہ پوچھیں ہم تو نگاہِ سرِ راہ کے شہید ہیں ۔
- میرے بعد لوگ میرے شعر پڑھتے ہیں اور سمجھتے ہیں ۔ اور کہتے ہیں :
ایک مردِ خود آگاہ نے جہان کو بالکل بدل ڈالا ۔

Marfat.com

۳۵

گنہگارِ غیورم مُزد بے خدمت نمی گیرم
ازاں داغم کہ بر تقدیرِ او بستند تقصیرم
زفیضِ عشق و مستی بردہ ام اندیشہ را آنجا
کہ از دنبالہ چشمِ مہرِ عالمتاب می گیرم
من از صبحِ نخستیں نقشبندِ موج و گردابم
چو بحر آسودہ میگردد ز طوفاں چارہ برگیرم
جہاں را پیشِ ازیں صد بار آتش زیر پا کردم
سکون و عافیت را پاک می سوزد بم و زیرم
ازاں پیشِ بتاں رقصیدم و زنار بر بستم
کہ شیخِ شہر مردِ باخدا گردد ز تکفیرم!
زمانے رم کنند از من زمانے با من آمیزند
دریں صحرا نمی دانند صیادم کہ نخچیرم
دلِ بے سوز کم گیرد نصیب از صحبتِ مردے
مسِ ما بیدہ آور کہ گردد در تو اکسیرم

Marfat.com

۳۵

- مَیں غیور گنہگار ہوں بغیر محنت کے مزدوری لینا پسند نہیں کرتا ،
  (مجھے مفت کی جنت پسند نہ تھی)
  مگر افسوس ہے کہ میرے گناہ کو ابلیس کی تقدیر سے وابستہ کر دیا گیا ،
- عشق و مستی کے فیض سے مَیں نے اپنے فکر کو اس بلندی تک پہنچا دیا ہے ،
  کہ اس کی روشنی کے سامنے مہرِ عالمتاب بھی ہیچ ہے ۔
- مَیں روزِ اوّل ہی سے موج و گرداب کا جویا ہوں ،
  اگر میرا بحرِ حیات پُرسکون ہو جائے تو مَیں خود طوفان کو آواز دیتا ہوں ۔
- مَیں اس سے پہلے جہان کو بارہا آتشِ شوق سے بے تاب کر چکا ہوں ،
  میرے نغمے ایسے ہیں جو سکون و عافیت کو ختم کر دیتے ہیں ۔
- مَیں نے اس لیے زنّار باندھ کر بتوں کے سامنے رقص کیا ،
  تاکہ شیخِ شہر مجھ پر کفر کا فتویٰ لگا کر مردِ باخدا بن جائے ۔
  (کیونکہ اس میں مردِ خدا والا کوئی اور وصف نہیں)
- کبھی وہ مجھ سے بھاگتے ہیں کبھی مجھ سے مِل جاتے ہیں ،
  مَیں نہیں جانتا کہ اس صحرا میں مَیں شکاری ہوں یا شکار ۔
- بے سوز دل مردانِ باخدا کی صحبت سے کچھ حاصل نہیں کر پاتا ،
  جب تک تانباتپ نہ رہا ہو اس پر اکسیر اثر نہیں کرتی ۔

Marfat.com

۳۶

جہاں کوراست دازآئینۂ دل غافل افتاداست
دلے پیشے کہ بنیاشد نگاہش بردل افتاداست
شبِ تاریک وراہِ پیچ پیچ وبے یقیں راہی
دلیلِ کارواں را مشکل اندرمشکل افتاداست!
رقیبِ خام سوداست عاشقِ مست قاصدمست
کہ حرفِ دلبراں دارا سے چنیں محمل افتاداست
یقینِ مرد مسلماں داد گمانِ کافرے دارد
چہ تدبیرا سے مسلماناں کہ کارم با دل افتاداست
مگے باشد کہ کارِ ناخدائی می کند طوفاں
کہ از طغیانِ موجے کشتیم بر ساحل افتاداست

Marfat.com

۳۶

- یہ جہان اندھا ہے ، کیونکہ آئینۂ قلب کی صلاحیتوں سے بے خبر ہے ،
البتہ جو آنکھ بینا ہو جائے اس کی نگاہ دل پر رہتی ہے۔
(وہ اس کی قیمت پہچانتی ہے)
- رات تاریک ، راستہ پیچیدہ اور مسافر بے یقینی کا شکار ،
امیرِ کارواں کو مشکل در مشکل کا سامنا ہے۔
- دلبروں کی بات میں اتنے اشارے پنہاں ہیں ،
کہ ہوس کار رقیب بھی مست ہے ، عاشق بھی مست ہے ،
اور قاصد بھی۔
- اے مسلمانو ! میں کیا تدبیر کروں کہ میرا واسطہ دل سے آن پڑا ہے ، جو مومنوں کا یقین رکھتا ہے اور کافروں کا سا گمان۔
- کبھی طوفان بھی ملاح کا کام کرتا ہے ،
موجوں کی طغیانی نے میری کشتی کو ساحل پر ڈال دیا ہے۔

Marfat.com

نمیدانم که داد این چشمِ بینا موجِ دریا را
گهر در سینهٔ دریا، خزف بر ساحل افتاده است
نصیبے نیست از سوزِ درونم مرز و بومم را
ز دم اکسیر را بر خاکِ صحرا باطل افتاده است
اگر در دل جهانے تازه داری بروں آور
که افرنگ از جراحت هاے پنهاں بسمل افتاده است!

- معلوم نہیں موجِ دریا کو یہ چشمِ بینا کس نے عطا کی ہے ،
کہ وہ سنگریزے ساحل پر پھینک دیتی ہے اور گہر
دریا کے سینے میں دفن کر دیتی ہے ۔
- میرا وطن میرے سوزِ دروں سے بے نصیب رہا ،
یوں معلوم ہوتا ہے کہ میں نے خاکِ صحرا پر اکسیر
ڈالی ہے جو بے اثر رہی ۔
- اگر تیرے دل کے اندر کوئی نیا جہان ہے تو اسے باہر لا ،
کیونکہ یورپ اپنے اندرونی زخموں کے سبب
بسمل ہو کر گرنے کے قریب ہے ۔

Marfat.com

۳۷

نہ یابی در جہاں یارے کہ داند دلنوازی را
بخود گم شو نگہدار آبروئے عشق بازی را
من از کار آفریں داغم کہ با این ذوقِ پیدائی
ز ما پوشیدہ دارد شیوہ ہائے کارسازی را
کسے این معنیٔ نازک نداند جز ایاز اینجا
کہ مہرِ غزنوی افزوں کند دردِ ایازی را
من آں علم و فراست با پرِ کاہے نمی گیرم
کہ از تیغ و سپر بیگانہ سازد مردِ غازی را!
بہر نرخے کہ این کالا بگیری سودمند افتد
بزورِ بازوئے حیدر بدہ ادراک رازی را
اگر یک قطرہ خوں داری اگر مشتِ پرے داری
بیا من با تو آموزم طریقِ شاہبازی را
اگر این کار را کارِ نفس دانی چہ نادانی!
دمِ شمشیر اندر سینہ باید نے نوازی را!

۳۷

- تجھے دُنیا میں کوئی ایسا دوست نہیں ملے گا جو دلنوازی جانتا ہو ،
اس لیے عشق کی آبرو بچا اور اپنے آپ میں گم ہو جا۔
(ع نقش و نگارِ دیر میں خونِ جگر نہ کر تلف)
- مجھے خلّاق سے گِلہ ہے کہ اگرچہ اسے اپنی اظہارِ ذات کا بہت شوق ہے ،
تاہم اس نے مجھ سے وہ شیوہ ہا پوشیدہ رکھے ہیں جن سے مَیں
ان کے جمال کو پوری طرح دیکھ سکوں ۔
(انسان کو راز جُو بنایا ، راز اس کی نگاہ سے چھُپایا)
- ایاز کے بغیر اور کوئی یہ نازک نکتہ نہیں جانتا ،
کہ حاکم کی مہربانی دردِ غلامی کو اور بڑھا دیتی ہے ۔
- مَیں اس علم و دانش کو پرِ کاہ کے برابر نہیں سمجھتا ،
جو مردِ غازی کو تیغ و سپر سے بیگانہ کر دے (جہاد کا شوق ختم کر دے)
- یہ سامان (جہاد کا شوق) تُو جس قیمت پر بھی خرید لے ، نفع آور ہے ،
(بے شک) ادراکِ رازی کو قوتِ حیدری کے عوض دے دے ۔
- اگر تیرے اندر ایک قطرۂ خوں ہے ، اگر تو مشت بھر پر رکھتا ہے ،
تو آ میں تجھے شاہبازی کا طریقہ سکھاؤں ۔
- اگر تو اس کارِ (نے نوازی) کو صرف پھُونک کی کارفرمائی سمجھتا ہے
تو بہت نادان ہے ،
نَے نوازی کے لیے سینے کے اندر دمِ شمشیر کی ضرورت ہے ۔

Marfat.com

۳۸

علمے کہ تو آموزی مشتاقِ نگاہے نیست
واماندۂ راہے ہست آوارۂ راہے نیست
آدم کہ ضمیرِ او نقشِ دو جہاں ریزد
بالذتِ آہے ہست بے لذتِ آہے نیست
ہر چند کہ عشقِ او آوارۂ راہے کرد
داغے کہ جگر سوزد در سینۂ ماہے نیست
من چشم نہ بردارم از روئے نگارینش
آں مستِ تغافل را توفیقِ نگاہے نیست!
اقبال قبا پوشد در کارِ جہاں کوشد
دریاب کہ درویشی با دلق و کلاہے نیست!

Marfat.com

۳۸

- تو جو علم سیکھتا ہے وہ نگاہِ (محبت) کا اشتیاق نہیں رکھتا ،
یہ راہِ حیات کا تھکا ہوا راہی ہے ، سرگرمِ سفر نہیں ۔
- آدم جس کا ضمیر دونوں جہان کی تزئین کرتا ہے ،
اس کا وجود لذتِ عشق سے ہے ، لذتِ عشق
کے بغیر وہ کچھ بھی نہیں۔
- اگرچہ چاند کو بھی عشق ہی نے سرگرمِ سفر کیا ہے ،
مگر اس کے سینے میں وہ داغ نہیں جو جگر کو سوختہ کر دے ۔
- مَیں تو محبوب کے خوبصورت چہرے سے ذرا نظر نہیں ہٹاتا ،
مگر وہ تغافل میں اس قدر مست ہے کہ اسے ایک
نگاہ کی بھی توفیق نہیں ۔
- اقبال نے معمول کے مُطابق اچھا لباس پہنا اور دُنیا
کے کاموں میں بھی مشغول رہا ،
(لیکن اس کے باوجود وہ درویش ہے)
پس سمجھ لے کہ درویشی کا تعلق فقیہ وں کی کلاہ اور گُدڑی سے نہیں ۔

۳۹

چو خورشیدِ سحر پیدا نگاہے میتواں کردن
ہمیں خاکِ سیہ را جلوہ گاہے می تواں کردن
نگاہِ خویش را از نوکِ سوزن تیز تر گرداں
چو جوہر در دلِ آئینہ راہے می تواں کردن
دریں گلشن کہ بر مرغِ چمن راہِ فغاں تنگ است
باندازِ کشودِ غنچہ آہے می تواں کردن
نہ ایں عالم حجاب او را نہ آں عالم نقاب او را
اگر تابِ نظر داری نگاہے می تواں کردن
"تو در زیرِ درختاں ہمچو طفلاں آشیاں بینی"
بہ پرواز آ کہ صیدِ مہر و ماہے می تواں کردن

Marfat.com

۳۹

- اپنی نگاہ کو خورشیدِ سحر کی مانند روشن کیا جا سکتا ہے ،
اور پھر اس کی مدد سے اس خاکِ سیاہ (دُنیا) کو اللہ تعالیٰ کے جمال کی جلوہ گاہ بنایا جا سکتا ہے۔
- اپنی نگاہ کو نوکِ سوزن کی طرح تیز بنا لے ،
پھر اس کی مدد سے ہر آئینے کے اندر راستہ بنایا جا سکتا ہے۔
- یہ عملشن (غلامِ ملک) جس میں مُرغِ چمن کے لیے نالہ و فغاں مشکل ہے ،
یہاں کلی کے چٹکنے کی آواز میں آہ کی جا سکتی ہے۔
- اگر تیرے اندر دیکھنے کی تاب ہے تو دونوں جہانوں کو دیکھا جا سکتا ہے ،
پھر تیرے لیے نہ یہ دُنیا پردہ رہے گی ، نہ دُوسری دُنیا۔
- تُو بچوت کی طرح درختوں کے نیچے کھڑا آشیانے کو دیکھ رہا ہے ،
(درخت کے نیچے سے نکل) پرواز میں آ مہر و مہ کو بھی شکار کیا جا سکتا ہے۔

۴۰

کشیدی باده ها در صحبتِ بیگانه پے در پے
بنورِ دیگراں افسردختی پیمانه پے در پے!
زدستِ ساقیِ خاور دو جامِ ارغوان درکش
که از خاکِ تو خیزد نالهٔ مستانه پے در پے
دلے کو از تب و تابِ تمنا آشنا گردد
زند بر شعله خود را صورتِ پروانه پے در پے
ز اشکِ صبحگاهی زندگی را برگ و ساز آورد
شود کشتِ تو ویراں تا نه ریزی دانه پے در پے
بگرداں جام و از هنگامهٔ افرنگ کمتر گوے
هزاراں کارواں بگذشت ازیں ویرانه پے در پے!

۴۰

- تُو نے غیروں کی صحبت میں پے در پے جام لنڈھائے ،
اور اپنے پیمانۂ (ادراک) کو دوسروں کی روشنی سے چمکانے کی کوشش کی۔
- اب ساقیٔ خاور کے ہاتھ سے بھی ایک دو لالہ گوں جام پی لے ،
تاکہ تیری خاک سے پے در پے مستانہ نالے اُٹھیں۔
(ساقیٔ خاور شاید اپنے آپ کو کہا ہے)
- وہ دل جو تب و تمنا سے آشنا ہو جائے ،
وہ اپنے ہی شعلہ پر پے بہ پے پروانہ وار گرتا ہے
- صبح کے آنسوؤں سے اپنی زندگی کی آبیاری کر ،
اگر تُو اس میں پے در پے دانہ ہائے عشق نہ گرائے گا تو
تیری کھیتی ویران ہو جائے گی۔
- جام آگے بڑھا اور افرنگ کی بات چھوڑ ،
اِس دُنیا سے ہزاروں کارواں گزر چکے ہیں۔
(یہ بھی اب جانے والے ہیں)

Marfat.com

۴۱

عشق اندر جستجو افتاد و آدم حاصل است
جلوۂ او آشکار از پردۂ آب و گل است
آفتاب و ماہ و انجم می تواں دادن ز دست
در بہائے آں کفِ خاکے کہ وارائے دل است

Marfat.com

۴۱

- عشق نے جستجو اختیار کی (کہ مَیں پہچانا جاؤں)
اس کا حاصل آدم ہے۔
چنانچہ اس کا جلوہ آب و گِل کے
پردے سے ظاہر ہُوا۔
- وہ خاک کی مُٹھی جو دل (جیسی دولت)
رکھتی ہے،
اس کے عوض سُورج، چاند، ستارے
دیے جا سکتے ہیں۔

Marfat.com

۴۲

بسیا که خاوریاں نقشِ تازہ بستند
دگر مرو بطوافِ بتے کہ بشکستند
چہ جلوہ ایست کہ دلہا بلذتِ ننگے
زخاکِ راہ مثالِ شرارہ برجستند!
کجاست منزلِ تورانیان شہر آشوب
کہ سینہ ہائے خود از تیزیٔ نفس خستند
تو ہم بذوقِ خودی رس کہ صاحبانِ طریق
بریدہ از ہمہ عالم بخویش پیوستند
بچشمِ مردہ دلاں کائنات زندانے است
دو جام بادہ کشیدند و ارجہاں رستند
غلامِ ہمتِ بیدارِ آں سوارانم
ستارہ را بسناں سفتہ در گرہ بستند
فرشتہ را دگر آں فرصتِ سجود کجاست
کہ نوریاں بتماشائے خاکیاں ستند!

۴۲

- دیکھ کہ اہلِ مشرق نے نئی طرح ڈالی ہے ،
اب اس بُت (مغرب) کے طواف کی ضرورت نہیں جسے توڑا جا چکا ہے۔
- خاکِ راہ کے اندر سے لذتِ نظارہ لیے دل شرر کی مانند اُٹھے ہیں ،
ذرا ان کا جلوہ دیکھنا۔
- دنیا میں ہلچل ڈال دینے والے یہ تُرک جنھوں نے اپنے سینوں کو گرمیٔ نفس سے گرمایا ہُوا ہے ،
خدا جانے یہ کہاں تک پہنچنے والے ہیں۔
- تُو بھی اندر خودی کا ذوق پیدا کر کہ سالکانِ طریق ،
ساری دنیا سے الگ ہو کر اپنے آپ میں گم ہو جاتے ہیں۔
- مُردہ دلوں کی نگاہ میں کائنات قید خانہ ہے ،
ایک دو جام شراب کے پیے اور جہان چھوڑ گئے۔
- مَیں ان سواروں کی ہمتِ بیدار کا غلام ہوں ،
جو آسمان سے ستارے توڑ کر اپنے قبضے میں کر لیتے ہیں۔
- فرشتوں کو اب سجدوں کی فرصت کہاں ،
وہ تو خاکیوں کی سنگ و تاز کے نظارے میں محو ہیں۔

Marfat.com

۴۳

عشق را نازم کہ بودش را غمِ نابودنے
کفرِ او زنّار دارِ حاضرِ موجودنے
عشق اگر فرماں دہد از جانِ شیریں ہم گذر
عشق محبوب است و مقصود است و جاں مقصودنے!
کافری را پختہ تر سازد شکستِ سومنات
گرمیِ بتخانہ بے ہنگامۂ محمودنے
مسجد و میخانہ و دیر و کلیسا و کنشت
صد فسوں از بہرِ دل بستند دل خوشنودنے!
نغمہ داری زجوے کوہسار آموختم
در گلستاں بودہ ام یک نالۂ دردآلودنے
پیشِ من آئی؟ دمِ سردے دلِ گرمے بیار
جنبشِ اندر تست اندر نغمہ داؤدنے
عیبِ من کم جستے و از جامم عیارِ خویش گیر
لذتِ تلخابِ من بے جانِ غم فرسودنے

۴۳

- مجھے عشق پر ناز ہے کہ اس کے وجود کو مٹ جانے کا غم نہیں ،
کیونکہ وہ زمان و مکان کی زنّار داری کے کفر سے بچا ہُوا ہے۔
- اگر عشق حکم دے تو جانِ شیریں سے بھی گزر جا ،
عشق ہمارا محبُوب و مقصود ہے ، جان تو عارضی چیز ہے
- بُت ٹوٹنے سے کافری اور پکّی ہو جاتی ہے ،
ہنگامۂ محمُود ہی سے بُت خانے کی گرمی وابستہ ہے۔
- مسجد ، میخانہ ، دَیر ، کلیسا اور معبدِ یہود ،
لوگ دل کو خوش رکھنے کی خاطر سو طریقے اختیار کرتے ہیں ، دل سے پھر بھی
خوش نہیں ہوتا۔
(دل صرف قربِ الٰہی میں اطمینان پاتے ہیں)
- مَیں نے پہاڑی ندی سے نغمہ سرائی سیکھی ہے ،
باغ میں گیا مگر وہاں کوئی درد بھرا نالہ نہ سُنا۔
- میرے پاس آنا ہے تو آہِ سرد اور دلِ گرم لے کے آ ،
اگر تیرے اپنے اندر جذب نہیں ہوگی تو نغمۂ داؤد کسی کام نہیں آئے گا۔
- میرے عیب تلاش نہ کر بلکہ میرے جام سے اپنے آپ کو پرکھ ،
(اگر تو یہ جام پی سکتا ہے تو مرد ہے)
میری تلخ شراب کی لذت میری غموں سے گھلی ہوئی جان کا نتیجہ ہے۔

۴۴

بر دلِ بے تابِ من ساقی مئے ناب بے زند
کیمیا ساز است و اکسیرے بہ سیماب بے زند
من ندانم نور یا نار است اندر سینہ ام
ایں قدر دانم بیاضِ او بہ مہتاب بے زند
بر دلِ من فطرتِ خاموش می آرد ہجوم
ساز از ذوقِ نوا خود را بمضراب بے زند
غم مخور ناداں کہ گردوں در بیابان کم آب
چشمہ ہا دارد کہ شبنم بر سیلاب بے زند!
اے کہ نوشم خوردہ و از تیزیٔ نیشم مرنج
نیش ہم باید کہ آدم را رگِ خواب بے زند

Marfat.com

۴۴

- ساقی نے میرے دلِ بے تاب پر (عشق کی) مئے ناب ڈالی ہے،
وہ کیمیا ساز ہے، اس نے سیماب پر اکسیر ڈال کے اسے
زرِ خالص بنا دیا ہے۔
(دلِ بے تاب کو سیماب کہا)
- مَیں نہیں جانتا کہ میرے سینے کے اندر نور ہے یا نار،
البتہ یہ جانتا ہوں کہ اس کی روشنی میں چاندنی ملی ہوئی ہے۔
- فطرتِ خاموش آپ میرے دل پر یورش کرتی ہے،
گویا نوا کے شوق سے ساز خود مضراب سے ٹکراتا ہے۔
- بے خبر! غم نہ کھا۔ خشک بیاباں میں بھی،
فطرت نے ایسے چشمے رکھے ہوتے ہیں جو زور میں سیلاب کو
شرما دیتے ہیں۔
- اے وہ شخص جس نے میری شیریں باتوں سے لطف اٹھایا ہے،
تو میری تلخ باتوں سے ناراض نہ ہو۔
نیشتر بھی ضروری ہے تاکہ آدم کی نیند کھول کر اسے بیدار کیا جا سکے۔

۴۵

فروغِ خاکیاں از نوریاں افزوں شود روزے
زمیں از کوکبِ تقدیرِ ما گردوں شود روزے
خیالِ ما کہ او را پروریش دادند طوفانہا
ز گردابِ سپہرِ نیلگوں بیروں شود روزے
یکی در معنیٔ آدم نگر! از من چہ می پرسی
ہنوز اندر طبیعت می خلد موزوں شود روزے
چناں موزوں شود ایں پیش پا افتادہ مضمونے
کہ یزداں را دل از تاثیرِ او پرخوں شود روزے

قمر العلوم
قمر سیالوی روڈ
گجرات
053 [illegible]
[illegible]

Marfat.com

۴۵

- ایک دن آئے گا جب خاکی انسانوں کی چمک فرشتوں سے بڑھ جائے گی ،
اور یہ زمین ہماری تقدیر کے ستارے کے سبب ایک دن آسمان بن جائے گی۔
(ہماری وجہ سے زمین کا رُتبہ آسمان کی طرح بلند ہو جائے گا)
- ہمارا فکرِ بلند، جس نے طوفانوں میں پرورش پائی ہے ،
ایک دن اس نیلگوں آسمان کے گرداب سے باہر نکل جائے گا۔
- آدم کی معنویت پر غور کر مجھ سے کیا پوچھتا ہے ،
ابھی یہ مضمون (خلاّق کی) طبیعت میں کسمسا رہا ہے ، ایک دن موزوں ہو کر باہر آجائے گا۔
- اور یہ پامال مضمون اس طرح موزوں ہو گا ،
(انسانی شخصیت اس طرح تکمیل پائے گی)
کہ دل یزداں بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہے گا۔
(جیسے ذہن میں موجود خیال خوبصورتی سے ادا ہو جانے پر خود مضمون نگار بھی اس سے اثر پذیر اور لطف اندوز ہوتا ہے)

۴۶

زرسم و راهِ شریعت نکرده‌ام تحقیق
جز اینکه منکرِ عشق است کافر و زندیق!
مقامِ آدمِ خاکی نهاد دریابند
مسافرانِ حرم را خدا دهد توفیق
من از طریق نه پرسم رفیق می جویم
که گفته‌اند نخستین رفیق و باز طریق
کند تلافیِ ذوقِ آن چنان حکیمِ فرنگ
فروغِ باده فزون‌تر کند بجامِ عقیق
هزار بار نکوتر متاعِ بی‌بصری
ز دانشی که دلِ او را نمی‌کند تصدیق

۴۶

- مَیں نے شریعت کے احکام کی تحقیق کی ہے ،
اور اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ صرف منکرِ عشق ہی کافر و زندیق ہے ۔
(اور وہ جو ایمان والے ہیں ان کی اللہ تعالیٰ سے محبت بہت شدید ہے)
(سورۃ البقرہ)
- خدا مُسافرانِ حرم کو یہ توفیق دے ،
کہ وہ آدمِ خاکی سکا مقام پا لیں۔
- مَیں راستہ نہیں پُوچھتا ، ساتھی ڈھونڈتا ہُوں ،
کیونکہ کہتے ہیں کہ پہلے رفیق بعد میں طریق۔
- یورپ کے فلاسفر اپنی کور ذوقی کی تلافی یوں کرتے ہیں ،
کہ شراب کو سُرخ جام میں ڈال کر اس کی رنگت بڑھاتے ہیں ۔
- وہ علم و دانش جس کی تصدیق دل نہ کرے ،
اس سے جہالت ہزار گنا بہتر ہے ۔

Marfat.com

بہ پیچ و تابِ خرد گرچہ لذتِ دگر است
یقینِ سادہ دلاں بہ نکتہ ہائے دقیق
کلام و فلسفہ از لوحِ دل فرو شستم
ضمیرِ خویش کشادم بہ نشترِ تحقیق
ز آستانۂ سلطاں کنار می گیرم
نہ کافرم کہ پرستم خدائے بے توفیق

Marfat.com

- اگرچہ عقل کی گتھیاں سلجھانے میں اور طرح کی لذت ہے،
مگر سادہ دلوں سے کا یقین (ایمان) دقیق نکات سے
ہزار درجہ بہتر ہے۔
- میں نے علمِ کلام اور فلسفہ کو اپنے ذہن کی تختی
سے دھو ڈالا ہے،
اور اپنا ضمیر نشترِ تحقیق کے لیے کھول دیا ہے۔
- میں دربارِ سلطاں سے کنارہ کش رہتا ہوں،
کافر نہیں ہوں کہ بے اختیار خدا کی پرستش کروں۔

Marfat.com

۴۷

از همه کس کناره گیر صحبتِ آشنا طلب
هم ز خدا خودی طلب هم ز خودی خدا طلب
از خلشِ کرشمه کار نمی شود تمام
عقل و دل و نگاه را جلوه جدا جدا طلب
عشق ببر کشیدن است شیشهٔ کائنات را
جامِ جهان نما بجو دستِ جهان کشا طلب
راه رواں برہنه پا راه تمام خارزار
تا به مقام خود رسی راحله از رضا طلب!
چون به کمال می رسد فقر دلیلِ خسروی است
مسندِ کیقباد را در تنِ بوریا طلب
پیش نگر که زندگی راه بعالمے برد
از سرِ آنچه بود و رفت درگذر، انتها طلب
ضربتِ روزگار اگر نالہ چوئے دهد ترا
بادهٔ من ز کف بنه، چاره ز سو میا طلب

Marfat.com

۴۷

- سب سے کنارہ کش ہو جا اور کسی ایسے شخص کی صحبت اختیار کر جو آشنائے راز ہو،
اللہ تعالیٰ سے اپنی خودی کا استحکام مانگ اور استحکامِ خودی کے ذریعے اللہ تعالیٰ تک پہنچ۔
- محبوب کی ایک ادا سے جو خلش پیدا ہوتی ہے، وہ پوری تسلی نہیں کر سکتی،
عقل، دل اور نگاہ سب کے لیے الگ الگ جلوے طلب کر۔
- عشق یہ ہے کہ ساری صراحیٔ کائنات ایک دم پی لی جائے،
جامِ جہاں نما کی خواہش نہ رکھ بلکہ وہ قوت مانگ جو جہان کے معاملات درست کر دے۔
- راستے میں ہر طرف کانٹے بکھرے ہیں، مسافر ننگے پاؤں ہیں اور منزل تک پہنچنا ہے تو راضی برضا کی سواری طلب کر۔
- فقر کمال کو پہنچتا ہے تو پادشاہت کا ذریعہ بن جاتا ہے،
کیقباد کا تخت (حقیقی حکومت) فقراء کے آستانوں میں تلاش کر۔
- سامنے دیکھ۔ زندگی ایک نئے جہان کی طرف لے جا رہی ہے،
جو تھا اور جو ہو چکا ہے اسے چھوڑ، صرف اپنے سفر کی انتہا طلب کر۔
- اگر تو زمانے کی مشکلات کی تاب نہ لا کر فریاد کرنے لگا ہے،
تو پھر میرا جام ہاتھ سے رکھ دے اور اپنے زخموں کا مرہم تلاش کر۔

Marfat.com

۴۸

بینی جہاں را خود را نہ بینی
تا چند نادان غافل نشینی؟
نورِ قدیمی شب را برافروز
دست کلیمی در آستینی!
بیرون قدم نہ از دورِ آفاق
تو پیش ازینی تو بیش ازینی!
از مرگ ترسی اے زندہ جاوید؟
مرگ است صیدے تو در کمینی
جانے کہ بخشند دیگر نگیرند
آدم بمیرد از بے یقینی
صورت گری را از من بیاموز
شاید کہ خود را باز آفرینی!

۴۸

- کائنات کو دیکھتا ہے اور اپنے آپ کو نہیں دیکھتا ،
اے نادان ! تو کب تک غفلت میں پڑا رہے گا ۔
- تُو نورِ ازل ہے اس جہان کی شب کو روشن کر ،
تُو دستِ کلیم ہے آستیں سے باہر آ ۔
- آفاق کے چکر سے باہر قدم رکھ ۔
تو اس سے قدیم تر ہے ، تو (قیمت میں) اس سے بڑھ کر ہے ۔
- زندۂ جاوید ہو کر موت سے ڈرتا ہے ،
موت تیرا شکار ہے اور تُو اس کی گھات میں ہے ۔
- جان عطا کر کے پھر اسے واپس نہیں لیتے ،
آدم اگر مرتا ہے ۔ تو بے یقینی سے مرتا ہے ۔
- صورت گری مجھ سے سیکھ ،
شاید تو از سرِ نو اپنی تخلیق کر سکے ۔

Marfat.com

۴۹

من ، ہیچ نمی ترسم از حادثۂ شب ہا!
شب ہا کہ سحر گردد از گردشِ کوکب ہا!
نشناخت مقامِ خویش، افتادہ بدامِ خویش!
عشقے کہ نمودے خواست از شورشِ یارب ہا!
آہے کہ زدل خیزد از بہرِ جگر سوزی است
در سینہ شکن اورا آسودہ مکن لب ہا!
در میکدہ باقی نیست از ساقیٔ فطرت خواہ
آں مے کہ نمی گنجد در شیشۂ مشرب ہا
آسودہ نمی گردد آں دل کہ گسست از دست
با قرأت مسجد ہا با دانش مکتب ہا!

Marfat.com

۴۹

- میں رات کے حادثات سے بالکل نہیں ڈرتا،
رات کیسی بھی ہو، بالآخر ستاروں کی گردش اسے سحر میں تبدیل کر ہی دیتی ہے۔
- وہ عشق جو "یارب" کے نعروں سے اپنی نمائش چاہتا ہے،
اس نے اپنے مقام کو نہیں پہچانا وہ اپنے ہی دامِ (ریا) میں گرفتار ہے۔
- دل سے جو آہ اُٹھتی ہے، وہ جگر سوزی کے لیے ہے،
اسے سینے میں دبائے رکھ لبوں تک نہ آنے دے۔
- میکدہ میں وہ شراب باقی نہیں، جو کسی مشرب (فرقہ) میں نہ سمائے،
اصل شرابِ ساقیٔ (دین) فطرت سے حاصل کر۔
- جس دل کا تعلق اللہ تعالےٰ سے کٹ چکا ہو،
وہ مساجد کی قرأت اور مکاتب کی حکمت سے مطمئن نہیں ہو سکتا۔
(تعلق باللہ کے بغیر محض رسمی تعلیمات سے اطمینان قلب نصیب نہیں ہوتا)

Marfat.com

۵۰

تو کیستی؟ ز کجائی؟ که آسمان کبود
هزار چشم براهِ تو از ستاره گشود!
چه گومَت که چه بودی چه کرده چه شدی
که خون کند جگرم را ایازی محمود!
تو آن نه که عصائے ز کف کشاں میکرد
شرابِ صوفی و شاعر ترا ز خویش ربود
فرنگ اگرچه ز افکارِ تو گره بکشاد
بجرعهٔ دگرے نشهٔ ترا افزود
سخن ز نامه و میزاں دراز تر گفتی
بحیرتم که نه بینی قیامتِ موجود
خوشا کسے که حرم را درونِ سینه شناخت
دمے تپید و گذشت از مقامِ گفت و شنود
ازاں مکتب و میخانه اعتبارم نیست
که بنده بزم برد، جبیں فرسود!

Marfat.com

۵۰

- تو کون ہے ؛ کہاں سے آیا ہے ؟ کہ نیلا آسمان ۔
تیرے دیدار کے لیے ستاروں کی صورت میں ہزار آنکھیں کھولے انتظار کر رہا ہے ۔
- مَیں کیا کہوں کہ تُو کیا تھا ، تُو نے کیا کِیا اور اب کیا ہوگا ،
اس بات نے میرے جگر کو خُون کر دیا ہے کہ محمُود نے ایاز کا شیوہ اختیار کر لیا ۔
- کیا تُو وہ نہیں جس نے کہکشاں کو مصلّے بنایا تھا ،
صُوفی و شاعر کی شراب نے تجھے اپنا آپ بُھلا دیا ہے ۔
- اگرچہ یورپ نے تیرے فکر کا جمود توڑا ،
مگر اس نے اپنے علوم سے تیری خُود فراموشی میں اور اضافہ کر دیا ۔
- تُو نامۂ اعمال اور میزانِ قیامت کی باتیں تو کرتا ہے ،
مگر مَیں حیران ہُوں کہ تجھے یہ قیامت نظر نہیں آتی جو اس وقت برپا ہے ۔
- مبارک ہے وہ شخص جس نے اپنے سینے کے اندر موجود حریمِ ذات کو پہچان لیا ،
ایک لمحہ کے لیے تڑپا اور گفتگو کے مقام سے گزر گیا ۔
- مکتب و میخانہ پر مجھے اعتبار نہیں ،
مَیں ایسے در پر سجدہ نہیں کرتا جہاں سے کچھ حاصل نہ ہو ۔

۵۱

دیارِ شوق کہ در و آشناست خاک آنجا
بذرہ ذرہ تواں دید جانِ پاک آنجا
مئے معانہ زمغ زادگاں نمی گیرند
نگاہ می شکند شیشہ ہائے تاک آنجا!
بہ ضبطِ جوشِ جنوں کوش در مقامِ نیاز
بہوش باش و مرو با قبائے چاک آنجا!

Marfat.com

۵۱

- دیارِ شوق (مدینہ منورہ) کی خاک درد آشنا ہے،
یہاں کے ذرّے ذرّے میں پاکیزہ زندگی دیکھی جاسکتی ہے۔
- یہاں مُغ زادوں سے شراب نہیں لیتے،
نگاہِ ساقیٔ کوثر شیشہ ہائے تاک سے بے نیاز کر دیتی ہے۔
- یہ مقامِ نیاز ہے، یہاں قبا چاک نہ کر،
ہوش میں رہ اور اپنے جوشِ جنوں پر ضبط رکھ۔

Marfat.com

۵۲

مئے دیرینہ و معشوقِ جواں چیزے نیست
پیشِ صاحب نظراں جز روِ جناں چیزے نیست
ہر چہ از محکم و پائندہ شناسی، گذرد
کوہ و صحرا و بر و بحر کراں چیزے نیست
دانشِ مغرب یاں، فلسفۂ شرقیاں
ہمہ بتخانہ و در طوفِ بتاں چیزے نیست
از خود اندیش و ازیں بادیہ ترساں مگذر
کہ تو ہستی دو جودِ دو جہاں چیزے نیست
در طریقے کہ بنوکِ مژہ کاویدم من
منزل و قافلہ و ریگِ رواں چیزے نیست

Marfat.com

۵۲

- پرانی شراب اور جواں معشوق کوئی چیز نہیں ،
  اصحابِ نظر کے لیے حور و جناں کی کوئی وقعت نہیں۔
- ہر وہ چیز جسے تو محکم و پائندہ سمجھتا ہے وہ بے ثبات ہے ،
  کوہ و صحرا ہوں یا بر و بحر ان کی کوئی حقیقت نہیں۔
- اہلِ مغرب کی دانش ہو یا اہلِ مشرق کا فلسفہ ،
  یہ سب بُت کدے ہیں اور بتوں کے طواف سے کچھ حاصل نہیں۔
- اپنے بارے میں فکر کر اور اس ویرانہ (دُنیا) سے نہ گھبرا۔
  ہستی صرف تیری ہے۔ دونوں جہاں کوئی چیز نہیں۔
- وہ راستہ جو میں نے اپنی پلکوں کی نوک سے تراشا ہے ،
  اس میں نہ کوئی منزل ہے ، نہ قافلہ ، نہ کوئی ریگِ رواں۔

Marfat.com

۵۳

قلندراں کہ بہ تسخیرِ آب و گل کوشند
ز شاہ باج ستانند و خرقہ می پوشند
بخلوت اند و کمندے بہ مہر و ماہ پیچند
بخلوت اند و زمان و مکاں در آغوشند!
بروزِ بزم سراپا چو پرنیان و حریر
بروزِ رزم خود آگاہ و تن فراموشند
نظامِ تازہ بچرخِ دو رنگ می بخشند
ستارہ ہائے کہن را جنازہ بر دوشند!
زمانہ از رخِ فردا کشود بندِ نقاب
معاشراں ہمہ سرمستِ بادۂ دوشند
بلب رسید مرا آں سخن کہ نتواں گفت
بخیرتم کہ فقیہانِ شہر خاموشند!

۵۳

- قلندر جو دنیا کی تسخیر میں کوشاں رہتے ہیں ،
بظاہر خرقہ پہنتے ہیں لیکن پادشاہوں سے خراج وصول کرتے ہیں ۔
- جب وہ جلوت میں ہوتے ہیں تو مہر و ماہ پر کمند پھینکتے ہیں ،
اور جب خلوت میں ہوتے ہیں تو زمان و مکاں ان کی آغوش میں ہوتا ہے ۔
(زمان و مکاں پر پوری دسترس رکھتے ہیں)
- دوستوں میں ریشم و کمخواب کی طرح نرم ہوتے ہیں ،
مگر جنگ کے دوران بدن سے بے پروا اور جوشِ جہاد میں مست ہوتے ہیں ۔
(ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن)
- وہ بوڑھے آسمان کو نیا نظام عطا کرتے ہیں ،
اور اس کے پرانے ستاروں کا جنازہ نکال دیتے ہیں ۔
- زمانۂ مستقبل کے چہرے سے نقاب اُلٹ چکا ہے ،
مگر لوگ ابھی تک ماضی کی شراب سے مست ہیں ۔
- مَیں نے وہ بات کہہ دی ہے جو کبھی نہیں جا سکتی تھی ،
حیران ہوں کہ فقیہانِ شہر ابھی تک کیوں خاموش ہیں ۔
(انھوں نے میرے خلاف فتویٰ کیوں نہیں دیا)

۵۴

دو دستہ تیغم و گردوں برہنہ ساخت مرا
فساں کشید و بروے زمانہ آخت مرا
من آں جہانِ خیالم کہ فطرتِ ازلی
جہانِ بلبل و گل را شکست و ساخت مرا
مئے جواں کہ بہ پیمانہ تو می ریزم
زرا وقے است کہ جام و سبو گداخت مرا
نفس بہ سینہ گدازم کہ طائرِ حرمم
تواں ز گرمیٔ آوازِ من شناخت مرا
شکست کشتیٔ ادراکِ مرشدانِ کہن
خوشا کسے کہ بدریا سفینہ ساخت مرا!

Marfat.com

۵۴

- میں دو دھاری تلوار ہوں اور آسمان نے مجھے برہنہ کر دیا ہے،
  پھر مجھے سان پر تیز کیا اور زمانے کے مقابل لا کھڑا کیا۔
- مَیں افکارِ نو کا وہ تازہ جہان ہُوں جسے فطرت ،
  گُل و بُلبل کی دنیا منہدم کر کے وجُود میں لائی ہے۔
- یہ مئے جواں (نئے افکار) جو میں تمھارے سبو میں ڈال رہا ہوں ،
  ایسی تیز شراب ہے جس نے میرے جام و سبو پگھلا دیے ہیں۔
- میں طائرِ حرم ہوں اپنا جذب سینے میں محفوظ رکھتا ہوں ،
  مجھے میری گرمیٔ آواز سے پہچانا جا سکتا ہے۔
- پرانے صوفیاء کے ادراک کی کشتی ٹوٹ چکی ہے،
  مبارک ہے وہ شخص جو دریائے عمرِ رواں میں مجھے کشتی بناتا ہے۔

۵۵

مثلِ شررِ ذره را تن به تپیدن دہم
تن به تپیدن دہم، بالِ پریدن دہم!
سوزِ نوایم نگر! ریزهٔ الماس را
قطرهٔ شبنم کنم، خوے چکیدن دہم!
چون ز مقامِ نمود نغمهٔ شیریں زنم
نیم شبان صبح را میلِ مہیدن دہم!
یوسفِ گم گشته را باز کشودم نقاب
تا به تنک مایگاں ذوقِ خریدن دہم
عشقِ شکیب آزما خاکِ زخود رفته را
چشمِ ترے داد و من لذتِ دیدن دہم!

۵۵

- مَیں شرر کی مانند ذرّہ میں آگ لگا کر
اسے اڑنے کے لیے پر مہیا کرتا ہوں۔
- میری آواز کا سوز دیکھ۔ مَیں الماس کے ٹکڑے کو،
قطرۂ شبنم بنا کر ٹپکا دیتا ہوں۔
- جب مَیں اپنے مقام سے نغمۂ شیریں الاپتا ہُوں،
تو نصف شب ہی کو صبح کے انداز عطا کر دیتا ہُوں۔
- مَیں یُوسفِ گم گشتہ کو پھر سامنے لے آیا ہُوں،
تاکہ کم متاع لوگوں کے اندر اس کی خریداری کا شوق پیدا ہو۔
- خود فراموش مسلمانوں کی خاک کو عشقِ صبر آزما نے چشمِ تر دی۔
اور میں نے انہیں لذّتِ دید عطا کی۔

(مجھ سے پہلے مسلمان اپنے حالات پر فقط آنسو بہاتے تھے
میں نے انہیں نئے روشن مستقبل کی راہ دکھائی)

Marfat.com

۵۶

خودی را مردم آمیزی دلیلِ نارسائی ہا
تو اے دردِ آشنا بیگانہ شو از آشنائی ہا!
بدرگاہِ سلاطین تا کجا ایں چہرہ سائی ہا
بیا موز از خدائے خویش نازِ کبریائی ہا!
محبت از جوانمردی بجائے می رسد روزے
کہ افتد از نگاہش کاروبارِ دلربائی ہا!
چناں پیشِ حریمِ او کشیدم نغمۂ دردے
کہ دادم محرماں را لذتِ سوزِ جدائی ہا!
ازاں بر خویش می بالم کہ چشمِ مشتری کو راست
متاعِ عشق ناسفتہ سودہ ماند از کم روائی ہا
بیا بر لالہ پا کوبیم و بیباکانہ مے نوشیم
کہ عاشق را بحل کردند خونِ پارسائی ہا
بروں آ از مسلماناں گریزاندر مسلمانی
مسلماناں روا دارند کافر ناجوانمردی ہا!

Marfat.com

۵۶

- دوسروں سے زیادہ میل جول ظاہر کرتا ہے کہ خودی ابھی ناپختہ ہے ،
اے درد آشنا ! تجھے چاہیے کہ تو آشنائی سے بیگانہ رہ ۔
- پادشاہوں کے دروازے پر کب تک جبہ سائی کرے گا ،
اپنے اللہ سے بے نیازی کے انداز سیکھ ۔
- محبت اپنی ہمت سے ایک روز اس مقام پر پہنچ جاتی ہے ،
کہ محبوب کے ناز و ادا اسے متاثر نہیں کرتے ۔
(محب مقامِ محبوبیت تک پہنچ جاتا ہے)
- اس کے حریم کے سامنے میں نے اس طرح درد بھرا نغمہ گایا ،
کہ محرم بھی سوزِ جدائی کی لذت محسوس کرنے لگے ۔
(محرمان سے شاید ملائکہ کی طرف اشارہ ہے)
- مَیں اس لیے اپنے آپ پر ناز کرتا ہوں کہ خریدار نابینا ہے ،
کیونکہ بینا خریدار نہ ہونے کے سبب عشق بدستور تازہ ہے ۔
- اُٹھ کہ لالہ کو اپنے پاؤں سے مسل دیں اور برسرِ عام بادہ نوشی کریں ،
عاشقوں کے لیے پارسائی کا خون حلال کر دیا گیا ہے ۔
- مسلمانوں سے دُور بھاگ اور مسلمانی میں داخل ہو جا ،
کیونکہ اس دور کے مسلمان کافروں کے انداز اپنا چکے ہیں ۔

Marfat.com

۵۷

چوں چراغِ لالہ سوزم در خیابانِ شما
اے جوانانِ عجم جانِ من و جانِ شما!
غوطہ ہا زد در ضمیرِ زندگی اندیشہ ام
تا بدست آوردہ ام افکارِ پنہانِ شما
مہر و مہ دیدم نگاہم برتر از پرویں گذشت
ریختم طرحِ حرم در کافرستانِ شما!
ہمسنانش تیز تر گردد فشرد پیچید پیش
شعلۂ آشفتہ بود اندر بیابانِ شما
فکرِ رنگینم کند نذرِ تہی دستانِ شرق
پارۂ لعلے کہ دارم از بدخشانِ شما
می رسد مردے کہ زنجیرِ غلاماں بشکند
دیدہ ام از روزنِ دیوارِ زندانِ شما
حلقہ گرد من زنید اے پیکرانِ آب و گل
آتشے در سینہ دارم از نیاگانِ شما

Marfat.com

۵۷

- اے جوانانِ عجم ! میں اپنی اور تمھاری جان کو خیابان میں
چراغِ لالہ کی طرح جلا رہا ہُوں۔
- میرے فکر نے دریائے زندگی میں غوطہ زن ہوکر ،
تمھاری پنہاں سوچ کو پا لیا ہے۔
- میں نے مہر و مہ کو دیکھا پھر میری نگاہ پرویں سے بھی اُوپر نکل گئی ،
تب کہیں جاکر میں نے تمھارے کفرستان میں حرم کی بنیاد رکھی۔
- تمھارے بیابان میں شعلہ بکھرا ہُوا تھا۔
مَیں نے اس کی زبان تیز کر کے اسے تمھارے دِلوں میں بھر دیا ہے۔
- وہ لعل کا ٹکڑا جو میں نے تمھارے بدخشاں (قدیم اسلامی علوم) سے حاصل کیا ،
اسے میں نے فکرِ رنگیں کی صورت خالی ہاتھ مشرقیوں کی نذر کر دیا ہے۔
- میں نے تمھارے زِنداں کی دیوار کے روزن سے دیکھ لیا ہے ،
ایک مرد آنے والا ہے جو غلامی کی زنجیریں توڑ دے گا۔
- اے مٹی کے بُتو ! میرے پاس آؤ ،
مَیں اپنے دل میں تمھارے بزرگوں کی آگ سنبھالے ہُوئے ہُوں۔
(عشق سے مٹی کی تصویروں میں سوزِ دمبدم)

۵۸

دمم مرا صفتِ بادِ فردوس کردند
گیاه را ز سرشکم چو یاسمین کردند
نمودِ لاله صحرا نشین ز خونابم
چنانکه بادهٔ لعلی بساغرین کردند
بلند بالی چنانم که بر سپهرِ برین
هزار بار مرا نوریان کمین کردند
فروغ آدمِ خاکی ز تازه کاری هاست
مه و ستاره کنند آنچه پیش ازین کردند
چراغِ خویش برافروختم که دست کلیم
درین زمانه نهان زیرِ آستین کردند
درآ بسجده و یاری ز خسروان مطلب
که روزِ فقر نیاگانِ ما چنین کردند

۵۸

- میرے سانس کو بادِ بہاراں کی صفت عطا ہوئی ہے۔
  اور میرے آنسوؤں نے گیاہ کو چنبیلی بنا دیا ہے۔
- لالۂ صحرائی کا سُرخ رنگ میرے خون کی وجہ سے ہے،
  کیونکہ میرا پیالہ مئے سُرخ سے بھر دیا گیا ہے۔
- مَیں اس قدر بلند پرواز ہوں کہ،
  فرشتے کئی بار میری گھات میں بیٹھے ہیں۔
- آدمِ خاکی کی شان نت نئے کاموں سے ہے۔
  اس کے برعکس مہ و ستارہ وہی کرتے ہیں جو پہلے سے کرتے آرہے ہیں۔
- مَیں نے اپنا چراغ اس لیے جلایا ہے، کیونکہ اس زمانے میں،
  یدِ بیضا آستین میں چھپا دیا گیا ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی جناب میں سربسجود ہو اور بادشاہوں سے مدد نہ مانگ،
  ہمارے بزرگ مشکل وقت میں یہی کرتے رہے ہیں۔

۵۹

گذر از آنکه ندیدست و جز خبر ندهد
سخن دراز کند لذت نظر ندهد
شنیده‌ام سخنِ شاعر و فقیه و حکیم
اگرچه نخلِ بلند است برگ و بر ندهد!
تجلّی که برد پیرِ دیر می نازد!
هزار شب دهد و تاب یک سحر ندهد
هم از خدا گله دارم که بر زبان نرسد
متاعِ دل برد و یوسفی به بر ندهد
نه در حرم نه به بتخانه می‌یابم آن ساقی
که شعله شعله به بخشد شرر شرر ندهد!

۵۹

- چھوڑ اس شخص کو جس نے حقیقت کو دیکھا نہیں، مگر اسے بیان کرتا ہے،
باتیں بہت بناتا ہے مگر دید کی لذت سے ناآشنا ہے۔
- مَیں نے شاعروں، فقیہوں اور فلسفیوں کی باتیں سُنی ہیں،
اگرچہ ان کا درخت بلند ہے (شہرت بہت ہے) مگر اس درخت کے نہ پتّے ہیں نہ وہ پھل دیتا ہے۔
- جس تجلّی پر پیرِ دَیر کو اتنا ناز ہے،
وہ ہزار ہا شب تو پیدا کرتی ہے مگر ایک صبح نہیں لا سکتی۔
مجھے خدا سے بھی شکایت ہے، جو مَیں زبان تک نہیں لا سکتا۔
اس نے میرے دل کی متاع لے لی مگر میرے پہلو کو محبُوب عطا نہیں کیا۔
- مجھے وہ ساقی نہ حرم میں نظر آیا ہے، نہ بُت خانے میں،
جو عشق کی آگ شراروں کی صُورت نہ دے بلکہ شعلوں کی صُورت عطا کرے۔

۶۰

دریں صحرا گذر افتاد شاید کاروانے را
پس از مدت شنیدم نغمہ ہائے ساربانے را
اگر یک یوسف از زندانِ فرعونے بروں آید
بغارت می تواں دادن متاعِ کاروانے را

Marfat.com

۶۰

- بڑی مدت کے بعد میں ساربان کے نغمے سُن رہا ہُوں۔
شاید اس صحرا سے کوئی کارواں گزر رہا ہے۔
- اگر فرعون کے قید خانے سے ایک یوسف باہر آجائے،
تو اس پر کارواں کا سارا مال و متاع قربان کیا جاسکتا ہے۔

Marfat.com

۶۱

ترا ناداں امید غم گسار یہا ز افرنگ است؟
دلِ شاہیں نسوزد بہر آں مرغے کہ در چنگ است
پشیماں شو اگر لعلے ز میراثِ پدر خواہی
کجا عیشِ بروں آوردنِ لعلے کہ در سنگ است
سخن از بود و نابود جہاں با من چہ می گوئی
من ایں دانم کہ من ہستم نمی دانم ایں چہ نیرنگ است
دریں میخانہ ہر مینا ز بیم محتسب لرزد
مگر یک شیشۂ عاشق کہ از وے لرزہ بر سنگ است
خودی را پردہ میگوئی؟ بگو! با من با تو ایں گویم
مزن ایں پردہ را چاکے کہ دامانِ نگہ تنگ است!
کہن شاخے کہ زیرِ سایۂ او پر بر آوردی
چو برگش ریخت از وے آشیاں برداشتن ننگ است
غزل آں گو کہ فطرت سازِ خود را پردہ گرداند
چہ آید زاں غزل خوانے کہ با فطرت ہم آہنگ است

Marfat.com

۶۱

- اے ناداں تو حاکمانِ فرنگ سے ہمدردی کی توقع رکھتا ہے،
(تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ) شاہین کا دل اس پرندے کے لیے
کبھی نہیں پسیجتا جو اس کے پنجے میں ہو۔
- اگر تجھے اپنے باپ کی میراث میں لعل مل جائے تو یہ کوئی فخر کی بات نہیں،
پتھر سے لعل نکالنے میں جو لطف ہے وہ اور ہے۔
- جہان کی ہست و نیست کے بارے میں مجھ سے کیا بات کرتا ہے،
مَیں تو اتنا جانتا ہُوں کہ مَیں ہُوں، مَیں نہیں جانتا یہ طلسمِ کائنات کیا ہے۔
- اس میخانے میں ہر صراحی محتسب کے خوف سے لرزہ براندام ہے،
مگر عاشق کا پیمانہ کہ اسے دیکھ کر پتھر پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔
- تُو خودی کو پردہ کہتا ہے۔ بیشک کہہ۔ مگر مَیں تجھ سے کہتا ہُوں،
(خبردار!) اس پردے کو چاک نہ کرنا کیونکہ دامانِ نگاہ تنگ ہے۔
(نگاہ اسے دیکھنے کی تاب نہیں لا سکے گی)
- وہ پرانا درخت جس کے سائے کے نیچے تُو نے پَر و بال نکالے،
آج اگر اس کے پتے گر چکے ہیں، تو اس سے آشیانہ اُٹھا
لینا باعثِ ننگ ہے۔
(ع پیوستہ رہ شجر سے اُمیدِ بہار رکھ)
- غزل ایسی کہہ کہ فطرت اپنے ساز کو تجھ سے ہم آہنگ کرے،
ایسی غزل سے کیا حاصل جو فطرت سے ہم آہنگ ہو۔

Marfat.com

۶۲

بگذر از خاور و افسونِ افرنگ مشو
کہ نیرزد بجوے ایں ہمہ دیرینہ و نو
چوں پرِ کاہ کہ در رہگذرِ باد افتاد
رفت اسکندر و دارا و قباد و خسرو
زندگی انجمن آرا و نگہدارِ خود است
اے کہ در قافلۂ بے ہمہ شو با ہمہ رو
تو فروزندہ تر از مہرِ منیر آمدۂ
آنچناں زی کہ بہر ذرہ رسانی پرتو!
آں نگینے کہ تو با اہرمناں باختۂ
ہم بجبریلِ امینے نتواں کرد گرو
از تنک جامیِ ما میکدہ رسوا گردید
شیشہ گیرد حکیمانہ بیاشام و برو

Marfat.com

۶۲

- مشرق سے گزر جا اور مغرب سے مسحور نہ ہو ،
کیونکہ ان کے قدیم وجدید (علوم) کی قیمت دو جَو کے برابر بھی نہیں ۔
- سکندر ، دارا ، کیقباد اور خسرو ،
اس پرِ کاہ کی مانند ہیں جو راہگزار میں پڑا ہو۔
- زندگی انجمن آرا بھی ہے اور خود دار بھی ،
اے قافلے کے ساتھ چلنے والے سب کے ساتھ بھی چل اور
سب سے بے نیاز بھی رہ ۔
(ع شمعِ محفل کی طرح سب سے جُدا ، سب کا رفیق)
- تو مہرِ منیر سے زیادہ چمکدار ہے ،
اس طرح زندگی بسر کر کہ ہر ذرہ تک اپنی روشنی پہنچائے ۔
- وہ قیمتی نگینہ جو تُو نے شیطانوں کو ہار دیا ہے ،
اسے تو جبریل امیں کے پاس بھی گروی نہیں رکھا جا سکتا ۔
- ہماری کم مائیگی سے میکدہ رسوا ہو گیا ہے ،
پیالہ اٹھا ہوش مندی سے پی اور آگے چل ۔

۶۳

جہانِ رنگ و بو پیدا تو می گوئی کہ راز است ایں
یکے خود را بتارش زن کہ تو مضراب و ساز است ایں
نگاہِ جلوہ بدست از صفائے جلوہ می لغزد
تو می گوئی حجاب است ایں نقاب است ایں مجاز است ایں!
بیا در کش طنابِ پردہ ہائے نیلگونش را
کہ مثلِ شعلہ عریاں بر نگاہِ پاکباز است ایں
مرا ایں خاکدانِ من ز فردوسِ بریں خوشتر
مقامِ ذوق و شوق است ایں حریمِ سوز و ساز است ایں
زمانے گم کنم خود را زمانے گم کنم او را
زمانے ہر دو دایابم! چہ راز است ایں! چہ راز است ایں!

۶۳

- جہانِ رنگ و بو سامنے عیاں ہے اور تُو کہتا ہے یہ راز ہے ،
ذرا اس کے تار کو چھیڑ (کے دیکھ) یہ جہان تو ساز ہے اور تو اس کی مضراب ہے۔
- نگاہِ جلوہ بدست تو جلوے کی صفائی کے باعث قدم قدم پر پھسل رہی ہے۔
اور تُو کہتا ہے یہ حجاب ہے، یہ نقاب ہے، یہ مجاز ہے۔
- اُٹھ اور اس نیلگوں پردے (آسمان) کی طنابیں کاٹ دے ،
(اب اس کی ضرورت نہیں رہی)
کیونکہ نگاہِ پاکباز پر حقیقت مثل شعلہ عُریاں ہے۔
- میرے لیے میری دُنیا فردوسِ بریں سے خوش تر ہے ،
کیونکہ یہ مقامِ ذوق و شوق بھی ہے اور حریمِ سوز و ساز بھی۔
- کبھی میں اپنے آپ کو گم کر دیتا ہوں اور کبھی اُس کو گم کر دیتا ہُوں ،
اور کبھی دونوں کو پا لیتا ہُوں ، معلوم نہیں یہ کیا راز ہے؟

Marfat.com

۶۴

از داغِ فراق او در دل چمنے دارم
اے لالۂ صحرائی با تو سخنے دارم
ایں آہِ جگر سوزے در خلوتِ صحرا بہ
لیکن چہ کنم کارے با انجمنے دارم

۶۵

بہ نگاہِ آشنائے چو درونِ لالہ دیدم
ہمہ ذوق و شوق دیدم ہمہ آہ و نالہ دیدم
بہ بلند و پستِ عالم پیشِ حیات پیدا
چہ دمن چہ تل چہ صحرا رم ایں غزالہ دیدم

نہ بہ ماست زندگانی! نہ ز ماست زندگانی!
ہمہ جاست زندگانی! ز کجاست زندگانی!

۶۴

- اے لالۂ صحرائی ! مجھے تجھ سے ایک بات کہنی ہے ،
یہ کہ اللہ تعالیٰ کے فراق کے داغوں سے میرا دل باغ بنا ہوا ہے ۔
- ویسے تو یہ آہِ جگر سوز خلوتِ صحرا ہی میں بہتر ہے ،
مگر میں کیا کروں میرا معاملہ انجمن سے آن پڑا ہے ۔

۶۵

- جب میں نے حقیقت کی نگاہ سے لالہ کے اندر دیکھا ،
تو اسے ہمہ ذوق وشوق اور ہمہ آہ و نالہ پایا ۔
- دُنیا کے ہر بلند و پست سے تپش حیات ظاہر ہے ،
کیا دامنِ کوہ ، کیا ٹیلا اور کیا صحرا ، ہر جگہ اسی کی کارفرمائی ہے ۔
- زندگی صرف ہمارے ساتھ نہیں نہ یہ ہماری وجہ سے ہے ،
بلکہ زندگی ہر جگہ موجود ہے ، معلوم نہیں اس کا آغاز کہاں سے ہُوا ؟

Marfat.com

۶۶

ایں ہم جہانے آں ہم جہانے
ایں بیکرانے آں بیکرانے!

ہر دو خیالے ہر دو گمانے
از شعلۂ من موجِ دخانے!

ایں یک دو آنے آں یک دو آنے
من جاودانے، من جاودانے!

ایں کم عیارے آں کم عیارے
من پاک جانے نقدِ روانے!

اینجا مقامے آنجا مقامے
اینجا زمانے آنجا زمانے!

اینجا چہ کارم آنجا چہ کارم؟
آہے فغانے آہے فغانے

ایں رہزنِ من آں رہزنِ من
اینجا زیانے آنجا زیانے

ہر دو فروزم ہر دو بسوزم
ایں آشیانے آں آشیانے!

Marfat.com

۶۶

- یہ بھی جہان ہے وہ بھی جہان ہے ، یہ بھی بیکراں ہے ، وہ بھی بیکراں ہے ۔
  (اِس جہان اور اس جہان سے غالباً دُنیا اور آخرت مراد ہے)
- دونوں خیال، دونوں گمان ، دونوں میرے شعلے کی موجِ دخان ۔
- یہ بھی عارضی ، وہ بھی عارضی ، مَیں ہی جاوداں ہُوں ، صرف مَیں ہی جاوداں ہُوں ۔
- یہ بھی کم قیمت ، وہ بھی کم قیمت ، صرف میری جانِ پاک ہی سرمایۂ حیات ہے ۔
- یہ مقام بھی عارضی ہے ، وہ بھی عارضی ، یہاں بھی کچھ دیر کے لیے ٹھہرنا ہے ، وہاں بھی کچھ دیر کے لیے ٹھہرنا ہے۔
- یہاں میرا کیا کام ، وہاں میرا کیا کام ،
  یہاں بھی آہ وفغاں ، وہاں بھی آہ وفغاں ۔
- یہ دُنیا بھی میرے لیے راہزن ، وہ دُنیا بھی میرے لیے راہزن ،
  یہاں بھی نقصان ، وہاں بھی نقصان ۔
  (ان سے دل لگانا ، اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کی راہ میں رکاوٹ بنتا ہے)
- مَیں ہر دو کی رونق بڑھاتا ہُوں ، پھر جلا دیتا ہُوں ،
  اِس آشیاں کو بھی ، اُس آشیاں کو بھی ۔

Marfat.com

۶۷

بہار آمد نگہ می غلطد اندر آتشِ لالہ
ہزاراں نالہ خیزد از دلِ پرکالہ پرکالہ!
فشاں یک جرعہ بر خاکِ چمن از بادۂ لعلے
کہ از بیمِ خزاں بیگانہ روید نرگسِ لالہ
جہانِ رنگ و بو دانی دریں دل چیست می دانی؟
مہے کز حلقۂ آفاق سازد گردِ خود ہالہ!

۶۸

صورت گرے کہ پیکرِ روز و شب آفرید
از نقشِ این و آں بہ تماشاے خود رسید
صوفی! بروں ز بنگۂ تاریک پا بنہ
فطرت متاعِ خویش بسوداگری کشید!
صبح و ستارہ و شفق و ماہ و آفتاب
بے پردہ جلوہ ہا بنگاہے تواں خرید!

Marfat.com

۶۷

- بہار آچکی ہے اور نگاہ آتشِ لالہ میں غلطاں ہو رہی ہے ۔
(میرے) دلِ لخت لخت سے ہزاروں نالے اُٹھتے ہیں۔
- خاکِ چمن پر بادۂ ارغواں کے چند قطرے ڈال ،
تاکہ نرگس و لالہ خزاں سے بے خوف ہو کر اُگیں ۔
- تُو جہانِ رنگ و بُو کو تو جانتا ہے، لیکن کیا تُو یہ بھی جانتا ہے کہ دل کیا ہے،
دل وہ چاند ہے جو حلقۂ آفاق سے اپنا ہالہ بناتا ہے ۔

۶۸

- خالق نے روز و شب پیدا کیے ،
اور ان کے ذریعہ اپنی صفات کا جلوہ دیکھا ۔
- صُوفی ! تاریک خانقاہ سے باہر نکل ،
(دیکھ) فطرت نے اپنا سارا متاع بازار میں لاکر سجا دیا ہے ۔
- صبح، شفق، ستارے، چاند، آفتاب
(ان سب) کا بے پردہ جلوہ فقط ایک نگاہ سے خریدا جا سکتا ہے۔

؎ نگاہ ہو تو بہائے نظارہ کچھ بھی نہیں
کہ بیچتی نہیں فطرت جمال و زیبائی اقبالؔ

Marfat.com

۶۹

بازایں عالمِ دیرینہ جواں می بائست
برگِ کاہش صفتِ کوہ گراں می بائست

کفِ خاکے کہ نگاہِ ہمہ بیں پیدا کرد
در ضمیرش جگر آلودہ فغاں می بائست

ایں مہ و مہرِ کہن راہ بجائے نہ برند
انجمِ تازہ بہ تعمیرِ جہاں می بائست

ہر نگارے کہ مرا پیشِ نظر می آید
خوش نگارے است ولے خوشتر ازاں می بائست

گفت یزداں کہ چنیں است دگر ہیچ مگو
گفت آدم کہ چنیں است چناں می بائست!

Marfat.com

۶۹

- اس عالمِ پیر کو پھر سے جواں ہونا چاہیے،
اس کے برگِ کاہ کو کوہِ گراں کی مانند ہونا چاہیے۔
- یہ کفِ خاک (آدم) جس نے نگاہِ ہمہ بیں پیدا کی ہے،
اس کے ضمیر میں جگر آلودہ فغاں ہونی چاہیے۔
- یہ پرانے مہ و مہر کہیں نہیں پہنچاتے،
جہان کی تعمیر کے لیے نئے ستارے چاہئیں۔
- جو بھی حسین میرے سامنے آتا ہے،
وہ خوب ہے، مگر مجھے اس سے خوب تر کی تلاش رہتی ہے۔
(ہے جستجو کہ خوب سے ہے خوب تر کہاں) حالی
- یزداں نے فرمایا: یہ ہے اور بس ٹھیک ہے،
آدم نے کہا: یہ ہے اور اسے یوں ہونا چاہیے۔

Marfat.com

۷۰

لالۂ ایں گلستاں داغِ تمنّا ے نداشت
نرگسِ مستانۂ او چشمِ تماشا ے نداشت
خاک را موجِ نفس بود و دلے پیدا نبود
زندگانی کاروانے بود و کالا ے نداشت
روزگار از ہا ے و ہوے سیکشاں بیگانہ
بادہ در مینا ش بود و بادہ پیما ے نداشت
برق سینا ئے کوہ سنج از بے نیا ئے شوق
ہیچ کس در وادیٔ ایمن تقاضا ے نداشت!
عشق از فریاد ما ہنگامہ ہا تعمیر کرد
ورنہ ایں بزمِ خموشاں ہیچ غوغا ے نداشت!

Marfat.com

۷۰

- اس گلستاں (دنیا) کا گلِ لالہ تمنا نہ رکھتا تھا،
  یہاں کی نرگسِ طنّاز چشمِ نظارہ سے محروم تھی۔
- خاک (انسان سے پہلے کے مراحل) میں تنفّس تھا مگر وہ قلب نہیں رکھتی تھی،
  حیات ایک کارواں کی صورت آگے بڑھ رہی تھی مگر اس کے پاس کوئی قیمتی سامان نہ تھا۔
- یہ جہان مے کشوں کی ہاؤ ہُو سے خالی تھا،
  مینا میں شراب تھی مگر کوئی پینے والا نہ تھا۔
- برقِ سینا کو شوق کی بے زبانی کا شکوہ تھا،
  (کیونکہ) وادیٔ ایمن میں کوئی اَرِنِیْ کہنے والا نہ تھا۔
- عشق نے ہماری فریاد سے ہنگامے تعمیر کیے،
  ورنہ اس بزمِ خموشاں (کائنات) میں کوئی شور و غوغا نہ تھا۔

Marfat.com

۷۱

ہر سنگامہ را کہ بست دریں دیر دیر پائے؟
زناریانِ او ہمہ نالندہ ہم چو نائے!
در سنگِ فقیر و بکاشانۂ امیر
غمہا کہ پشت را بجوانی کند دوتائے
درماں کجا کہ درد بدرماں فزوں شود
دانش تمام حیلہ و نیرنگ و سیمیائے
بے زورِ سیل کشتیٔ آدم نمی رود
ہر دل ہزار عربدہ دارد بناخدائے
از من حکایتِ سفرِ زندگی مپرس
در ساختم بدرد و گزشتم غزل سرائے
آمیختم نفس بہ نسیمِ سحرگہی!
گشتم دریں چمن بہ گلاں نانہادہ پائے
از کاخ و کو جدا و پریشاں بکاخ و کوئے
کردم بچشمِ ماہ تماشائے ایں سرائے!

Marfat.com

۷۱

- اِس قدیم بتکدہ میں کس نے ہنگامہ پیدا کیا ہے ،
  کہ یہاں کے سارے پجاری مثلِ نے نالندہ ہیں ۔
- فقیر کی کُٹیا ہو یا امیر کا محل ،
  ہر جگہ ایسے غم ہیں جو جوانی میں کمر کو دُہرا کر دیتے ہیں ۔
- علاج کہاں ، علاج سے تو درد میں اور اضافہ ہوتا ہے ،
  سب دانش حیلہ ، فریب اور شعبدہ بازی ہے ۔
- جوشِ سیلاب کے بغیر کشتیٔ آدم آگے نہیں بڑھ سکتی ،
  (کیونکہ) ہر مسافر کا دل ناخدا سے ہزار ناز و ادا رکھتا ہے ۔
- مجھ سے سفرِ زندگی کا ماجرا نہ پوچھ ،
  درد کو اپنا لیا ہے اور اس کے گیت گاتا چلا جاتا ہوں ۔
- مَیں نے اپنی سانس کو نسیمِ سحر سے ملا دیا ہے ،
  (اور اس طرح) پھولوں پر پاؤں رکھے بغیر چمن سے گزر جاتا ہوں ۔
- چاند کی آنکھ سے اس جہان کا نظارہ کرتا ہوں ،
  کوچہ و محل سے جدا بھی ہوں اور ان پر اپنی چاندنی بھی بکھیرتا ہوں ۔

Marfat.com

۷۲

اے لالہ ے چراغِ کہستانِ باغ و راغ
در من نگر کہ میدہم از زندگی سراغ
مارنگِ شوخ و بوے پریشیدہ نیستیم
مائیم آنچہ میدہد اندر دل و دماغ
مستی زبادہ می رسد از ایاغ نیست
ہر چند بادہ را نتواں خورد بے ایاغ
داغے بسینہ سوز کہ اندر شبِ وجود
خود را شناختن نتواں جز بایں چراغ
اے موجِ شعلہ سینہ بباد صبا کشاے
شبنم مجو کہ میدہد از سوختن فراغ

Marfat.com

۷۲

- اے لالہ ! اے کوہ و باغ و راغ کے چراغ ،
میری طرف دیکھ میں تجھے زندگی کا سُراغ دیتا ہُوں ۔
- ہم تمھاری طرح شوخ رنگ اور پریشاں بو نہیں ،
ہم وہ ہیں جو دل و دماغ کے اندر اتر جلتے ہیں ۔
- مستی شراب میں ہے ، پیالے میں نہیں ،
ہر چند شراب ، پیالے کے بغیر نہیں پی جا سکتی ۔
- اپنے سینے میں داغِ (محبت) روشن رکھ کیونکہ ہستی کی رات بس ،
اس چراغ کے بغیر اپنے آپ کو پہچانا نہیں جا سکتا ۔
- اے موجِ شعلہ ! اپنا سینہ بادِ صبا کے لیے کھول دے ۔
(تاکہ تیری آگ اور بھڑکے)
شبنم کی خواہش نہ کر کیونکہ وہ تجھے سوز سے بیگانہ کر دے گی ۔

Marfat.com

۷۳

من بندۂ آزادم عشق است امامِ من
عشق است امامِ من عقل است غلامِ من
ہنگامۂ ایں محفل از گردشِ جامِ من
ایں کوکبِ شامِ من ایں ماہِ تمامِ من
جاں در عدم آسودہ بے ذوقِ تمنا بود
مستانہ نوا ہا زد در حلقۂ دامِ من
اے عالمِ رنگ و بو ایں صحبتِ ما تا چند
مرگ است دوامِ تو عشق است دوامِ من!
پیدا بضمیرم او پنہاں بضمیرم او
ایں است مقامِ او دریاب مقامِ من!

Marfat.com

۷۳

- میں آزاد بندہ ہوں، عشق میرا امام ہے،
عشق میرا امام ہے اور عقل میری غلام ہے۔
- اِس محفل (کائنات) کا ہنگامہ میرے جام کی گردش سے ہے،
یہی کوکبِ شام ہے، یہی ماہِ تمام ہے۔
- زندگی عدم میں بغیر ذوقِ تمنا کے آسودہ تھی،
میرے حلقۂ دام میں آکر اس نے مستانہ وار فریاد شروع کر دی۔
(عشق نے حیات کو نیا رنگ دیا)
- اے عالمِ رنگ و بُو (کائنات) میرا تیرا ساتھ کب تک،
تیری موت دائمی ہے اور میرا عشق دائمی ہے۔
ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما (حافظؒ)
- میرے اندر بھی وہ، میرے باہر بھی وہ،
یہ تو اس کا مقام ہے۔ میرا مقام تو خود ڈھونڈ۔

Marfat.com

۷۴

کم سخن غنچہ کہ در پردۂ دل رازے داشت
در ہجومِ گل و ریحاں غمِ سازے داشت
محرمے خواست ز مرغِ چمن و بادِ بہار
تکیہ بر صحبتِ آں کرد کہ پروازے داشت!

۷۴

- کم سخن کلی اپنے دل میں راز چھپائے (بیٹھی) تھی،
ہجومِ گل و ریحان میں اسے ہمدم نہ ملنے کا غم تھا۔
- (پھر) اس نے مرغِ چمن اور بادِ بہار سے ہمدمی کی توقع رکھی،
(گویا) ان پر تکیہ کیا جو (پرواز کر) جانے والے تھے۔

Marfat.com

۷۵

خود را کنم سجودے، دیر و حرم نمانده
این در عرب نمانده آن در عجم نمانده
در برگِ لاله و گل آن رنگ و نم نمانده
در نالہ ہاے مرغاں آن زیر و بم نمانده
در کارگاہِ گیتی نقشِ نوی نہ بینم
شاید کہ نقشِ دیگر اندر عدم نمانده
ستیارہ ہاے گردوں بے ذوقِ انقلابے
شاید کہ روز و شب را توفیقِ رم نمانده
بے منزل آرمیدند پا از طلب کشیدند
شاید کہ خاکیاں را در سینہ دم نمانده
یا در بیاضِ امکاں یک برگِ سادہ نیست
یا خامۂ قضا را تابِ رقم نمانده!

Marfat.com

۷۵

- اپنے آپ کو سجدہ کرتا ہوں کیونکہ دیر و حرم نہیں رہے ،
  یہ عرب میں نہیں ، وہ عجم میں نہیں۔
- لالہ و گل میں وہ رنگ و نم نہیں رہا ،
  نہ پرندوں کی فریاد میں وہ لَے ہے۔
- زمانے کے کارخانے میں مجھے کوئی نیا نقش نظر نہیں آتا ،
  شاید عدم میں اب کوئی اور نقش باقی نہ ہو۔
- آسمان کے ستارے ذوقِ انقلاب سے خالی (نظر آتے) ہیں ،
  شاید روز و شب میں (گردشِ کہنہ سے) ہٹنے کی توفیق
  نہیں رہی۔
- منزل پر پہنچے بغیر ہی پاؤں پسار دیے اور حصولِ منزل کا
  خیال ہی چھوڑ دیا ،
  شاید آدمِ خاکی کے سینے میں دم باقی نہیں رہا۔
- یا امکانات کی بیاض میں کوئی سادہ ورق نہیں ،
  اور یا قضا و قدر کے قلم کو لکھنے کی ہمت نہیں رہی۔

Marfat.com

Marfat.com

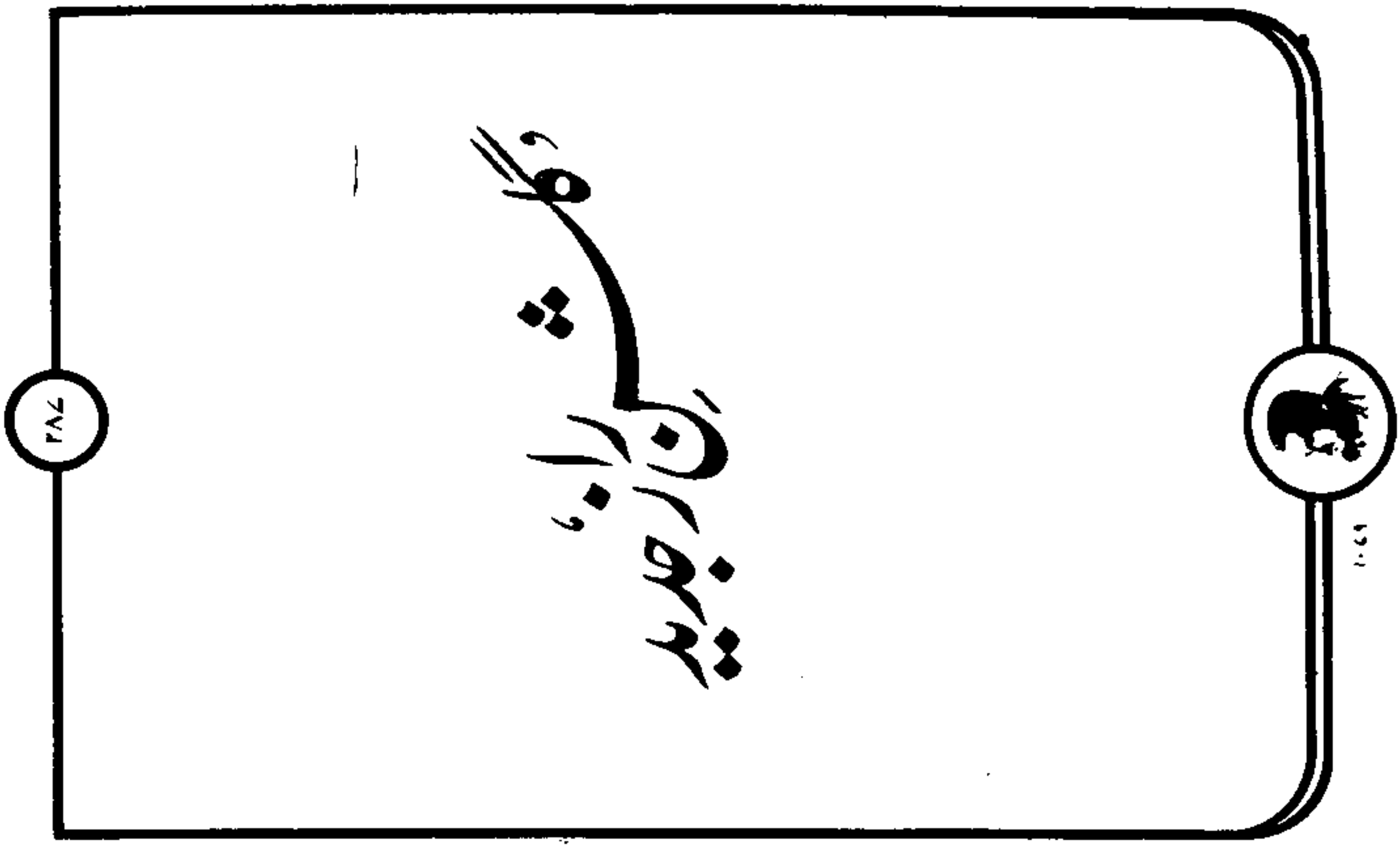

Marfat.com

به سوادِ دیدهٔ تو نظر آفریدهٔ من
به ضمیرِ تو جهانے دگر آفریدهٔ من
همه خاوران بخوابے که نهان ز چشمِ انجم
به سرودِ زندگانی سحر آفریدهٔ من

- مَیں نے تیری آنکھوں میں نظر پیدا کی ہے ،
مَیں نے تیرے ضمیر کے اندر نیا جہان تخلیق کیا ہے ۔
- شامِ مشرق خوابیدہ ہے ۔ مگر میں نے ستاروں کی
موجودگی ہی میں (یعنی وقت سے پہلے) اپنے سرودِ زندگانی
(اشعار) سے سحر پیدا کر دی ہے ۔

Marfat.com

گلشنِ رازِ جدید

تمہید

زجانِ خاور آں سوزِ کہن رفت
دمش واماند و جانِ او ز تن رفت

چو تصویرے کہ بے تارِ نفس زیست
نمی داند کہ ذوقِ زندگی چیست

دلش از مدعا بیگانہ گردید
نوائے او از نوا بیگانہ گردید

بطرزِ دیگر از مقصود گفتم
جوابِ نامۂ محمود گفتم

ز عہدِ شیخ تا ایں روزگارے
نزد مردے بجانِ ما شرارے

Marfat.com

گلشنِ رازِ جدید

تمہید

- مشرق کے اندر وہ سوزِ کہن نہیں رہا ،
  سانس موجود ہے ، مگر تن سے اس کی جان نکل چکی ہے ۔
- اس تصویر کی مانند ، جو سانس کے بغیر زندہ ہوتی ہے ،
  وہ نہیں جانتا کہ ذوقِ حیات کیا ہے ۔
- اس کا دل مقصود نا آشنا (سامنے کوئی مقصد نہیں)
  اور اس کی نَے بے نوا ہے ۔
- مَیں نے اپنا مقصود مختلف انداز سے بیان کیا ہے ،
  مَیں نے محمود (شبستری) کے سوالات کا جواب لکھا ہے ۔
- شیخ (محمود) کے دَور سے اب تک ،
  کسی مرد نے ہماری جان کو شررِ (عشق) سے آشنا نہیں کیا ۔

Marfat.com

کفن در بر بجائے آرمیدیم
ولے یک فتنۂ محشر ندیدیم

گذشت از پیشِ آں دانائے تبریز
قیامت ہا کہ رست از کشتِ چنگیز

نگاہم انقلابے دیگرے دید
طلوعِ آفتابے دیگرے دید

کشودم از رُخِ معنی نقابے
بدستِ ذرہ دادم آفتابے

نہ پنداری کہ من بے بادہ مستم
مثالِ شاعراں افسانہ بستم

نہ بینی خیر ازاں مردِ فرودست
کہ بر من تہمتِ شعر و سخن بست

بکوے دلبراں کارے ندارم
دلِ زارے غمِ یارے ندارم

نہ خاکِ من غبارِ رہگذارے
نہ در خاکم دلِ بے اختیارے

بجبریل امیں ہم دوستانم
رقیب و قاصد و دربان ندانم

مرا با فقر سامانِ کلیم است
فرِ شاہنشہی زیرِ گلیم است

اگر خاکم بصحرائے نہ گنجم
اگر آبم بدریائے نہ گنجم

دلِ سنگ از زجاجِ من بلرزد
یمِ افکارِ من ساحل نہ ورزد

نہاں تقدیرہا در پردۂ من
قیامت ہا بغل پروردۂ من

دمے در خویشتن خلوت گزیدم
جہانے لازوالے آفریدم

"مرا زیں شاعری خود عار ناید
کہ در صد قرن یک عطار ناید"

Marfat.com

- ہم کفن پہنے، خاک میں پڑے ہیں، ہم نے ایک فتنۂ محشر بھی نہیں دیکھا۔
- اس دانائے تبریز (محمود) کے سامنے سے چنگیز کی برپا کردہ کئی قیامتیں گزریں۔
- میری نگاہ نے ایک اور انقلاب (یورپ) دیکھا، میں نے ایک اور سورج طلوع ہوتے پایا۔
- میں نے رُخِ معنی سے پردہ ہٹا کر ذرہ کے ہاتھ میں آفتاب دے دیا ہے۔
- یہ نہ سمجھ کہ میں بغیر شراب کے مست بتوں اور شاعروں کی مانند محض افسانہ گوئی کر رہا ہوں۔
- اس پست ہمت شخص سے بھلائی کی کوئی امید نہیں، جس نے مجھ پر شعر و سخن کی تہمت رکھی۔
- دلبروں کے کوچہ سے مجھے کوئی کام نہیں، نہ میرے پاس دلِ زار ہے، نہ غمِ یار۔
- نہ میری خاک غبارِ راہ ہے، نہ میرے بدن میں دلِ بے اختیار ہے۔
- میں تو جبریلِ امیںؑ کا ہم داستاں ہوں، میرا کوئی رقیب، قاصد یا دربان نہیں۔ (اللہ تعالیٰ سے براہ راست فیضیاب ہوں)
- میرا فقر سامانِ کلیم رکھتا ہے، میری گدڑی کے نیچے شوکتِ شہنشاہی (پوشیدہ) ہے۔
- اگر میں خاک ہوں تو صحرا میں نہیں سماتا، اگر پانی ہوں تو دریا میں نہیں سماتا۔
- میرے شیشے سے پتھر کا دل لرزتا ہے، میرے افکار کا سمندر بے کنار ہے۔
- میرے اندر (قوموں کی) تقدیریں پنہاں ہیں، میری آستین میں قیامتیں پرورش پا رہی ہیں۔
- میں نے ایک لمحہ اپنے اندر خلوت گزیں ہو کر جہانِ لازوال پیدا کیا ہے۔
- مجھے اس شاعری سے کوئی عار نہیں، کیونکہ صدیوں میں ایک عطار پیدا نہیں ہوتا۔

Marfat.com

بجانم رزمِ مرگ و زندگانی است — نگاہم برحیاتِ جاودانی است
زجاں خاک ترا بیگانہ دیدم — باندامِ تو جانِ خود ندیدم
ازاں نارے کہ دارم داغ داغم — شبِ خود را بیفروزاز چراغم
بخاکِ من دلے چوں دانہ کشتند — بلوحِ من خطِ دیگر نوشتند
مرا ذوقِ خودی چوں آنگبین است — چہ گویم واردا تِ من ہمین است

نخستیں کیفِ او را آزمودم
دگر برخاوراں قسمت نمودم

اگر ایں نامہ را جبریل خواند — چوں گرد آں نورِ ناب از خود فشاند
بنالد از مقام و منزلِ خویش — بہ یزداں گوید از حالِ دلِ خویش
"تجلی را چناں عریاں نخواہم — نخواہم جز غمِ پنہاں نخواہم
گذشتم از وصالِ جاودانے — کہ بینم لذتِ آہ و فغانے
مرا ناز و نیازِ آدمے دہ!
بجانِ من گدازِ آدمے دہ"

Marfat.com

- میرے اندر موت وحیات کی جنگ (جاری) ہے، (اور) میری نگاہ ہمیشہ کی زندگی پر ہے۔
- مَیں تجھے جان سے خالی دیکھتا ہوں،
  اس لیے تیرے بدن میں اپنی جان پھونک رہا ہوں۔
- میرے اندر جو آگ ہے اس سے مَیں داغ داغ ہوں،
  تو اپنی رات کو میرے داغ کے چراغ سے روشن کر۔
- میری خاک میں دل کو دانے کی مانند کاشت کیا گیا ہے،
  میرے ذہن کی تختی پر نئی بات رقم کی گئی ہے۔
- خودی کا ذوق میرے لیے شہد ہے، کیا کروں یہی میری کیفیت ہے۔
- پہلے میں اس کے کیف کو خود آزماتا ہوں، پھر اسے اہلِ مشرق کی نذر کرتا ہوں۔
- اگر اس تحریر کو جبریلؑ پڑھ لیتے، تو نور کو گرد کی طرح اپنے پروں سے جھاڑ دیتے۔
- وہ اپنے مقام ومنزل (پر نازاں ہونے کی بجائے) فریاد کرنے اور اپنے دل کا حال اللہ تعالیٰ سے یوں بیان کرتے۔
- مَیں تجلّی کو اتنا بے حجاب نہیں دیکھنا چاہتا، مَیں (ہجر کے) غمِ پنہاں کے سوائے اور کچھ نہیں چاہتا۔
- میں وصلِ دوام سے دستبردار ہوتا ہوں تاکہ لذتِ آہ وفغاں پاؤں۔
- مجھے آدم کا ناز ونیاز عطا ہو، میری جان کو آدم کا سوز وگداز ملے۔

Marfat.com

سوال (۱)

نخست از فکرِ خویشم در تحیر
چہ چیز است آنکہ گویندش تفکر
کدامیں فکر ما را شرطِ راہ است
چرا گہ طاعت و گاہے گناہ است

جواب

درونِ سینۂ آدم چہ نور است!
چہ نور است ایں کہ غیبِ او حضور است
من او را ثابتِ ستیار دیدم
من او را نور دیدم نار دیدم!
گہے نارش ز برہان دلیل است
گہے نورش ز جانِ جبرئیل است
چہ نورے جاں فروزے سینہ تابے
نیرزد با شعاعش آفتابے
بخاک آلودہ و پاک از مکان است
بہ بندِ روز و شب پاک از زمان است
شمارِ روزگارش از نفس نیست
چنیں جوینده و یابنده کس نیست

Marfat.com

سوال (۱)

- پہلی بات تو یہ ہے کہ مَیں اپنے فکر کے بارے میں حیرت زدہ ہوں، وہ کیا چیز ہے جسے تفکر کہتے ہیں۔
- کون سا فکر راہِ (ہدایت) پانے کے لیے ضروری ہے، یہ کیوں ہے کہ فکر کبھی اطاعت کی طرف لے جاتا ہے اور کبھی گناہ کی طرف۔

جواب

- سینۂ آدم کے اندر یہ کیا نور ہے، کہ اس کا غیاب بھی حضور ہے۔
- مَیں نے اسے جامد بھی دیکھا ہے اور متحرک بھی، مجھے اس میں نور بھی نظر آیا ہے اور نار بھی۔
- کبھی برہان و دلیل اس کی نار بن جاتی ہے اور کبھی وہ وحیٔ جبرئیل سے نُور حاصل کرتا ہے۔

(ع اک دانش نورانی، اک دانش برہانی)

- یہ کیا نُور ہے جو جان کو چمکا دیتا ہے اور سینے میں گرمی پیدا کرتا ہے، اس کی ایک شعاع آفتاب سے بڑھ کر ہے۔
- یہ فکر مکانی ہونے کے باوجود لامکان ہے۔ یہ روز و شب کے بند حصن میں گرفتار ہونے کے باوجود ماورائے زماں ہے۔
- فکر کی زندگی کا دارو مدار سانس کے آنے جانے پر نہیں، اس کی مانند کوئی اور جوینده و یابنده نہیں۔

(فکر بلند مقاصد کی تلاش میں رہتا ہے اور ان تک پہنچتا ہے)

Marfat.com

گہے واماندہ و ساحل مقامش
گہے دریائے بے پایاں بجامش

ہمیں دریا ہمیں چوبِ کلیم است!
کہ از وے سینۂ دریا دو نیم است

غزالے مرغزارش آسمانے
خورد آبے ز جوے کہکشانے

زمین و آسماں او را مقامے
میانِ کارواں تنہا خرامے

ز احوالش جہانِ ظلمت و نور!
صدائے صور و مرگ و جنبشِ صور

از و ابلیس و آدم را نمودے
از و ابلیس و آدم را کشودے

نگہ از جلوۂ او ناشکیب است
تجلی ہائے او یزداں فریب است

بچشمے خلوتِ خود را ببیند
بچشمے جلوتِ خود را ببیند

اگر یک چشم بر بندد گناہے است
اگر با ہر دو بیند شرطِ راہے است

ز جوے خویش بحرے آفریند
گہر گردد بقعرِ خود نشیند!

ہماں دم صورتِ دیگر پذیرد
شود غواص و خود را باز گیرد

درد ہنگامہ ہائے بے خروش است
درونِ رنگ و صد اہا بے چشم و گوش است

درونِ شیشۂ او روزگار است!
ولے بر ما بتدریج آشکار است!

حیات از وے براندازد کمندے
شود صیادِ ہر پست و بلندے

از و خود را بہ بندِ خود درآرد
گلوئے ما سوا را ہم فشارد

Marfat.com

- کبھی یہ تھک کر ساحل کو اپنا مقام بنالیتا ہے اور کبھی دریائے بے پایاں کو اپنے جام میں لے آتا ہے۔
- یہ دریا بھی ہے اور عصائے موسیٰ بھی، اسی سے سینۂ دریا دونیم ہوتا ہے۔
- اس غزال کی چراگاہ آسمان ہے، اور یہ جوئے کہکشاں سے پانی پیتا ہے۔
- زمین و آسمان اس کے مقامات ہیں (منزل نہیں) یہ کاروانِ حیات کے درمیان تنہا چلتا ہے۔
- یہ جہانِ عظمت و نور (دُنیا) (قیامت کی) صدائے صور، ہر شے کا خاتمہ اور (آخرت کی) جنت و حور یہ سب ہی کے احوال ہیں۔
- اسی سے ابلیس و آدم کی نمود ہے۔ (اور) اسی سے ابلیس و آدم کے مسائل کا حل ہے۔
- فکر کے جلووں کے باعث ہماری نگاہ حیرت آشنا ہے اسکی تجلیات اللہ تعالیٰ کو بھی اپنی آغوش میں لے لیتی ہیں۔
- فکر ایک آنکھ سے اپنی خلوت کو دیکھتا ہے اور ایک آنکھ سے اپنی جلوت کو دیکھتا ہے۔ (ہر شخص کے فکر کے دو پہلو ہیں، اس سے وہ اپنے اندر کا جہان بھی دیکھتا ہے اور باہر کی دُنیا بھی)
- اگر فکر اپنی ایک آنکھ بند کرلے تو یہ گناہ" ہے، اور اگر اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھے تو یہ شرطِ راہِ (ہدایت) ہے۔
- یہ (جلوت میں ہو تو) اپنی ندی سے سمندر پیدا کرتا ہے، (اور خلوت میں ہو تو) اپنی گہرائی کے اندر بیٹھ کر اپنے آپ کو گوہر بنالیتا ہے۔
- پھر اسی وقت یہ ایک اور صورت اختیار کرلیتا ہے، اپنے اندر غوطہ زن ہو کر اپنے موتی کو باہر نکال لاتا ہے۔
- اس کے اندر بے آواز ہنگامے ہیں، اس کے رنگ بغیر چشم کے دیکھے جاسکتے ہیں، اور اس کی صدا بغیر کان کے سنی جاسکتی ہے۔
- فکر کے شیشہ کے اندر ساری کائنات ہے، لیکن ہم پر اس کے راز بتدریج آشکار ہوتے ہیں۔
- حیات فکر کی کمند پھینک کر، ہر پست و بالا کا شکار کرتی ہے۔
- فکر کے ذریعے اپنے آپ کو اپنی گرفت میں لاتی ہے اور ماسوا کی گردن بھی دبوچ لیتی ہے۔

Marfat.com

دو عالم می شود روزے شکارش — فتد اندر کمندِ تا بدارش
اگر این هر دو عالم را بگیری — ہمہ آفاق میرد تو نہ میری
منہ پا در بیابانِ طلب سُست — نخستیں گیر آں عالم کہ درتست
اگر زیری زخود گیری زبر شو — خدا خواہی بخود نزدیک تر شو

بہ تسخیرِ خود افتادی اگر طاق
ترا آساں شود تسخیرِ آفاق

خنک روزے کہ گیری ایں جہاں را — شگافی سینۂ آسماں را
گذارد ماہ پیشِ تو سجودے — بر د پیچی کمند از موجِ دودے
دریں دیر کہن آزاد باشی! — بتاں را بر مرادِ خود تراشی
بکف بُردن جہانِ چار سُو را — مقامِ نور و صوت و رنگ و بو را
فزونش کم کمِ او بیش کردن — دگرگوں بر مرادِ خویش کردن
بمنج و راحتِ او دل نہ بستن — طلسمِ نہ سپہرِ او شکستن
فسردن در فتن چو پیکانِ ضمیرش — ندادن گندمِ خود باشعیرش

شکوہِ خسروی این است این است
ہمیں ملک است کو تو ام بدین است

قمر العلوم
قمر سیالوی روڈ
گجرات
053-3526063
0300-9626100

- ایک روز دونوں جہان فکر کے شکار ہوں گے اور اس کی کمندِ تابدار میں آجائیں گے۔
- اگر تُو ان دونوں جہانوں کو اپنی گرفت میں لے آئے، پھر ساری کائنات کی موت سے بھی تُو نہیں مرتا۔
- بیابانِ طلب میں سُست رفتاری سے نہ چل، پہلے اس عالم کو قابو کر جو تیرے اندر ہے (عالمِ انفس)
- اگر تو کمزور ہے تو تسخیرِ انفس سے زبردست ہو جا، اگر تو اللہ تعالیٰ کا قرب چاہتا ہے تو پہلے اپنے قریب ہو۔
- اگر تُو اپنی تسخیر میں کامیاب ہو جائے تو تیرے لیے تسخیرِ آفاق آسان ہو جائے گی۔
- مبارک ہوگا وہ دن جب تو اس کائنات کی تسخیر کرلے اور ان تُو آسمانوں کا سینہ چھید دے۔
- پھر چاند تجھے سجدہ کرے گا، اور تو اپنی فکر کی موجِ درد سے کمند ڈال سکے گا۔
- پھر تُو اس دیرِ کہن میں خود مختار ہوگا۔ اور بتوں (مقاصد) کو اپنی خواہش کے مطابق تراشے گا۔
- پھر تو اس جہانِ چار سو کو (جو روشنی، رنگ اور بو کا جہان ہے) اپنی مٹھی میں لے آئے گا۔
- پھر تو اس کے زیادہ کو کم اور کم کو زیادہ کر سکے گا، اپنی مرضی کے مطابق اس میں تبدیلی لا سکے گا۔
- اس کے تُو جہانوں کے طلسم کو توڑنے کا مطلب یہ ہے کہ یہاں کے رنج و راحت سے دل نہ لگایا جائے۔
- اس کے ضمیر میں تیر کی طرح اُترا جائے، اور اپنی گندم کو (قیمتی متاع) اس کے جَو کے عوض نہ دیا جائے۔
- بس یہی شکوہِ خسروی ہے، یہی سلطنت ہے جو دین کے ساتھ جڑواں ہے۔

سوال (۲)

چہ بحر است ایں کہ علمش ساحل آمد؟
ز قعرِ او چہ گوہر حاصل آمد؟

جواب

حیاتِ پُرنفس بحرِ روانے
شعور و آگہی او را کرانے

چہ دریائے کہ ژرف و موجدار است
ہزاراں کوہ و صحرا برکنار است

مپرس از موج ہائے بیقرارش
کہ ہر موجش بروں جست از کنارش

گذشت از بحر و صحرا زمانے داد
نگہ را لذتِ کیف و مکے داد

ہر آں چیزے کہ آید در حضورش
منور گردد از فیضِ شعورش

بخلوت مست و صحبت ناپذیر است
ولے ہر شے ز نورش مستنیر است

سوال (۲)

- یہ کیا سمندر ہے علم جس کا ساحل ہے ؟
اور اس کی تہ سے کون سا موتی حاصل ہوتا ہے ؟

جواب

- حیاتِ انسانی بحرِ رواں ہے، اور شعور و آگہی اس کا کنارا ہے۔
- یہ دریا بہت گہرا ہے اور اس کی سطح پر کئی موجیں اٹھتی ہیں،
اس کے کنارے پر کئی ہزار کوہ و صحرا ہیں۔
- اس کی بے قرار موجوں کی بات نہ کر،
ہر موج کنارے سے باہر نکلی پڑتی ہے۔
- موج بحر سے باہر نکل کر صحرا کو نمی عطا کرتی ہے،
اسی سے نگاہ کو کیفیت اور یکیت کی لذت حاصل ہوتی ہے۔
- جو چیز اس کے سامنے آتی ہے،
وہ اس کے شعور سے فیضیاب اور منور ہو جاتی ہے۔
- یہ اپنی خلوت میں مست ہے اور صحبت کو پسند نہیں کرتی،
اس کے باوجود ہر چیز اس کے نور سے منور ہے۔

نخستیں می نماید مُستنیرش — کند آخر بآئینے اسیرش
شعورش با جہاں نزدیک تر کرد — جہاں او را ز راز او خبر کرد
خرد بندِ نقاب از رخ کشودش — ولیکن نطق عریاں تر نمودش

نگنجد اندریں دیرِ مکافات
جہاں او را مقامے از مقامات

بروں از خویش می بینی جہاں را — درو دشت و یم و صحرا و کاں را
جہانِ رنگ و بو گلدستۂ ما — ز ما آزاد و ہم وابستۂ ما
خودی او را بیک تارِ نگہ بست — زمین و آسمان و مہر و مہ بست
دلِ ما را باو پوشیدہ راہے است — کہ ہر موجود ممنونِ نگاہے است
گر او را کس نہ بیند زار گردد — اگر بیند یم و کہسار گردد
جہاں را فربہی از دیدنِ ما — نہالش رُستہ از بالیدنِ ما
حدیثِ ناظر و منظور راز ہے است — دلِ ہر ذرہ در عرضِ نیازے است
تو اے شاہد مرا مشہود گرداں — ز تشریفِ یک نظر موجود گرداں
کمالِ ذاتِ شے موجود بودن — برائے شاہدے مشہود بودن
ز دانش در حضورِ ما نبودن — منور از شعورِ ما نبودن!
جہاں غیر از تجلی ہائے ما نیست — کہ بے ما جلوۂ نور و صدا نیست

Marfat.com

- پہلے اپنے نور سے اشیاء کو دکھاتی ہے، بعد میں انھیں آئین سے مقید کر لیتی ہے۔
- اس کے شعور نے اسے کائنات سے نزدیک تر کر دیا، پھر جہان نے اسے اسکے راز کی خبر دی۔
- خرد نے جہان کے چہرے سے نقاب ہٹایا، لیکن نطق نے اسے اور زیادہ عُریاں کر دیا۔
- حیات اس دیرِ مکافات (دنیا) میں نہیں سماتی، یہ جہان اس کے (سفر کے مختلف) مقامات میں سے ایک مقام ہے۔
- تُو اس جہان اور اس کے بیابانوں، دریاؤں، صحراؤں، سمندروں اور کانوں کو اپنے سے باہر دیکھتا ہے۔
- (نہیں) یہ جہانِ رنگ و بو تو ہمارا گلدستہ ہے، یہ ہم سے آزاد بھی ہے اور ہم سے وابستہ بھی۔
- خودی نے اس جہان کی اشیاء، زمین و آسمان اور مہر و مہ کو ایک تارِ نگاہ سے باندھ رکھا ہے۔
- ہمارے دل کا اس جہان کے ساتھ پوشیدہ تعلق ہے، کیونکہ ہر موجود چاہتا ہے کہ کوئی اسے دیکھنے والا ہو۔
- اگر کوئی اسے نہ دیکھے تو وہ غمزدہ ہوتا ہے، اگر اسے دیکھے تو پھر کوہ و صحرا بن جاتا ہے۔
- ہمارے دیکھنے سے جہان کی افزونی ہے، اس کے درختوں کی نمو ہماری نمو سے ہے۔
- ناظر و منظور کی بات ایک راز ہے، ہر ذرّے کا دل یہ عرض کر رہا ہے :
- "اے شاہد! تُو مجھے مشہود بنا، اپنی ایک نظر کے فیض سے مجھے موجود بنا۔"
- کسی شے کی ذات کا کمال موجود ہونا ہے، یعنی یہ کہ کوئی شاہد اسے مشہود بنا دے۔
- اور کسی شے کا زوال یہ ہے کہ وہ ہماری نظر میں نہ ہو اور ہمارے شعور سے منور نہ ہو۔
- ہماری تجلّیات کے بغیر جہان کچھ نہیں، ہمارے بغیر روشنی اور آواز کا کوئی اظہار نہیں۔

Marfat.com

تو ہم از صحبتش یاری طلب کن　　نگہ را از خدم پیشش ادب کن

'یقیں می داں کہ شیرانِ شکاری

دریں رہ خواستند از مور یاری'

بیا ریہائے او از خود خبر گیر　　تو جبریلِ امینی بال و پر گیر

بہ بسیاری کشا چشمِ خرد را　　کہ دریابی تماشائے اَحد را

نصیبِ خود ز بوسے پیرہن گیر　　بہ کنعاں نکہت از مصر دمن گیر

خودی صیاد و نخچیرش مہ و مہر　　اسیرِ بندِ تدبیرش مہ و مہر

چو آتش خویش را اندر جہاں زن!

شبیخوں بر مکاں و لامکاں زن!

Marfat.com

- تُو بھی اس کی صحبت سے فائدہ اُٹھا،
اور اس کے خم و پیچ سے اپنی نگاہ کی تربیت کر۔
- سمجھ لے کہ اس راہ میں شکاری شیر،
چیونٹی سے بھی مدد لے لیتے ہیں۔
- تُو اس کی دوستی سے خود آگاہی حاصل کر،
تُو جبرئیلِ امیں (کی مانند تدبیرِ کائنات کرنے والا) ہے،
بال و پَر حاصل کر۔
- چشمِ خرد سے کثرت کا تماشا کر تاکہ تُو اَحد کا نظارہ کر سکے،
(کائنات پر غور و فکر سے معرفتِ الٰہی بھی حاصل ہوتی ہے اور
انسان کی اپنی صلاحیتیں بھی اجاگر ہوتی ہیں)
- پیرہن کی خوشبو سے اپنا حصّہ لے،
کنعاں میں رہتے ہوئے مصر سے آنے والی خوشبو پالے۔
(جیسے یعقوبؑ نے کنعاں میں بیٹھے ہوئے قمیصِ یوسفؑ کی
خوشبو پالی تھی۔)
- خودی شکاری ہے مہ و مہر اس کا شکار ہیں،
کائنات اس کی تدبیر کے بند میں اسیر ہے۔
- تُو آتش ہے، اپنے آپ کو جہان میں ڈال،
(اور اس طرح) مکان و لامکاں پر شبخون مار۔

چو لنگ است او سکون را دوست دارد
نه بیند مغز و دل بر پوست دارد

حقیقت را چو ما صد پاره کردیم
تمیزِ ثابت و سیارہ کردیم

خرد در لامکاں طرحِ مکاں بست
چو زنّارے زماں را بر میاں بست

زماں را در ضمیرِ خود ندیدم
مہ و سال و شب و روز آفریدم

مہ و سالت نمی ارزد بیک جو
بحرفِ "کم لبثتم" غوطہ زن شو

بخود رس از سرِ ہنگامہ برخیز
تو خود را در ضمیرِ خود فرو ریز

تن و جاں را دو تا گفتن کلام است
تن و جاں را دو تا دیدن حرام است

بجاں پوشیدہ رمزِ کائنات است
بدن حالے ز احوالِ حیات است

عروسِ معنی از صورت حجاب است
نمودِ خویش را پیرایہ ہا بست

حقیقت روئے خود را پردہ باف است
کہ او را لذتے در انکشاف است

بدن را تا فرنگ از جاں جدا دید
نگاہش ملک و دیں را ہم دو تا دید

کلیسا سبحہ پطرس شمارد
کہ او با حاکمی کارے ندارد

بکارِ حاکمی مکر و فنے ہیں
تنِ بے جان و جانِ بے تنے ہیں

خرد را با دلِ خود ہم سفر کن
یکے بر ملتِ ترکاں نظر کن

Marfat.com

- چونکہ عقل لنگڑی ہے اس لیے وہ بیٹھ رہنا پسند کرتی ہے۔
وہ مغز کو نہیں دیکھتی صرف چھلکے سے لگاؤ رکھتی ہے۔
- جب ہم نے حقیقت کے سینکڑوں ٹکڑے کر دیے تو اس سے ثابت و سیارہ کی تمیز پیدا ہوئی۔
- خرد نے لامکان کے اندر مکان کی بنیاد رکھی، اور پھر زمان کو زنار کی طرح مکان کے گرد لپیٹ لیا۔
- ہم نے اپنے اندر زماں کو دیکھنے کی کوشش کی، اور مہ و سال اور شب و روز پیدا کر لیے۔
(اللہ تعالیٰ کے نزدیک وقت ایک بسیط آنِ واحد ہے، وہ ماضی، حال اور مستقبل میں منقسم نہیں)
- مہ و سال کی کوئی حیثیت نہیں، قرآنِ پاک کے الفاظ "كَمْ لَبِثْتُمْ" پر غور کر۔
(قیامت کے روز جب کفار سے پوچھا جائے گا کہ تم دنیا میں کتنا عرصہ رہے تو وہ کہیں گے ایک دن یا اس سے کم)
- اپنے آپ تک پہنچ، باہر کے ہنگامے چھوڑ، تو آپ اپنے ضمیر کے اندر اتر جا۔
- تن و جاں کو الگ الگ کہا تو جا سکتا ہے، مگر انہیں الگ الگ سمجھنا حرام ہے۔
- جان کے اندر کائنات کا راز پوشیدہ ہے، بدن احوالِ حیات میں سے ایک حال ہے۔
(ع ارتباطِ حرف و معنی اختلاطِ جان و تن)
- معنی کی دلہن صورت (اختیار کر کے اسم) سے اپنی آرائش کرتی ہے،
(گویا) وہ اپنی نمود کے لیے مختلف لباس پہنتی ہے۔
- حقیقت اپنے چہرے پر پردے ڈالتی ہے کیونکہ اسے منکشف ہونے سے لذت حاصل ہوتی ہے۔
- جب فرنگ نے بدن کو روح سے الگ دیکھا تو پھر اس نے حکومت اور مذہب کو بھی جدا جدا کر دیا۔
- کلیسا صرف پطرس کی تسبیح شمار کرتا رہا، اسے حکومت سے کوئی سروکار نہ رہا۔
- اسی کا نتیجہ ہے کہ وہاں حکومت مکر و فن پر مبنی ہے، تن بے جان ہو گیا اور جان بے تن۔
- تو عقل کو دل کے ساتھ لے کر سفرِ (حیات) کر ذرا ترک قوم کو دیکھ۔

Marfat.com

به تقلیدِ فرنگ از خود رمیدند
میانِ ملک و دیں ربطے ندیدند

'یکی' را آں چناں صد پارہ دیدیم
عدد بہرِ شمارش آفریدیم

کہن دیرے کہ بنیادش خاک است؟
دمے از سرگذشتِ ذات پاک است

حکیماں مردہ را صورت نگارند!
یدِ موسیٰؑ و دمِ عیسیٰؑ ندارند!

دریں حکمت دلم چیزے ندید است
برائے حکمتِ دیگر تپید است

من ایں گویم جہاں در انقلاب است
درونش زندہ و در پیچ و تاب است

ز اعداد و شمارِ خویش بگذر
یکے در خود نظر کن پیش بگذر

دماں عالم کہ جزو از کل فزون است
قیاسِ رازی و طوسی جنون است

زمانے با اربطو آشنا باش
دمے با سازِ بیکن ہم نوا باش

ولیکن از مقامِ شاں گذر کن
مشو گم اندریں منزل سفر کن

بآں عقلے کہ داند بیش و کم را
شناسد اندرونِ کان و یم را

جہانِ چند و چوں زیرنگیں کن
بگردوں ماہ و پروین را کمیں کن

ولیکن حکمتِ دیگر بیاموز
رہاں خود را ازیں مکرِ شب و روز

مقامِ تو بروں از روزگار است
طلب کن آں کہ بے یار است

Marfat.com

- کہ فرنگیوں کی تقلید میں وہ اپنے آپ سے دُور ہو گئے، اصولِ ملک دین میں کوئی ربط نہ دیکھا۔
- ہم نے وحدت کو اس طرح سینکڑوں ٹکڑوں میں منقسم دیکھا، کہ اسے شمار کرنے کے لیے اعداد ایجاد کر لیے۔
- یہ کہن دیر (کائنات۔ مکان) جسے تُو دیکھتا ہے محض ایک مشتِ خاک ہے،
  (مگر) یہ ذاتِ پاک (اللہ تعالیٰ) کی سرگزشت کا ایک لمحہ ہے۔
- فلاسفہ مُردے کے بدن کی آرائش کرتے رہے، کیونکہ ان کے پاس نہ یدِ بیضا تھا، نہ دمِ عیسیٰؑ۔
- میرے دل نے ان کی حکمت میں کچھ نہیں دیکھا، وہ ایک اور حکمت (دانشِ نورانی) کے لیے تڑپ رہا ہے۔
- میں یہ کہتا ہوں کہ کائنات انقلاب میں سے گزر رہی ہے، اس کا اندرون زندہ ہے اور پیچ و تاب کھا رہا ہے۔
- تو اعداد و شمار سے آگے نکل، ذرا اپنے اندر نظر ڈال اور آگے بڑھتا جا۔
- یہ عالم جہاں جز (انسان) کُل (کائنات) سے بڑھ کر ہے،
  رازی اور طوسی کا قیاس محض جنوں ہے۔
- بیشک تھوڑی دیر کے لیے ارسطو سے دوستی رکھ، کچھ وقت بیکن کے ساز کا ہمنوا رہ۔
- لیکن ان کے مقام سے آگے نکل جا، ان کی منزل میں گم نہ ہو جا، اپنا سفر جاری رکھ۔
- وہ عقل جو بیش و کم جانتی ہے، اور جو کان اور سمندر کے اندرون کو پہچانتی ہے۔
- تو اس کی مدد سے اس جہانِ چند و چوں کو اپنے تحت لا،
  اور آسمان کے ماہ و پرویں کی گھات میں بیٹھ۔
- لیکن وہ جرأت اور حکمت ہے اسے بھی سیکھ اور اپنے آپ کو رات دن کے فریب سے رہا کر۔
- تیرا مقام اس کائنات سے باہر ہے، تو وہ یمین طلب کر جو یسار کے بغیر ہو۔
  (یعنی وہ جہان جو جہت سے آزاد ہے)

Marfat.com

سوال (۴)

قدیم و محدث از هم چوں جُدا شد
کہ ایں عالم شد آں دیگر خُدا شد
اگر معرُوف و عارف ذاتِ پاک است
چہ سود اندر سرِ ایں مشتِ خاک است

جواب

خودی را زندگی ایجادِ غیر است — فراقِ عارف و معروف خیر است
قدیم و محدثِ ما از شمار است — شمارِ ما طلسمِ روزگار است
دما دم دوش و فردای شماریم — بہ ہست و بود و باشد کار داریم
از و خود را بریدن فطرتِ ماست — تپیدن ہا رسیدن فطرتِ ماست
نہ ما را در فراقِ او عیاذے — نہ او را بے وصالِ ما قرارے
نہ او بے ما نہ ما بے او چہ حال است — فراقِ ما فراق اندر وصال است

سوال (۴)

- قدیم اور محدث ایک دُوسرے سے کیسے جُدا ہوئے ،
  کہ محدث جہان بن گیا اور قدیم خدا رہا ۔
- اگر ذاتِ پاک (اللہ تعالیٰ) ہی معروف و عارف ہے ، تو پھر اس مشتِ خاک (انسان) کے سر میں کیا سودا (عشق ذاتِ پاک) سمایا ہے ۔

جواب

- تخلیق ، خودی کی زندگی کا تقاضا ہے ،
  عارف و معروف کا فرق خیر کا باعث ہے ۔
- جسے ہم قدیم اور محدث کہتے ہیں یہ ہمارے اعداد و شمار کا نتیجہ ہے ،
  یہ ہمارے تصورِ زمان کا کرشمہ ہیں ۔
- ہم ہر وقت گزشتہ اور آئندہ دنوں کا شمار کرتے رہتے ہیں ،
  ہماری سوچ ماضی ، حال اور مستقبل سے وابستہ ہے ۔
- اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ سے جُدا رکھنا ،
  تڑپنا اور (مقصود تک) نہ پہنچنا ہماری فطرت ہے ۔
- نہ اس کے فراق سے ہماری قدر و قیمت (کم ہوتی) ،
  نہ اسے ہمارے وصل کے بغیر قرار ہے ۔
- نہ وہ ہمارے بغیر ، نہ ہم اس کے بغیر ۔ یہ کیا صورتِ حال ہے ؟
  ہمارا فراق ، فراق اندر وصال ہے ۔

Marfat.com

جُدائی خاک را بخشد نگاهے
دہد سرمایۂ کوہے بکاہے

جُدائی عشق را آئینہ دار است
جُدائی عاشقاں را سازگار است

اگر ما زندہ ایم از دردمندی است
وگر پائندہ ایم از دردمندی است

من و او چیست؟ اسرار الٰہی است
من و او بر دوام ما گواہی است

بخلوت ہم بجلوت نورِ ذات است
میانِ انجمن بیرون حیات است

محبت دیدہ ور بے انجمن نیست
محبت خود نگر بے انجمن نیست

بہ بزمِ ما تجلّی ہا ست بنگر
جہانِ ناپیدا و پیدا ست بنگر

در و دیوار و شہر و کاخ و کو نیست
کہ اینجا ہیچکس جز ما و او نیست

گہے خود را ز ما بیگانہ سازد
گہے ما را چو سازے می نوازد

گہے از سنگ تصویرش تراشیم
گہے نادیدہ بر دے سجدہ پاشیم

گہے ہر پردۂ فطرت دریدیم
جمالِ یار بے باکانہ دیدیم

چہ سود اندر سرِ این مشتِ خاک است؟
ازیں سود اندرونش تابناک است

چہ خوش سود اکہ نالد از فراقش
ولیکن ہم ببالد از فراقش

فراقِ او چناں صاحب نظر کرد
کہ شامِ خویش را بر خود سحر کرد

خودی را دردمندِ امتحاں ساخت
غمِ دیرینہ را عیشِ جواں ساخت

گہر ہا سلک سلک از چشمِ تر برد
ز نخلِ ما تبے شیریں ثمر برد

- جدائی آدمِ خاکی کو نگاہ عطا کرتی ہے ۔ یہ تنکے کو پہاڑ کی سطوت عطا کرتی ہے ۔
- جدائی عشق پیدا کرنے کا سبب بنتی ہے ، جدائی عاشقوں کو راس آتی ہے ۔
- اگر ہم زندہ ہیں تو (عشق کی) دردمندی کے سبب زندہ ہیں اور اسی کی وجہ سے ہمیں پائندگی حاصل ہے ۔
- "ہیں" اور "وہ" کیا ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے اسرار ہیں ، میرا اور اس کا الگ الگ وجود ہمارے دوام کا ثبوت ہے ۔
- خلوت اور جلوت دونوں جگہ ذاتِ باری تعالیٰ کا نور ہے ، انجمن میں ہونا ہی زندگی ہے ۔
- انجمن کے بغیر محبت صاحبِ نظر نہیں ہو سکتی ، نہ انجمن کے بغیر محبت اپنے آپ کو دیکھ سکتی ہے ۔
- ہماری بزم میں (اس کی) تجلیات ہیں ۔ دیکھ ! جہاں موجود نہیں صرف وہی موجود ہے ۔ دیکھ !
- یہ در و دیوار ، یہ محل اور شہر نہیں ہیں ، یہاں اس کے اور ہمارے سوائے اور کچھ نہیں ۔
- کبھی وہ اپنے آپ کو ہم سے بیگانہ رکھتا ہے اور کبھی ہمیں ساز کی طرح نوازتا ہے ۔
  (ہمارے اندر سے نغمے پیدا کرتا ہے)
- کبھی ہم پتھر سے اس کی تصویر تراشتے ہیں اور کبھی اسے دیکھے بغیر سجدے کرتے ہیں ۔
- کبھی ہم فطرت کے ہر پردے کو چاک کر دیتے ہیں اور دوست کے جمال کا بے باکانہ نظارہ کرتے ہیں ۔ (معراج کی طرف اشارہ ہے)
- مشتِ خاک کے سر میں یہ کیا سودا سمایا ہے ؟ اسی سودا سے تو اس کا اندرون روشن ہے ۔
- یہ کیسا پیارا سودا ہے کہ انسان اس کے فراق میں نالہ و فریاد بھی کرتا ہے ، لیکن یہی فراق اسے ترقی کے مدارج بھی طے کراتا ہے ۔
- فراق نے اسے اتنا صاحبِ نظر کر دیا کہ اس نے اپنے (فراق کی) رات کو اپنے لیے سحر بنا لیا ۔
- (انسانی) خودی کو (فراق کے) امتحان میں ڈال کر دردمندی عطا کی ، (اور اس طرح) اس کے غم کہنہ کو عیشِ جواں بنا دیا ۔
- اس نے اپنی چشمِ تر کے آنسوؤں سے موتیوں کی لڑیاں حاصل کیں ، گویا "نخلِ ماتم" سے میٹھا پھل پایا ۔ ("نخلِ ماتم" محرم کے دنوں سے متعلق اصطلاح ہے)

خودی را تنگ در آغوش کردن
فنا را با بقا هم دوش کردن

محبت؟ درگزیدن مقامات
محبت؟ درگذشتن از نهایات

محبت ذوقِ انجامے ندارد
طلوعِ صبحِ او شامے ندارد

براہش چوں خرد پیچ و خمے ہست
جہانے در فروغِ یک دمے ہست

ہزاراں عالم افتد در رہِ ما
بہ پایاں کے رسد جولانگہِ ما

مسافر! جاوداں نی جاوداں میر
جہانے را کہ پیش آید فرا گیر

بہ بحرش گم شدن انجامِ ما نیست
اگر او را تو در گیری فنا نیست

خودی اندر خودی گنجد محال است!
خودی را عینِ خود بودن کمال است!

Marfat.com

- خودی کو پوری طرح اپنا لینا، گویا فنا اور بقا کو اکٹھا کر دینا ہے۔
- محبت کیا ہے؟ مقامات کو اپنے قبضے میں کرنا،
  محبت کیا ہے؟ نہایات سے گزر جانا (محبت کی انتہا کوئی نہیں)
- محبت میں اختتام کی بات نہیں، اس کی روشن صبح کبھی شام میں تبدیل نہیں ہوتی۔
- اگرچہ خرد کی طرح اس کی راہ میں (بھی) پیچ و خم ہے،
  (مگر) اس کا جہان ایسی چمک سے (عبارت) ہے، جو ایک دم ظاہر ہوتی ہے۔
- ہمارے راستے میں کئی جہان آتے ہیں،
  ہماری کوشش کا میدان کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔
- مسافرِ (راہِ عشق) ہار بار فنا ہو اور ہر بار نئی زندگی پا،
  جو جہان تیرے سامنے آئے، اسے اپنے قبضے میں کر لے۔
  (ایک جہان میں مرنا دوسرے جہان میں زندگی پانا ہے)
- اللہ تعالیٰ کے بحر میں گم ہو جانا ہمارا انجام نہیں ہے،
  اگر تُو اسے اپنا لے، تو پھر تیرے لیے فنا نہیں۔
- خودی کا خودی میں سما جانا محال ہے،
  خودی کا اپنا آپ بننا ہی اس کا کمال ہے۔

؎ کہتا ہے کون وصل میں رہتا نہیں وجودِ ذات
قطرے کی بات اور ہے گوہر کی شان اور ہے

Marfat.com

سوال (۵)

که من باشم مرا از 'من' خبر کن
چه معنی دارد اندر خود سفر کن؟

جواب

خودی تعویذ حفظِ کائنات است — نخستیں پرتوِ تابش حیات است
حیات از خوابِ خویش بیدار گردد — درونش چوں یکی بسیار گردد
نہ او را بے نمودِ ما کشودے — نہ ما را بے کشودِ او نمودے
ضمیرش بحرِ ناپیدا کنارے — دلِ ما قطرہ موجِ بیقرارے
سرودِ برگِ شکیبائی ندارد — بجز افراد پیدائی ندارد
حیات آتش خودی ہا چوں شرر ہا — چو انجم ثابت و اندر سفر ہا

Marfat.com

سوال (۵)

- مَیں کون ہوں ؟ مجھے "میں" کی خبر دیں ،
"اپنے اندر سفر کر" کے کیا معنی ہیں ؟

جواب

- خودی کائنات کی حفاظت کے لیے تعویذ ہے ،
خودی کا پہلا پرتو حیات ہے۔
- جب حیات کے اندر وحدت کثرت بنی ،
تو وہ گہری نیند سے بیدار ہوئی۔
- نہ ہماری نمود کے بغیر اس کی صفات کا اظہار ہے ،
اور نہ اس کے اظہار کے بغیر ہماری نمود ہے۔
- خودی کا ضمیر بحرِ ناپیدا کنار ہے ،
اس بحر کے ہر قطرہ کے اندر موجِ بیقرار پوشیدہ ہے۔
- خودی استراحت ناآشنا ہے ،
اس کا اظہار افرادِ (انسانی) کے علاوہ اور کسی شے میں نہیں۔
- حیات آگ ہے اور انسانی خودی شراروں کی مانند ہے ،
یہ شرارے ستاروں کی طرح اپنی جگہ قائم بھی ہیں اور اپنا سفر بھی جاری رکھتے ہیں۔

Marfat.com

زخود نارفته بیرون غیر بین است
میانِ انجمن خلوت نشین است

یکے بس گر بخود پیچیدنِ او
زخاکِ پے سپر بالیدنِ او

نہاں از دیدہ ہا در لاے دیدے
دمادم جستجوئے رنگ و بوے

زسوزِ اندروں در جست و خیز است
بآئینے کہ با خود در ستیز است

جہاں را از ستیزِ او نظامے
کفِ خاک از ستیز آئینہ فامے

نریزد جز خودی از پرتوِ او
نخیزد جز گہر اندر زوادا

خودی را پیکرِ خاکی حجاب است
طلوعِ او مثالِ آفتاب است

درونِ سینۂ ما خاورِ او
فروغِ خاکِ ما از جوہرِ او

تو می گوئی مرا از 'من' خبر کن
چہ معنی دارد اندر خود سفر کن؟

ترا گفتم کہ ربطِ جان و تن چیست
سفر در خود کن و رنگر کہ 'من' چیست

سفر در خویش بے زادن بے اب و ام
ثریا را گرفتن از لبِ بام

ابد بردن بیک دم اضطرابے
تماشا بے شعاعِ آفتابے

ستردن نقشِ ہر امید و بیمے
زدن چاکے بدریا چوں کلیمے

شکستن این طلسمِ بحر و بر را
ز انگشتے شگافیدن قمر را

چناں باز آمدن از لامکانش
درونِ سینہ او در کفِ جانش

ولے این راز را گفتن محال است
کہ دیدن شیشہ و گفتن سفال است

Marfat.com

- یہ اپنے آپ کو نظر انداز کیے بغیر غیر کو بھی اپنے سے باہر دیکھتی ہے (گویا) یہ انجمن کے درمیان خلوت نشین ہے۔
- ذرا اس کا اپنے آپ سے وابستہ رہنا دیکھو وہ کس طرح خاکِ پامال سے ابھرتی اور نشو و نما پاتی ہے۔
- اسکی کشمکش آنکھوں سے پوشیدہ ہے، وہ ہر دم رنگ و بو کی جستجو (کائنات کے راز جاننے) میں رہتی ہے۔
- وہ اپنے سوزِ اندرون کے سبب جد و جہد میں مصروف اور ہر دم اپنے آپ سے نبرد آزما ہے۔
- اسکی جد و جہد سے جہاں کا نظام قائم ہے اور اس سے خود انسان کی خاک آئینے کی مانند چمکدار ہو جاتی ہے۔
- خودی کے پرتو سے سوائے خودی کے کچھ پیدا نہیں ہوتا اس کے سمندر کے اندر سے سوائے موتی کے کچھ نہیں نکلتا۔
- خودی کے لیے پیکرِ خاکی حجاب ہے، یہ بدن کے اندر سے ایسے طلوع ہوتی ہے، جیسے سورج۔
- ہمارا سینہ اس کا مطلع ہے، ہماری خاک کی تابانی اس کے جوہر کی مرہونِ منت ہے۔
- تو کہتا ہے کہ مجھے "میں" کی خبر دو (مجھے بتاؤ کہ "اپنے اندر سفر کرنے" کے کیا معنی ہیں؟
- مَیں تمھیں بتا چکا ہوں کہ جان و تن کا ربط کیا چیز ہے، اب اپنے اندر سفر کر اور دیکھ کہ "میں" کیا ہے؟
- اپنے اندر سفر؟ ماں باپ کے بغیر (از سرِ نو) پیدا ہونا ہے، یہ چھت کے کنارے سے ثریا کو پکڑ لینا ہے۔
- یہ ایک لمحہ کے اضطراب سے ابد پا لینا ہے، یہ سورج کی روشنی کے بغیر (اپنے اندر کی روشنی سے) نظارہ کرنا ہے۔
- یہ ہر امید و خوف کا نقش مٹا دینا اور موسیٰ کی طرح دریا کو دو ٹکڑے کر دینا ہے۔
- (سامنے سمندر تھا، پیچھے فرعون کا لشکر، مگر موسیٰ پر گھبراہٹ طاری نہ ہوئی)
- یہ اس بحر و بر کے طلسم کو توڑنا، اور انگلی کے اشارے سے چاند کو دو ٹکڑے کر دینا ہے۔ (معجزہ شق القمر کی طرف اشارہ ہے)
- یہ اللہ تعالیٰ کے لامکاں سے اس طرح واپس آنا ہے،
  کہ سینے کے اندر وہ ہو اور اس کا جہان مٹھی میں ہو۔
  (واقعہ معراج کی طرف اشارہ ہے)
- مگر اس راز کو بیان کرنا مشکل ہے، دیدنی شیشہ ہے اور بیان سفال۔

Marfat.com

چہ گویم از منِ و از توش و تابش — کند اِنّا عَرَضنا بے نقابش
فلک را لرزہ بر تن از فرِ او — زمان و ہم مکاں اندر برِ او
نشیمن را دلِ آدم نہاد است — نصیبِ مشتِ خاکے اوفتاد است
جدا از غیر و ہم وابستۂ غیر — گم اندر خویش و ہم پیوستۂ غیر
خیال اندر کفِ خاکے چسان است؟ — کہ سیرش بے مکان و بے زمان است!
بزندان است و آزاد است! ایں چیست؟ — کمند و صید و صیاد است! ایں چیست؟
چرا غے در میانِ سینۂ تست — چہ نور است ایں کہ در آئینۂ تست؟

مشو غافل کہ تو دراسینی
چہ نادانی کہ سوے خود نہ بینی!

Marfat.com

- "میں" کا اور اس کی تاب و تواں کا کیا بیان کروں ،
آیۂ جلیلہ "اِنَّا عَرَضْنَا" اسے بے نقاب کر رہی ہے ۔
(امانت کا بوجھ جو کسی اور نے نہ اُٹھایا وہ انسان نے اُٹھالیا)
- اس کی شان و شوکت سے فلک لرزہ براندام ہے ،
زمان و مکاں دونوں اس کے پہلو (گرفت) میں ہیں ۔
- خودی نے آدم کے دل میں اپنا نشیمن بنایا ،
(سبحان اللہ!) اسے پانا مشتِ خاک کے نصیب میں ہُوا ۔
- یہ غیر سے جدا بھی ہے اور اس سے وابستہ بھی ،
اپنے اندر گم بھی ہے اور دُوسروں سے پیوستہ بھی ۔
- کفِ خاک کے اندر "تفکر" اس طرح ہے کہ ،
اس کی سیر زمان و مکاں سے ماورا ہے ۔
- خودی قید خانے میں بھی ہے اور آزاد بھی ۔ یہ کیا ماجرا ہے ؟
یہ شکاری بھی ہے کمند بھی اور شکار بھی ۔
(بدن میں قید بھی ہے اور اس کی تنگ و تاز بدن سے ماورا بھی ہے)
- تیرے سینے کے اندر چراغ (خودی) ہے ،
یہ عجیب نور ہے جو تیرے (قلب کے) آئینے میں ہے ۔
- غافل نہ ہو، تُو اس نُورِ خودی کا امین ہے ،
تُو کتنا نادان ہے کہ اپنے آپ کی طرف نہیں دیکھتا ۔

سوال (۶)

چہ جز واست آنکہ او از کل فزون است؟
طریقِ جستنِ آں جزو چون است؟

جواب

خودی زاندازہ ہائے ما فزون است
خودی زاں کل کہ تو بینی فزون است

ز گردوں بار بار افتد کہ خیزد
بہ بحرِ روزگار افتد کہ خیزد

جز او در زیرِ گردوں خود نگر کیست؟
بہ بے بالی چناں پرواز گر کیست؟

بظلمت ماندہ و نورے در آغوش!
بروں از جنت و حورے در آغوش!

باں نطقے دل آویزے کہ دارد
ز قعرِ زندگی گوہر برآرد

ضمیرِ زندگانی جاودانی است
بچشمِ ظاہرش بینی زمانی است

بتقدیرش مقامِ ہست و بود است
نمودِ خویش و خطِ بیں نمود است

Marfat.com

سوال (۶)

- وہ "جزو" کیا ہے جو کل (کائنات) سے بڑھ کر ہے ؟
  اور اس جزو کو پانے کا طریقہ کیا ہے ؟

جواب

- خودی ہمارے اندازے سے بھی بڑھ کر ہے ،
  اور اس کُل سے بھی (جسے تُو دیکھتا ہے)
- (یہ آسمانی چیز ہے اور) آسمان سے بار بار گِرتی ہے تاکہ اُٹھے ،
  یہ زمانے کے سمندر میں گِرتی ہے تاکہ اُبھرے۔
- آسمان کے نیچے اس کے علاوہ اور کون خود نگر ہے ؟
  پر و بال کے بغیر اس کی طرح اور کون بلند پرواز ہے ؟
- یہ (بدن کی) ظلمت میں ہوتی ہوئی اپنی آغوش میں نُور رکھتی ہے ،
  یہ جنت سے باہر ہے، مگر حور اس کے پہلو میں ہے ۔
- دل لبھانے والی قوتِ گویائی کے باعث ،
  یہ دریائے زندگی کی تہ سے موتی نکال لاتی ہے۔
- ضمیرِ حیات جاودانی ہے ،
  اگرچہ ظاہر کی آنکھ سے دیکھا جائے تو یہ زمانی نظر آتا ہے ۔
  مقامِ ہست و بود (دُنیا) میں رکھا جانا اس کی تقدیر ہے ، اسی سے اس کی نمود
  (صلاحیتوں کا اظہار) ہے اور پھر یہ اپنی نمود کی حفاظت بھی کرتی ہے ۔

Marfat.com

چرا پرسی چگونہ است و چہ گونہ نیست
کہ تقدیر از نہاد او برون نیست

چہ گویم از چگونی و بے چگونش
بروں مجبور و مختار اندرونش

چنیں فرمودہ سلطانِ بدر است
کہ ایماں درمیانِ جبر و قدر است

تو مر مخلوق را مجبور گوئی
اسیرِ بندِ زور و زر گوئی

وے جاں از دمِ جاں آفریں است
بچندیں جلوہ ہا خلوت نشیں است

ز جبرِ او حدیثے درمیاں نیست
کہ جاں بے فطرتِ آزاد جاں نیست

شبیخوں بر جہانِ کیف و کم زد
ز مجبوری بمختاری قدم زد

چرا از خود گرد مجبوری فشاند
جہانِ خویش را چوں ناقہ راند

نگردد آسماں بے رخصتِ او
نہ تابد اختر ے بے شفقتِ او

کند بے پردہ روزے مضمرش را
بچشمِ خویش بیند جوہرش را

قطارِ نوریاں در رہگذار است
پے دیدار او در انتظار است

شرابِ او فرشتہ از تاکش بگیرد
عیارِ خویش از خاکش بگیرد

چہ پرسی از طریقِ جستجویش
فرو آرد مقامِ ہا بہ ہویش

شبے روزے کہ داری بر ابد زن
فغانِ صبحگاہے بر خرد زن

- تو کیا پوچھتا ہے کہ یہ کیسی ہے اور کیسی نہیں ہے؟ (اتنا سمجھ لے) کہ تقدیر اس کے ضمیر (سرشت) سے باہر نہیں (خود اپنی تقدیر ہے)۔
- یہ کیا ہے اور کیا نہیں ہے، میں اس بارے میں کیا کہوں؟ باہر سے یہ مجبور نظر آتی ہے، مگر اندر سے مختار ہے۔
- جناب رسولِ اکرمؐ کا یہی فرمان ہے کہ "ایمان جبر اور قدر کے درمیان ہے"۔
- تو ہر مخلوق کو مجبور کہتا ہے کیونکہ وہ نزد و دُور (زمان و مکان) کی اسیر ہے۔
- مگر رُوح جو اللہ تعالیٰ کی رُوح میں سے پھونکی ہُوئی ہے، اور اپنے سارے مظاہر کے باوجود خلوت نشین ہے۔
- اس کی مجبوری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا،
اگر رُوح اپنی فطرت کے لحاظ سے آزاد نہیں تو وہ رُوح ہی نہیں۔
- اس نے کم و بیش کے جہان (دنیا) پر شبخون مارا، اور اس طرح مجبوری (بدن میں ہونے) کے باوجود مختاری کی طرف قدم بڑھایا۔
- جب اس نے اپنے آپ سے مجبوری کی گرد جھٹک دی، تو پھر جہان پر سوار ہو کر اسے ناقہ کی طرح چلایا۔ (ع ایام کا مرکب نہیں، راکب ہے قلندر)
- نہ آسمان اس کی اجازت کے بغیر گھومتا ہے، اور نہ ستارہ اس کی توجہ کے بغیر چمکتا ہے۔
- وہ زمانہ کے پوشیدہ دن (آنے والے واقعات) پر سے پردہ ہٹاتی ہے،
اور اپنی نگاہ سے اس کے اندرون میں اُتر جاتی ہے۔
- نوری اس کے راستے میں قطار باندھے کھڑے ہوتے ہیں، اور اسکے دیدار کا انتظار کرتے ہیں۔
- فرشتہ اس کے تاکستان سے شراب حاصل کرتا ہے، اور اسکی خاک کو اپنے لیے معیار ٹھہراتا ہے۔
- تو اسکے طریقِ جستجو کے بارے میں کیا پوچھتا ہے، عشق و مستی کے مقام میں آ (تاکہ تو اسے معلوم کر سکے)
- اپنے شب و روز کو ابد کے مقابلے میں لا، اور فغانِ صبحگاہی سے اپنی عقل کی تربیت کر۔

Marfat.com

خرد را از حواس آید متاعے　　فغاں از عشق می گیرد شعاعے
خرد جز را فغاں کل را بگیرد　　خرد میرد فغاں ہرگز نمیرد
خرد بہرِ ابد طرفے ندارد　　نفس چوں سوزنِ ساعت شمارد
ترا شد روز با شب ہا سحرہا　　بگیرد شعلہ و چندیں شررہا

فغانِ عاشقاں انجامِ کارے است
نہاں در یک دمِ او روزگارے است

خودی تا ممکناتش وا نماید　　گرہ از اندرونِ خود کشاید
ازاں نورے کہ وا بیند نداری　　تو او را فانی و آنی شماری
ازاں مرگے کہ می آید چہ باک است　　خودی چوں پختہ شد از مرگ پاک است
ز مرگِ دیگرے لرزد دلِ من　　دلِ من جانِ من آب و گلِ من
ز کارِ عشق دستی بر فشاندن　　شرارِ خود بجاناں کے ندادن
بدستِ خود کفن بر خود بریدن　　بچشمِ خویش مرگِ خویش دیدن
ترا ایں مرگ ہر دم در کمین است　　بترس از دے کہ مرگِ ما ہمین است

کند گورِ تو اندر پیکرِ تو
بگیرد منکرِ او در برِ تو

Marfat.com

- خرد حواسِ ظاہری سے سامان حاصل کرتی ہے، اور فغانِ عشق سے روشنی پاتی ہے۔
- خردِ "جزو" کو اور عشق "کل" کو گرفت میں لاتا ہے، خرد کو فنا ہے، عشق کو ہرگز فنا نہیں۔
- خرد کا ظرف اتنا نہیں کہ ابد کو سمجھ سکے،
  وہ گھڑی کی سوئی کی طرح وقت کے شمار میں رہتی ہے۔
- خرد دن، رات اور صبح تراشتی ہے، وہ شعلے کو نہیں پکڑتی، شرر چنتی رہتی ہے۔
- اہلِ عشق کا انجامِ کار فغاں ہے، فغاں کے ایک لمحے میں پورا زمانہ نہاں ہے۔
- خودی کا مقصد اپنی ممکنات کا اظہار کرنا اور اپنے اندر کی گرہ کھولنا ہے۔
- جس نور سے خودی دیکھتی ہے وہ تیرے پاس نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ تو اسے فانی اور آنی (لمحاتی) سمجھتا ہے۔
- آنے والی موت کا کیا ڈر خودی جب پختہ ہو جائے تو اسے موت کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی۔
- (البتہ) میرا دل اس دوسری موت سے کانپتا ہے، دل ہی نہیں، بلکہ جان اور بدن بھی۔
- (یہ موت ان پر وارد ہوتی ہے) جو عشق و مستی سے نا آشنا رہتے ہیں،
  جو اپنے (خس و) خاشاک میں خودی کا شرر نہیں ڈالتے۔
- یہ وہ لوگ ہیں، جو اپنے ہاتھ سے اپنے اوپر کفن اوڑھ لیتے ہیں،
  اور موت کو آنکھوں سے دیکھتے ہوئے اس کا شکار ہوتے ہیں۔
- یہ موت ہر دم تیری گھات میں ہے،
  اس سے بچ کہ یہی اصل موت ہے۔
- یہ موت بدن کے اندر تیری قبر کھودتی ہے،
  اس کے منکر نکیر تیرے پہلو میں ہیں۔

Marfat.com

سوال (۷)

مسافر چوں بود در ہر دو کدام است؟
کرا گویم کہ او مردِ تمام است؟

جواب

اگر چشمے کشائی بر دلِ خویش — درونِ سینہ بینی منزلِ خویش
سفر اندر حضر کردن چنین است — سفر از خود بخود کردن ہمین است
کسے اینجا نداند ما کجائیم — کہ در چشمِ مہ و اختر نیائیم
مجو پایاں کہ پایانے نداری — بہ پایاں تا رسی جانے نداری
نہ ما را پختہ پنداری کہ خامیم — بہر منزل تمام و ناتمامیم
بپایاں نا رسیدن زندگانی است — سفر ما را حیاتِ جاودانی است
زماہی تا بمہ جولاں گہِ ما — مکان و ہم زماں گردِ رہِ ما

Marfat.com

سوال (۷)

● مسافر کیسا ہوتا ہے، راہرو کون ہے؟ مردِ کامل کسے کہتے ہیں؟

جواب

● اگر تو اپنے دل پر توجہ کرے تو تجھے اپنے سینہ میں اپنی منزل نظر آئے گی۔

● یہی سفر اندر حضر ہے۔ یہی اپنے آپ سے، اپنے اندر سفر کرنا ہے۔

؎ عمر مُکدیاں مُکدیاں مُک گئی اے
پینڈا یار دے ورد انئیں مُکدا
یار دل دے اندر وَسدا اے
سفر اپنے ای گھر دا انئیں مُکدا

● اس اندرونی سفر میں کوئی نہیں جانتا کہ ہم کہاں ہیں، کیونکہ ہم مہ و اختر کی آنکھ میں نہیں سماتے۔ (اس سفر کا اندازہ مہ و اختر سے نہیں ہو سکتا)

● اپنی انتہا نہ ڈھونڈ، کیونکہ تیری انتہا کوئی نہیں،
انتہا تب ہو اگر تیرے اندر جان (روح) نہ ہو۔

● انتہا تک نہ پہنچنا ہی زندگی ہے،
سفر ہی ہماری حیاتِ جاوداں ہے۔

● ماہی سے ماہ تک ہمارا میدانِ عمل ہے۔
مکان اور زمان دونوں ہماری راہ کی گرد ہیں۔

Marfat.com

بخود پیچیدم و بے تابِ نمودیم — که ما موجیم و از قعرِ وجودیم
دمادم خویش را اندر کمیں باش — گریزاں از گماں سوئے یقیں باش
تب و تابِ محبت را فنا نیست — یقین و دید را نیز انتہا نیست
کمالِ زندگی دیدارِ ذات است — طریقش رستن از بندِ جہات است
چناں با ذاتِ حق خلوت گزینی — ترا او بیند و او را تو بینی
منور شو ز نورِ "مَن یَرَانِی" — مژہ بر ہم مزن تو خود نمانی
بخود محکم گذر اندر حضورش — مشو نا پید اندر بحرِ نورش
نصیبِ ذرہ کن آں اضطرابے — کہ تابد در حریمِ آفتابے
چناں در جلوہ گاہِ یار می سوز — عیاں خود را نہاں او را برافروز

کسے کو "دید" عالم را امام است
من و تو نا تمام او تمام است!

اگر او را نیابی در طلب خیز — اگر یابی بدامانش در آویز
فقیہہ و شیخ و ملا را مدہ دست — مرو مانندِ ماہی غافل از شست
بکارِ ملک و دیں او مردِ راہے است — کہ ما کوریم و او صاحب نگاہے است
مثالِ آفتابِ صبحگاہے — دہد از مہرِ بن موئش نگاہے
فرنگ آئینِ جمہوری نہاد است — رسن از گردنِ دیوے کشاد است

Marfat.com

- ہم اپنے اندر پیچ و تاب کھا رہے ہیں اور اپنی شخصیت کے اظہار کے لیے بے تاب ہیں۔ ہم بحرِ وجود کی تہ سے اُٹھتی ہوئی موجِ (بے قرار) ہیں۔
- تو ہر وقت اپنی گھات میں رہ (اپنی حفاظت کر) اپنے آپ کو گمان سے بچا اور یقین کی طرف آ۔
- جیسے عشق کی تب و تاب کو فنا نہیں (اسی طرح) ایمان و یقین اور نظارۂ جمال کی بھی انتہا نہیں۔
- کمالِ زندگی یہ ہے کہ ذاتِ باری تعالیٰ کا دیدار نصیب ہو،
  اور اس کا طریقہ مکان کی حدود (توڑ کر ان سے) باہر نکلنا ہے۔
- ذاتِ حق تعالیٰ سے اس طرح خلوت حاصل ہو کہ تُو انھیں دیکھے اور وہ تجھے۔
- اپنے آپ کو ان (رسولِ پاکؐ) کے نُور سے منور کر جنھوں نے مَنْ یَّرَانِیْ فرمایا تھا،
  ان پر سے نظر نہ ہٹا ورنہ تُو خود باقی نہیں رہے گا۔
- اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے آپ کو محکم رکھ، اس کے نور کے بحر میں ناپید نہ ہو جا۔
- تیری شخصیت کے ذرّے کو ایسا اضطراب نصیب ہو کہ وہ حریمِ آفتاب میں بھی چمکتا رہے۔
- یار کی جلوہ گاہ میں اس طرح سوختہ ہو کہ ظاہر میں تو چمک اُٹھے اور بباطن وہ چمک جائے۔
- جس نے (حق تعالیٰ کا جمال) دیکھ لیا، وہی جہان کا امام ہے،
  ہم سب نا تمام ہیں، اور وہ مکمل ہے۔
- اگر تُو ایسا راہنما نہ پائے، تو اس کی تلاش میں نکل،
  اور اگر پالے، تو اس کے دامن سے وابستہ ہو جا۔
- کسی فقیہ یا شیخ یا مُلّا کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دے، مچھلی کی طرح کانٹے سے غافل نہ رہ۔
- ایسا کامل شخص ہی دنیوی اور دینی معاملات میں صحیح راہنما ہے،
  ہم سب اندھے ہیں اور وہ صاحبِ نگاہ ہے۔
- آفتابِ صبح کی مانند اس کے ہر بُنِ مُو سے نگاہ پھوٹتی ہے۔
- فرنگ نے جمہوری آئین کی بنیاد رکھ کر دیو کی گردن کو زنجیر سے آزاد کر دیا ہے۔

Marfat.com

نوا بے زخمہ و سازے ندارد
ز بے طیارہ پروازے ندارد

نباغش کشتِ ویرانے نکوتر
ز شہرِ او بیابانے نکوتر

چو رہزن کاروانے در تگ و تاز
شکمہا بہرِ نانے در تگ و تاز

رواں خوابید و تن بیدار گردید
ہنر با دین و دانش خوار گردید

خرد جز کافری کافرگری نیست
فنِ افرنگ جز مردم دری نیست

گرو ہے را گرو ہے در کمین است
خدایش یار اگر کارش چنین است

زمن دہ اہلِ مغرب را پیامے
کہ جمہور است تیغِ بے نیامے

چہ شمشیرے کہ جانہای ستانم
تمیزِ مسلم و کافر ندانم

نہ ماند در غلافِ خود زمانے
بود جانِ خود و جانِ جہانے

- فرنگ بغیر مضراب اور ساز کے کوئی آواز نہیں رکھتا ،
  نہ وہ طیارے کے بغیر پرواز کر سکتا ہے ۔
  (قلب کی آواز اور رُوح کی پرواز سے محروم ہے)
- اس کے باغ سے ویران کھیتی ، اور اس کے شہروں سے بیابان بہتر ہیں ۔
- اس کے کارواں کی کوشش رہزن کی طرح ہے ،
  اور ان کے پیٹ روٹی کی دوڑ دھوپ میں لگے ہوئے ہیں ۔
- رُوح خوابیدہ ہے اور تن بیدار ہے ،
  دین و دانش کے ساتھ اس کا ہُنر بھی خوار ہو چکا ہے ۔
- اس کی خرد کافری اور کافرگری کے سوا اور کچھ نہیں ،
  فرنگیوں کا فن (آرٹ) صرف آدمیوں کو چیرنا پھاڑنا ہے ۔
- ہر گروہ دوسرے گروہ کی گھات میں ہے ، اگر معاملہ یہی رہا ، تو پھر ان سے بھلائی کی کوئی اُمید نہ رکھ ۔
- میری طرف سے اہلِ مغرب کو یہ پیام دو ، کہ جمہوریت تیغِ بے نیام ہے ۔
- یہ ایسی شمشیر ہے جو ہر ایک کی جان نکال لیتی ہے ،
  اسے مسلم و کافر کی کوئی تمیز نہیں ۔
- یہ ایک لمحہ بھی نیام میں نہیں رہتی ،
  اپنی جان بھی گنواتی ہے اور جہان کی جان بھی ۔

سوال (۸)

کدامی نکتہ رانطق است انا الحق
چہ گوئی ہرزہ بود آں رمزِ مطلق

جواب

من از رمزِ انا الحق باز گویم دگر باہند و ایراں راز گویم
منے در حلقۂ دیراں سخن گفت حیات از خود فریبے خورد و من گفت

خدا خفت و وجود ما ز خوابش
وجود ما نمودِ ما ز خوابش

مقامِ تحت و فوق و چار سو خواب سکون و سیر و شوق و جستجو خواب
دل بیدار و عقلِ نکتہ بیں خواب گمان و فکر و تصدیق و یقیں خواب

سوال (۸)

- "اَنا الحق" کس نکتے کو بیان کرتا ہے ؟
کیا تو کہتا ہے کہ یہ رمزِ مطلق مہمل ہے ؟

جواب

- مَیں اَنا الحق کی رمز پھر سے بیان کرتا ہُوں ،
ہند و ایران کے سامنے دوبارہ یہ راز کھولتا ہُوں ۔
- ایک پیرِ مغاں نے حلقۂ دَیر میں یہ بات کہی ،
حیات نے اپنے آپ سے فریب کھایا اور "میں" کہا ۔
- خدا سو گیا (استغفراللہ)
ہمارا وجود بھی اس کا خواب اور ہماری نمود بھی اس کا خواب ہے ۔
- نیچے ، اُوپر اور چار سُو (اطراف و جہات) خواب ہیں ،
سکون و حرکت اور جذبۂ شوق و جستجو سب خواب ہیں ۔
- دلِ بیدار ہو یا عقلِ نکتہ بیں ، سب خواب ہیں ،
گماں ، فکر ، تصدیق ، یقین سب خواب ہیں ۔

Marfat.com

ترا ایں چشم بیدائے بخواب است　　ترا گفتار و کردائے بخواب است

چو او بیدار گردد دیگرے نیست
متاعِ شوق را سودا گرے نیست"

فروغِ دانشِ ما از قیاس است　　قیاسِ ما ز تقدیرِ حواس است

چو حس دیگر شد ایں عالم دگر شد　　سکون و سیر و کیف و کم دگر شد

تواں گفتن جہانِ رنگ و بو نیست　　زمین و آسمان و کاخ و کو نیست

تواں گفتن کہ خوابے یا فسونے است　　حجابِ چہرۂ آں بے چگونے است

تواں گفتن ہمہ نیرنگِ ہوش است　　فریبِ پردہ ہائے چشم و گوش است

خودی از کائناتِ رنگ و بو نیست　　حواسِ ما سیانِ ما و او نیست

نگہ را در حریمش نیست راہے　　کنی خود را تماشا بے نگاہے

حسابِ روز و شش از دورِ فلک نیست
بخود بینی ظن و تخمین و شک نیست

اگر گوئی کہ من وہم و گمان است　　نمودش چوں نمودِ ایں و آن است

بگو با من کہ دارائے گماں کیست؟　　یکے در خود نگر آں بے نشاں کیست؟

جہاں پیدا و محتاجِ دلیلے!　　نمی آید بہ لشکرِ جبرئیلے

خودی پنہاں ز حجت بے نیاز است!　　یکے اندیش و دریاب ایں چہ راز است!

Marfat.com

- تیری یہ چشمِ بیدار بھی خواب ہے، تیری گفتار و کردار بھی خواب ہے۔
- جب وہ بیدار ہو تو کوئی اور باقی نہیں، متاعِ شوق کا کوئی خریدار نہیں۔"
- ہماری عقل قیاس سے بڑھتی ہے، اور ہمارا قیاس ہمارے حواسِ خمسہ پر مبنی ہے۔
- جب حس بدل جائے تو دُنیا بدل جاتی ہے، اسکے سکون، حرکت اور کمی بیشی میں فرق آجاتا ہے۔
- ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ جہانِ رنگ و بُو نہیں ہے، نہ زمین آسمان ہیں اور نہ محل اور گلی کوچے۔
- کہا جا سکتا ہے کہ یہ جہان خواب یا افسوں ہے، یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ اس بے چگوں (ذات باری تعالیٰ) کے چہرے کا نقاب ہے۔
- یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ سب ہوسِ نفس کا طلسم ہے، اور چشم و گوش (دید و شنید) کے پردوں کا فریب ہے۔
- مگر خودی کا تعلق اس کائناتِ رنگ و بُو سے نہیں، ہمارے اور اس کے درمیان حواس کا تعلق بھی نہیں۔
- خودی کے حریم میں ظاہری نگاہ کا گزر نہیں، تو بغیر نگاہ کے اس کا نظارہ کرتا ہے۔
- خودی کے زمان کا حساب گردشِ افلاک سے نہیں، جب تو خود اپنی خودی کو دیکھ رہا ہو تو اس میں ظن و تخمین اور شک و شبہ کہاں باقی رہ جاتا ہے۔
- اگر تو کہے کہ "میں" وہم و گمان ہے، "میں" کی نمود بھی این و آن کی نمود کی مانند ہے۔
- پھر مجھے بتا کہ گمان کرنے والا کون ہے، ذرا اپنے اندر نظر ڈال کر مجھے بتا کہ وہ بے نشاں کون ہے؟ (جو اپنے اندر گماں پیدا کر رہا ہے)
- جہاں اگرچہ ظاہر ہے مگر پھر بھی معاملاتِ دُنیا میں دلیل سے کام چلتا ہے، اور دلیل کا یہ سلسلہ فکرِ جبرئیل میں بھی نہیں سماتا۔
- مگر خودی پنہاں ہونے کے باوجود دلیل کی محتاج نہیں،
ذرا سوچ اور سمجھ کہ یہ کیا راز ہے؟

Marfat.com

خودی را حق بداں باطل مپندار — خودی را کشتِ بے حاصل مپندار
خودی چوں پختہ گردد لازوال است — فراقِ عاشقاں عینِ وصال است!
شرر را تیز بالے می تواں داد — تپیدِ لایزالے می تواں داد
دوامِ حق جزائے کارِ او نیست — کہ او را ایں دوام از جستجو نیست
دوامِ آں بہ کہ جانِ مستعارے — شود از عشق و مستی پایدارے!
وجودِ کوہسار و دشت و در ہیچ! — جہاں فانی، خودی باقی، دگر ہیچ!
دگر از شنکر و منصور کم گوئے! — خدا را ہم برائے خویشتن جوئے

بخود گم بہرِ تحقیقِ خودی شو
انا الحق گوئے و صدیقِ خودی شو

Marfat.com

- خودی کو حق سمجھ ، اسے باطل گمان نہ کر، نہ اسے کشتِ بے حاصل (بے مقصد) خیال کر۔
- خودی جب پختہ ہو جائے تو پھر وہ ہمیشہ باقی رہتی ہے،
عُشاق کا فراق ہی عین وصال ہے۔ (فراق سے عشق پختہ ہوتا ہے)
- شرر کو پروازِ تیز اور ہمیشہ کی چمک بھی عطا ہو سکتی ہے۔
- اللہ تعالیٰ کا دوام اس کی کوشش کا نتیجہ نہیں ،
اُس نے یہ دوام جستجو سے نہیں پایا۔ (وہ از خود اَلحیّ اور اَلقیوم ہے)
- ہمارا دوام اس لحاظ سے قابلِ تعریف ہے ، کہ یہ جانِ مستعار اللہ تعالےٰ کے عشق اور اس کی مستی کے ذریعے پائیداری حاصل کرتی ہے۔
- کوہسار اور دشت و در کا وجود کچھ نہیں ،
جہان فانی ہے ، صرف خودی کو بقا ہے ، باقی کچھ نہیں۔
- اب شنکر اور منصور کی بات نہ کر۔
اللہ تعالیٰ کو بھی اپنے آپ کے ذریعے ڈھونڈ۔
- خودی کی تحقیق کے لیے اپنے اندر گم ہو جا،
"اَنا الحق" کہہ اور محوِ دی کا صدیق بن۔

Marfat.com

سوال (۹)

که شد بر سترِ وحدت واقف آخر؟
شناسایے چه آمد عارف آخر؟

جواب

تہِ گردوں مقامِ دلپذیر است — ولیکن مہر و ماہش زود میر است
بدوشِ شامِ نعشِ آفتابے — کواکب را کفن از ماہتابے
پرِ کہسار چوں ریگِ روانے — دگرگوں می شود دریا بآنے
گلاں را در کمیں باد خزاں است — متاعِ کارواں از بیمِ جان است
ز شبنم لالہ را گوہر نماند — دمے ماند دمے دیگر نماند
نوا نشنیدہ در چنگے بمیرد — شرر ناجستہ در سنگے بمیرد

مپرس از من ز ما لگیریِ مرگ!
من و تو از نفس زنجیریِ مرگ!

سوال (۹)

- آخر سرِّ وحدت سے کون واقف ہوا ؟
  کِس کے شناسا کو عارف کہا جاتا ہے ؟

جواب

- آسمان کے نیچے یہ (دُنیا) دلکش مقام ہے ،
  لیکن یہاں کے چاند، سورج جلد غروب ہو جاتے ہیں ۔
- شام کے کندھے پر آفتاب کی نعش ہے ،
  اور ستاروں کے لیے چاندنی کفن ہے ۔
- پہاڑ ریگِ رواں کی مانند اُڑتے ہیں ،
  اور دریا ایک لمحے میں بدل جاتے ہیں ۔
- گلُوں کی گھات میں بادِ خزاں ہے ، جان کا خوف ہی اس کارواں کی متاع ہے ۔ (ہر ایک کو موت کا خوف دامن گیر ہے) ۔
- گلِ لالہ پر شبنم کا موتی نہیں رہتا ،
  ایک لمحہ ہوتا ہے ، دُوسرے لمحے نہیں ہوتا ۔
- نوا سازی میں جاتی ہے کان تک نہیں پہنچتی ،
  شرر سنگ ہی میں رہ جاتا ہے باہر نہیں نکلتا ۔
- مجھ سے مرگ کی عالمگیری کے متعلق نہ پوچھ ،
  مَیں اور تُو اپنے سانس کی وجہ سے موت کے گرفتار ہیں ۔

غزل

فنا را بادہ ہر جام کردند — چہ بسیار دانہ او را خام کردند
تماشا گاہِ مرگِ ناگہاں را — جہانِ ماہ و انجم نام کردند
اگر یک ذرہ اش خوے دم آموخت — بافسونِ نگاہے رام کردند
قرار از ما چہ می جوئی کہ ما را — اسیرِ گردشِ ایام کردند

خودی در سینۂ چاکے نگہدار
از آں کوکب چراغِ شام کردند

جہاں بکسر مقامِ العلین است — دریں غربت سرائے عرفان ہمین است
در تلاشِ باطلے نیست — نصیبِ ما غمِ بے حاصلے نیست
نگہ دارند اینجا آرزو را — بہ سوزِ ذوق و شوقِ جستجو را
خودی را لا زوالے می تواں کرد — فراقے را وصالے می تواں کرد

چراغے از دمِ گرمے تواں سوخت
بسوزن چاک گردوں میتواں دوخت

خدائے زندہ بے ذوقِ سخن نیست — تجلی ہائے او بے انجمن نیست

Marfat.com

غزل

- فنا کو ہر جام کی شراب بنا دیا، کس بے دردی سے اسے عام کر دیا۔
- مرگِ ناگہاں کی تماشا گاہ کو، مہ و انجم کی دُنیا کا نام دیا۔
- اگر اس جہان کا ایک ذرّہ بھی (موت سے) بھاگنے کا انداز سیکھ لیتا ہے، تو اسے (فوراً) افسونِ نگاہ سے اسیر کر لیتے ہیں۔
- ہم سے ثبات کی کیا توقع رکھتا ہے، ہمیں تو گردشِ ایام کا اسیر بنایا گیا ہے۔
- تیرے سینۂ چاک کے اندر جو خودی ہے اس کا دھیان رکھ،
یہی وہ ستارہ ہے جسے اس جہان کی شامِ فنا کا چراغ بنایا گیا ہے۔
- یہ جہان گزر جانے والوں کا مقام ہے، اس سرائے مسافران میں عرفان کی بات یہ ہے کہ
- ہمارا دل باطل کی تلاش میں نہیں، اور نہ ہمارا غم بغیر مقصود کے ہے۔
- یہاں آرزو کا، سرورِ ذوق اور شوقِ جستجو کا تحفظ کیا جاتا ہے۔
- خودی کو لازوال بنایا جا سکتا ہے، اور (ذاتِ باری تعالےٰ سے) فراق کو وصل میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔
- خودی کے چراغ کو دمِ گرم سے روشن کیا جا سکتا ہے،
اور اس کی سوزن سے گردوں (فنا) کا چاک سیا جا سکتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ جو "الحیّ" ہیں وہ ذوقِ سخن رکھتے ہیں۔
ان کی تجلیات بغیر انجمن کے (پُرلطف) نہیں۔
(اس لیے اللہ تعالیٰ نے ایسے انسان پیدا کیے جن کی خودی پختہ ہو)

که برقِ جلوہ او بر جگر زد؟ — که خورد آں بادہ و ساغر بسر زد؟
خیالِ حسن و خوبی از دلِ کیست؟ — مہ او در طوافِ منزلِ کیست؟
اَلَستُ از خلوتِ نازے کہ برخاست؟ — بلیٰ از پردۂ سازے کہ برخاست؟
چہ آتش عشق در خاکے برافروخت! — ہزاراں پردہ یک آوازِ ما سوخت
اگر مائیم گرداں جامِ ساقی است — ببزمش گرمیٔ ہنگامہ باقی است!
مرا دل سوخت بر تنہائیٔ او — کنم سامانِ بزم آرائیٔ او

مثالِ دانہ می کارم خودی را
برائے او نگہدارم خودی را

Marfat.com

- کس نے اس کے جلوہ وجمال کی برق کو اپنے جگر پر برداشت کیا ،
کس نے اس کے عشق کی شراب پی اور کون سارا پیالہ چڑھا گیا ؟
- کس کا دل حسن وخوبی کا معیار ٹھہرا ،
اس کا چاند کس کی منزل کے طواف میں ہے ؟
- کس کی خلوتِ ناز سے اَلَسْتُ کی آواز بلند ہوئی ،
کس کے پردۂ ساز سے بَلیٰ کی صدا اٹھی ؟
- عشق نے ہماری خاک میں کیا آگ روشن کر دی ،
کہ ہماری ایک آوازِ (بلیٰ) نے ہزاروں پردے جلا دیے ۔
- اگر ہم ہیں تو جامِ ساقی کا دور بھی ہے ،
ہم ہیں تو اس کی بزم میں گرمیٔ ہا و ہُو بھی ہے ۔
- اس کی تنہائی پر میرا دل جلتا ہے ،
چنانچہ میں اس کی بزم آرائی کا سامان کرتا ہوں ۔
- میں اپنی خودی کو دانے کی مانند کاشت کرتا ہوں ،
میں اس کی خاطر اپنی خودی کا تحفظ کرتا ہوں ۔
(تاکہ میری خودی پختہ ہو کر اس کی معرفت حاصل کرے اور اس سے راز و نیاز کر سکے)

Marfat.com

خاتمہ

تو شمشیری ز کامِ خود بروں آ
بروں آ از نیامِ خود بروں آ

نقاب از ممکناتِ خویش برگیر
مہ و خورشید و انجم را بہ برگیر

شبِ خود روشن از نورِ یقیں کن
یدِ بیضا بروں از آستیں کن

کسے کو دیدہ را بر دل کشود است
شرارے کشت و پروینے درود است

شرارے جستہ گیر از درونم
کہ من مانندِ رومی گرم خونم

وگرنہ آتشش از تہذیبِ نو گیر
برونِ خود بغیر و نے اندروں میر!

Marfat.com

خاتمہ

- تو تلوار ہے اپنی نیام سے باہر آ، باہر آ، اپنے نیام سے باہر آ۔
- اپنی ممکنات سے پردہ ہٹا،
  چاند، سورج اور ستاروں کو مسخر کر۔
- اپنی رات کو نورِ یقیں سے روشن کر،
  اپنی آستین سے یدِ بیضا باہر نکال۔
- جس نے دل پر اپنی نظر رکھی،
  اس نے شرر بویا اور پروین (ستارہ) حاصل کیا۔
- میرے اندر سے اٹھتے ہوئے شرارے کو لے لے،
  میں رومیؒ کی مانند گرم خون ہوں۔
  (میرے اندر شرارے نکل رہے ہیں)
- اگر مجھ سے کچھ نہیں لیتا تو پھر تہذیبِ نو کی آتش لے لے،
  اور اس سے اپنا ظاہر چمکا اور اندر سے مرجا۔

Marfat.com

Marfat.com

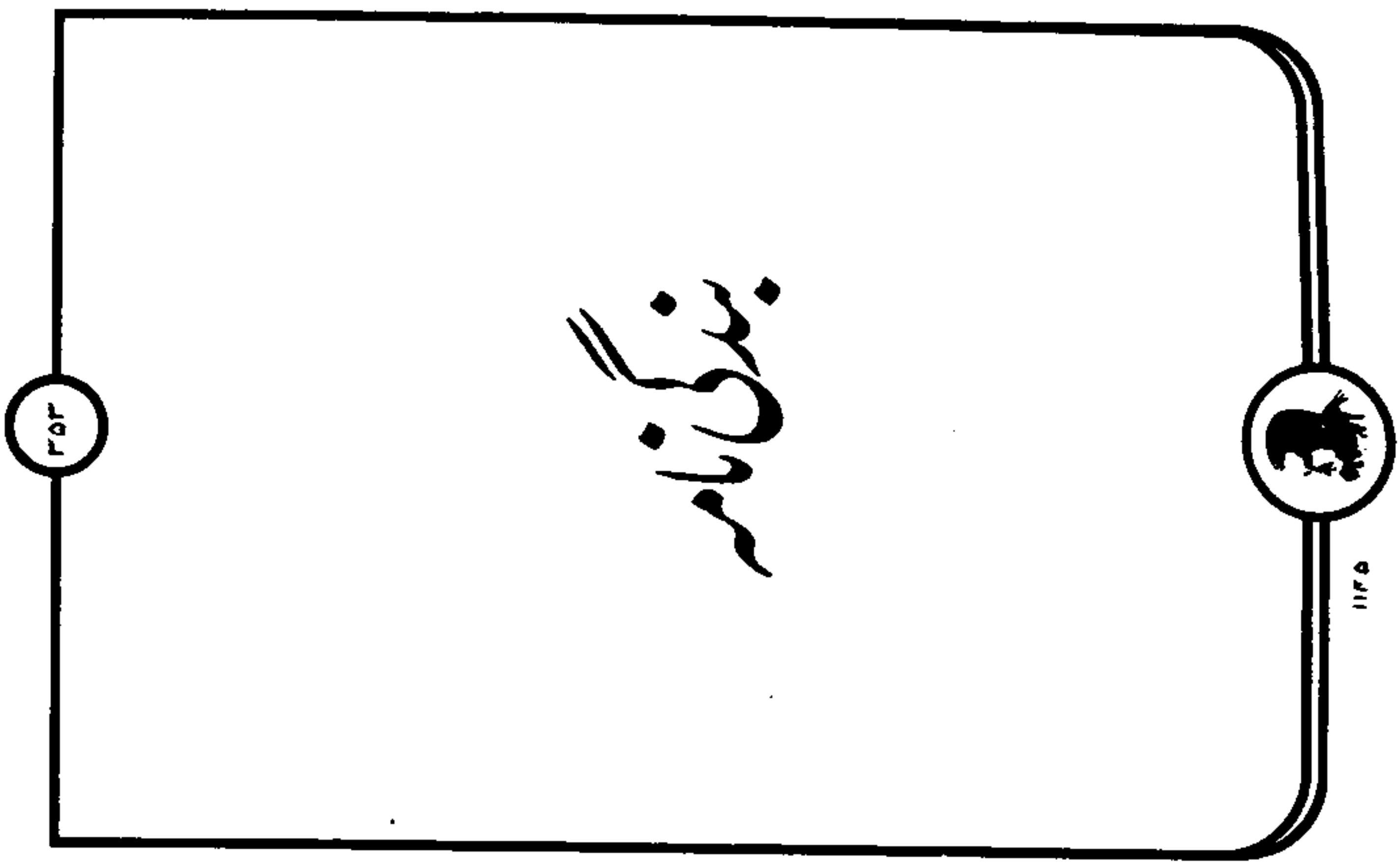

Marfat.com

بندگی نامہ

گفت با یزداں مرا گیتی فروز
تاب من شب را کند مانند روز

یاد ایامے کہ بے لیل و نہار
خفتہ بودم در ضمیر روزگار

کوکبے اندر سوادِ من نبود
گردشے اندر نہادِ من نبود

سنے ز نورم دشت و در آئینہ پوش
سنے بدر یا از جمال من خروش

آہ زیں نیرنگ و افسونِ وجود!
وائے زیں تابانی و ذوقِ نمود!

تا فتن از آفتاب آموختم
خاکدانے مردہ افروختم

خاکدانے با فروغ و بے فراغ
چہرۂ او از غلامی داغ داغ

آدمِ او صورت ماہی بہشت
آدمے یزداں کشے آدم پرست

Marfat.com

بندگی نامہ

(بندگی بمعنی غلامی)

- چاند جو جہان کو روشن کرتا ہے، اس نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں عرض کیا،
  میری چاندنی رات کو دن بنا دیتی ہے۔
- وہ بھی کیا بے لیل و نہار وقت تھا، جب مَیں زمانے کے ضمیر میں سویا پڑا تھا۔
- میرے جلو میں کوئی ستارہ نہ تھا، مجھے ابھی گردش عطا نہیں ہوئی تھی۔
- نہ میرے نور سے دشت و در آئینہ پوش تھے اور نہ میرے جمال سے سمندر میں جوار بھاٹا اٹھتا تھا۔
- مجھے اپنی اس نیرنگی اور طلسمِ وجود پر افسوس ہے،
  مَیں اپنی اس تابانی اور اظہارِ ذات پر سخت متاسف ہوں۔
- مَیں نے آفتاب سے چمکنا سیکھا، اور اس مُردہ جہان کو (اپنی چاندنی سے) چمکا دیا۔
- یہ خاکدان روشن تو ہے مگر اس میں آسودگی نہیں، کیونکہ اس کا چہرہ غلامی سے داغدار ہے۔
- یہاں ہر شخص کے گلے میں مچھلی کی مانند کانٹا پھنسا ہوا ہے،
  یہاں کے لوگ خدا کو بھول چکے ہیں اور آدمیوں کی پرستش کرتے ہیں۔

Marfat.com

تا اسیرِ آب و گل کردی مرا　　از طوافِ او خجل کردی مرا
این جہاں از نورِ جاں آگاہ نیست　　این جہاں شایانِ مہر و ماہ نیست
در فضائے نیلگوں او را بہل　　رشتۂ مانوریاں از وے گسل
یا مرا از خدمتِ او وا گذار　　یا ز خاکش آدمِ دیگر بیار

چشمِ بینا دم کبود و کور بہ
اے خدا این خاکداں بے نور بہ

از غلامی دل میرد در بدن　　از غلامی روح گردد بادِ تن
از غلامی ضعفِ پیری در شباب　　از غلامی شیرِ غاب افگندہ ناب
از غلامی بزمِ ملت فرد فرد　　این و آں با این و آں اندر نبرد
آں یکے اندر سجود این در قیام　　کار و بارش چوں صلوٰۃ بے امام
در فتد ہر فرد با فردے دگر　　ہر زماں ہر فرد را دردے دگر
از غلامی مردِ حق زناربند　　از غلامی گوہرش نا ارجمند
شاخِ او بے مہرگاں عریاں ز برگ　　نیست اندر جانِ او جز بیمِ مرگ
کور ذوق و نیش را دانستہ نوش　　مردہ و بے مرگ و نعشِ خود بدوش
آبروئے زندگی در باختہ　　چوں خراں با کاہ و جَو در ساختہ
مسکنش ہنگرِ محالِ او نگر　　رفت و بودِ ماہ و سالِ او نگر

Marfat.com

- آپ نے مجھے آب و گل کا اسیر کر کے، اس زمین کے طواف سے شرمسار کیا ہے۔
- یہ جہان رُوح کے نور سے آگاہ نہیں، اس لیے سورج اور چاند کی شان کے شایاں نہیں۔
- اسے نیلگوں فضا میں دھکیل دیں، اور ہم نوریوں کا رشتہ اس سے منقطع کر دیں۔
- یا مجھے اس کی خدمت سے فارغ کر دیں، اور یا اس جہان کی خاک سے نیا آدم پیدا کریں۔
- میری بیدار آنکھ اندھی اور بے نور ہی بہتر ہے' اس خاکدان کو (میری) روشنی کے بغیر ہی رہنے دیں۔
- غلامی میں بدن کے اندر دل مر جاتا ہے' غلامی میں رُوح بدن کے لیے بوجھ بن جاتی ہے۔
- غلامی جوان کو بوڑھوں کی مانند کمزور کر دیتی ہے، غلامی میں شیر بیشہ کے دانت جھڑ جاتے ہیں۔
- غلامی میں ملّت ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہے، ایک گروہ دوسرے گروہ سے لڑتا رہتا ہے۔
- ایک سجدے میں ہوتا ہے تو دوسرا قیام میں، ملت کا کام ایسے ہوتا ہے، جیسے امام کے بغیر نماز۔
- ہر شخص دوسرے سے اُلجھتا ہے، ہر شخص نئی راگنی الاپتا ہے۔
- غلامی میں اللہ تعالیٰ کا بندہ بھی (بت پرستی کا) زنار پہن لیتا ہے، غلام کی قیمتی متاع کو بھی کوئی نہیں پُوچھتا۔
- اس کے درخت کی شاخ بغیر خزاں کے پتوں سے عریاں ہوتی ہے' اور اسے ہر دم موت کا خوف لگا رہتا ہے۔
- وہ اتنا کور ذوق ہو جاتا ہے کہ زہر کو شہد سمجھتا ہے، بغیر موت کے مر جاتا ہے اور اپنی نعش اپنے کندھے پر اٹھائے پھرتا ہے۔
- وہ زندگی کی آبرو گنوا بیٹھتا ہے، اور گدھوں کی طرح گھاس اور جَو پر مطمئن ہو جاتا ہے۔
- اس کا تمکن اور محال دیکھ، اس کی حرکت اور زمانہ ملاحظہ کر۔

Marfat.com

روزہا در ماتمِ یک دیگر اند
در جہنم از زیگِ ساعت کمتر اند

شورہ بوم از نیشِ کژدم خارخار — مورِ او اژدر گزد و عقرب شکار
صرصرِ او آتشِ دوزخ نژاد — زورقِ ابلیس را بادِ مراد
آتشے اندر ہوا غلطیدۂ — شعلۂ در شعلۂ پیچیدۂ
آتشے از دودِ پیچاں تلخ پوش — آتشے تندر غود دریا خروش
در کنارش مارہا اندر ستیز — مارہا با کفچہ ہائے زہر ریز
شعلہ اش گیزندہ چوں کلبِ عقور — ہولناک و زندہ سوز و مردہ نور

در چنیں دشتِ بلا صد روزگار
خوشتر از محکومیِ یک دم شمار

Marfat.com

- اس کے دن ایک دوسرے کے ماتم میں ہیں ،
  اور اس کے دنوں کی رفتار ریگِ ساعت سے بھی سُست ہے ۔
  (ساعتِ ریگ وہ آلہ تھا جس سے پرانے وقتوں کا شمار کیا جاتا تھا)
- شور زمین جو بچھّو کے ڈنک سے خار خار ہو چکی ہو ،
  جس کی چیونٹی ، اژدھا کو کاٹتی اور بچھّو کا شکار کرتی ہو ۔
- جس کی بادِ صرصر میں آتش دوزخ کی گرمی ہو، جو ابلیس کی کشتی کے لیے بادِ موافق ہو۔
- جس کی ہوا آگ برساتی ہو اور اس کے اندر شعلے بھڑکتے ہوں ۔
- جس کی آگ اُٹھتے ہوئے دھوئیں میں اور تلخی پیدا کر رہی ہو ،
  جس کی آگ میں بجلی کی کڑک اور دریا کا جوش و خروش ہو ۔
- جس کے کنارے پر زہریلے پھنوں والے سانپ آپس میں لڑ رہے ہوں ۔
- جس کا شعلہ ہولناک ، زندہ سوز ، اُوپر سے بند اور کاٹنے والے کیڑے کی طرح لپٹ جانے والا ہو۔
- ایسے دشتِ بلا میں کئی صدیاں گزارنا ،
  غلامی کی ایک گھڑی سے بہتر سمجھ ۔

در بیانِ فنونِ لطیفۂ غلامان

موسیقی

مرگ ہا اندر فسونِ بندگی
من چہ گویم از فسونِ بندگی

نغمۂ او خالی از نارِ حیات
ہمچو سیلِ افتد بدیوارِ حیات

چوں دلِ او تیرہ سیمائے غلام
پست چوں طبعش نواہائے غلام

از دلِ افسردۂ او سوز رفت
ذوقِ فردا لذتِ امروز رفت

از نیٔ او آشکارا رازِ او!
مرگِ یک شہر است اندر سازِ او

ناتوان و زار می سازد ترا
از جہاں بیزار می سازد ترا

چشمِ او را اشکِ پیہم سرمہ ایست
تا توانی بر نوائے او مایست

الحذر ایں نغمۂ موت است و بس
نیستی در کسوتِ صوت است و بس

Marfat.com

دربیانِ فنونِ لطیفۂ غلاماں

موسیقی

- مَیں غلامی کے جادو کے بارے میں کیا کہوں، غلامی کے فنون میں کئی اموات پوشیدہ ہیں۔
- اس کا راگ زندگی کی آتش سے خالی ہے ،
  اور دیوارِ حیات کو سیلاب کی طرح گرا دیتا ہے۔
- غلام کی پیشانی اس کے دل کی طرح تاریک ہے ،
  اور اس کے راگ کی نوائیں اس کی فطرت کی طرح پست ہوتی ہیں۔
- اس کے دلِ افسردہ سے حرارتِ زندگی بجھ چکی ہوتی ہے ، نہ اسے اپنا مستقبل اچھا بنانے کا خیال ہوتا ہے اور نہ وہ اپنے حال سے لطف اندوز ہوتا ہے۔
- اس کے نغمے سے اس کے اندر کا راز ظاہر ہو جاتا ہے ،
  اس کے ساز میں پُورے شہر کی موت ہے۔
- اس کا راگ تجھے کمزور اور بے ہمت بناتا، اور دُنیا سے بیزار کرتا ہے۔
- مسلسل آنسو اس کی آنکھ کا سُرمہ ہیں ،
  جہاں تک ہو سکے اس کی آواز پر توجہ نہ دے۔
- اس کا نغمہ، نغمۂ موت ہے۔ اس سے بچ ،
  اس کے راگ کے لباس میں سوائے فنا کے اور کچھ نہیں۔

Marfat.com

تشنہ کامی ؟ ایں حرم بے زمزم است — در بم و زیرش ہلاکِ آدم است
سوزِ دل از دل بردغم میدہد — زہر اندر ساغرِ جم میدہد
غم دو قسم است اے برادر گوش کن — شعلۂ ما را چراغِ ہوش کن
یک غم است آں غم کہ آدم را خورد — آں غمِ دیگر کہ ہر غم را خورد
آں غمِ دیگر کہ ما را ہمدم است — جانِ ما از صحبتِ او بے غم است
اندرو ہنگامہ ہائے غرب و شرق — بحر در وے جملہ موجودات غرق
چوں نشیمن می کند اندر دلے — دل از و گردد یمِ بے ساحلے
بندگی از سردِ جاں ناآگہی است — زاں غمِ دیگر سرودِ او تہی است

من نمی گویم کہ آہنگش خطا است
بیوہ زن را ایں چنیں شیون رواست!

نغمہ باید تند رو مانندِ سیل — تا برد از دل غماں را خیل خیل
نغمہ می باید جنوں پروردہ — آتشے در خونِ دل حل کردہ
از نمِ او شعلہ پروردن تواں — خامشی را آتشِ دادن تواں
می شناسی ؟ درد است آں مقام — کاندرو بے حرف می روید کلام
نغمہ روشن چراغِ فطرت است — معنیٔ او نقشبندِ صورت است
اصلِ معنی را ندانم از کجا ست — صورتش پیداد با ما آشناست

Marfat.com

- تو پیاسا ہے ؟ تو یہ حرم بغیر زمزم کے ہے، اس کی آواز کے اتار چڑھاؤ میں آدم کی موت ہے۔
- یہ دل کو سوز سے خالی کر دیتا اور غمزدہ بنا دیتا ہے، یہ ساغرِ جم کے اندر زہر ڈال کر پیش کرتا ہے۔ (مستقبل کے بارے میں مایوس کرتا ہے)
- اے برادر اسس، میرے شعلے کو اپنی سمجھ کا چراغ بنا، میری بات سن کہ غم کی دو قسمیں ہیں۔
- ایک وہ غم ہے جو انسان کو کھا جاتا ہے، اور ایک وہ غم ہے جو ہر غم کو کھا جاتا ہے۔
- یہ دوسرا غم ہی ہمارا ساتھی ہے،
  اسس کی صحبت میں رہ کر انسان بے غم ہو جاتا ہے۔
- اس غم کے اندر مشرق و مغرب کے ہنگامے ہیں،
  وہ ایسا سمندر ہے جس میں تمام کائنات گم ہے۔
- جب یہ غم کسی دل میں اپنا نشیمن بنا لیتا ہے۔ تو اسے بحر ناپیدا کنار کر دیتا ہے۔
- چونکہ غلامی سرِ جاں سے ناآگہی ہے، اس لیے غلامی کا نغمہ اس دوسرے غم سے خالی ہوتا ہے۔
- میں نہیں کہتا کہ اسس میں زیر و بم نہیں، مگر اتنا ضرور کہوں گا کہ اس قسم کا راگ زنِ بیوہ ہی کو زیب دیتا ہے۔ یعنی اسس کا زیر و بم۔
- نغمہ سیلاب کی مانند تند رَو ہونا چاہیے، تاکہ دل کے اندر سے غموں کے لشکر نکال دے۔
- نغمہ ایسا ہونا چاہیے جس کی پرورش جنونِ عشق سے ہو اور وہ خونِ دل کے اندر آگ بھر دے۔
- جس کے نم سے شعلے کی پرورش کی جا سکے اور خاموشی کو بھی اس کا جزو بنایا جا سکے۔
- کیا تو جانتا ہے کہ موسیقی میں ایک ایسا مقام بھی ہے جس میں الفاظ کے بغیر کلام رواں رہتا ہے۔
- اگر نغمہ عشق سے روشن ہو تو وہ چراغِ فطرت ہے اور فطرت کے معانی کو صورت عطا کرتا ہے۔
- میں نہیں جانتا کہ معنی کی اصل کہاں سے ہے،
  مگر اسس کی صورت ظاہر ہے اور ہم اسس سے بخوبی واقف ہیں۔

Marfat.com

نغمہ گر معنی ندارد مردہ ایست — سوزِ او از آتشِ افسردہ ایست
رازِ معنی مرشدِ رومی کشود — فکرِ من بر آستانش در سجود
"معنی آں باشد کہ بستاند ترا — بے نیاز از نقش گرداند ترا
معنیِ آں نبود کہ کور و کر کند — مرد را بر نقش عاشق تر کند"

مطربِ ما جلوۂ معنی ندید
دل بصورت بست و از معنی رمید

Marfat.com

- اگر نغمہ معنی سے خالی ہے تو وہ مُردہ ہے ،
  اگر اس میں سوز ہو بھی ، تو وہ بجھی ہوئی آگ کا سوز ہے ۔
- مرشدِ رُومیؒ نے معنی کا راز کھولا ہے ،
  میرا فکر اس کے آستاں پر سربسجود ہے ۔
- معنی وہ ہے جو تجھے تجھ سے رہائی دلائے ،
  اور صورت سے بے نیاز کر دے ۔
- معنی وہ نہیں جو تجھے اندھا دہرا کر دے ،
  جو مرد کو صورت پر (ہی) مفتون کر دے "
- ہمارے موسیقار معنی کی طرف توجہ نہیں دیتے ،
  وہ معنی سے دُور ، صرف صورت کے شیدا ہیں ۔

مصوّری

همچناں دیدم فنِ صورتگری — نے براہیمی و رونے آزری
"راہبے در حلقۂ دامِ ہوس — دلبرے باطائرے اندر قفس
خسروے پیشِ فقیرے خرقہ پوش — مردِ کوہستانی ہیزم بدوش
نازنینے در رہِ بت خانۂ — جوگیے در خلوتِ ویرانۂ
پیرکے از دردِ پیری داغ داغ — آنکہ اندر دستِ او گل شد چراغ
مطربے از نغمۂ بیگانہ مست — بلبلے نالیدہ تارِ او گسست
نوجوانے از نگاہے خوردہ تیر — کودکے بر گردنِ بابائے پیر"

می چکد از خامہ ہا مضمونِ موت
ہر کجا افسانہ و افسونِ موت

Marfat.com

مصوّری

- مَیں نے مصوری کو بھی دیکھا ہے، نہ اس میں ابراہیمی ہے نہ آزری۔
(نہ یہ پرانی روایات توڑتی ہے، نہ نئے انداز کی تصاویر بناتی ہے)
- کہیں راہب دکھایا ہے جو دامِ ہوس میں پھنسا ہُوا ہے،
کہیں محبوب کو پنجرے میں بند پرندے کے ساتھ دکھایا ہے۔
- کہیں بادشاہ دلق پوش فقیر کے سامنے (مودّب) کھڑا ہے،
کہیں کوہستانی شخص لکڑیاں اُٹھائے ہوئے (جا رہا ہے)۔
- کہیں مندر کی طرف جاتی ہوئی نازنین ہے،
کہیں ویرانے میں بیٹھا جوگی ہے۔
- کہیں بوڑھا آدمی، جو دردِ پیری سے بے حال ہے،
اس کے ہاتھ میں بجھا ہوا چراغ دکھایا گیا ہے۔
- ایسا ساز نواز جو دوسروں کے راگ سے مست ہو،
ایسی بلبل جس نے فریاد کی اور اس کا تار ہی ٹوٹ گیا۔
- نگاہ کے تیر سے گھائل نوجوان یا بوڑھے کی گردن پر سوار بچّہ۔
- ان کے مُوقلم موت ہی کی منظر کشی کرتے ہیں،
ان کی ہر تصویر میں موت ہی کی کہانی یا افسوں ہے۔

Marfat.com

علمِ حاضر پیشِ آفل در سجود — شک بیفزود و یقیں از دل ربود
بے یقیں را لذتِ تحقیق نیست — بے یقیں را قوتِ تخلیق نیست
بے یقیں را رعشہ ہا اندر دل است — نقشِ نو آوردن او را مشکل است
از خودی دور است و رنجور است و بس — رہبرِ او ذوقِ جمہور است و بس
حسن را دریوزہ از فطرت کند — رہزنِ راہِ تہی دستے زند
حسن را از خود برون جستن خطاست — آنچہ می بائست پیشِ ما کجاست؟
نقش گر خود را چو با فطرت سپرد — نقشِ او افگند و نقشِ خود سترد
یک زماں از خویشتن رنگے نزد — بر زجاجِ ما گہے سنگے نزد
فطرت اندر طیلسانِ ہفت رنگ — ماندہ بر قرطاسِ او با پائے لنگ
بے تپش پروانۂ کم نوزاد — عکسِ فردا نیست در امروزِ او
از نگاہش رخنہ در افلاک نیست — زانکہ اندر سینہ دل بیباک نیست
خاکسار و بے حضور و شرمگیں — بے نصیب از صحبتِ روح الامیں
فکرِ او نادار و بے ذوقِ ستیز — بانگِ اسرافیلِ او بے رستخیز
خویش را آدم اگر خاکی شمرد — نورِ یزداں در ضمیرِ او مرد

لہ زبورِ عجم طبع اوّل میں یہ شعر کاتب سے سہواً حذف ہو گیا تھا معلوم اُس وقت ہوا جب کتاب تمام چھپ چکی صرف اس شعر کے لیے کتاب کے ساتھ غلط نامہ کا شائع کرنا علامہ مرحوم نے مناسب نہ سمجھا۔ (محمد حسین)

- جدید علم عزوب ہونے والوں کے سامنے سربسجود ہے، یہ شک بڑھاتا اور یقین کو دل سے نکالتا ہے۔ (حضرت ابراہیمؑ کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے)
- بے یقین میں تحقیق کا شوق پیدا نہیں ہوتا، نہ بے یقین کوئی نئی چیز تخلیق کر سکتا ہے۔
- بے یقین کا دل ہر وقت خوف سے کانپتا رہتا ہے، اس کے لیے (تصویر میں) نیا تخیل لانا مشکل ہے۔
- وہ خودی سے دور ہے اس لیے ہر وقت افسردہ خاطر ہی رہتا ہے، اس کے پیش نظر صرف عوام کا ذوق ہوتا ہے۔ (وہ عوام کے ذوق کی تربیت کرنے کی بجائے اس کی تقلید کرتا ہے)
- وہ فطرت سے حُسن کی گداگری کرتا ہے، راہزن ہے، اور مفلس پر ڈاکہ ڈالتا ہے۔
- حُسن کو اپنے سے باہر تلاش کرنا غلطی ہے، جو کچھ ہونا چاہیے وہ ہمارے سامنے کہاں؟
- جب کوئی مصوّر اپنے آپ کو فطرت کے سپرد کر دیتا ہے، تو وہ صرف فطرت کی نقالی کرتا ہے، اپنی طرف سے کوئی نئی چیز پیدا نہیں کرتا۔
- وہ کبھی نقش کو اپنا رنگ نہیں دیتا، کبھی ہمارے شیشے پر پتھر کی ضرب نہیں لگاتا۔
- وہ کینوس پر اپنے قلم سے، مختلف رنگوں میں فطرت کی ادھوری نقالی کرتا ہے۔
- اس کا پروانہ کم سوز بغیر تپش کے ہے، اس کے حال میں مستقبل کی کوئی جھلک نہیں۔
- اس کی نگاہ افلاک کو نہیں چیر سکتی، کیونکہ اس کے سینے میں دلِ بیباک نہیں۔
- وہ (ہر وقت) احساسِ کمتری میں مبتلا پراگندہ ذہن اور اپنے کیے پر شرمندہ رہتا ہے، کیونکہ وہ رُوح الامینؑ کی صحبت (کے فیض) سے محروم ہے۔
- اس کا فکر تہی دامن اور جدوجہد کے ذوق کے بغیر ہے، اس کی آوازِ صور سے قیامت برپا نہیں ہوتی۔
- اگر انسان اپنے آپ کو صرف خاکی سمجھے، تو اس کے اندر کا خدائی نور مُردہ ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

چوں کلیمے شد بروں از خویشتن　　دستِ او تاریک و چوبِ او رسن

زندگی بے قوتِ اعجاز نیست
ہر کسے دانندۂ ایں راز نیست

آں ہنرمندے کہ بر فطرت فزود　　رازِ خود را بر نگاہِ ما کشود

گرچہ بحرِ او ندارد احتیاج　　می رسد از جوئے ما او را خراج

چیں رباید از بساطِ روزگار　　ہر نگار از دستِ او گیرد عیار

حورِ او از حورِ جنت خوشتر است　　منکرِ لات و مناتش کافر است

آفریند کائناتِ دیگرے　　قلب را بخشد حیاتِ دیگرے

بحر و برِ موجِ خویش را بر خود زند　　پیشِ ما موجش گہری افگند

زاں فراوانی کہ اندر جانِ اوست　　ہر تہی را پر نمودن شانِ اوست

فطرتِ پاکش عیارِ خوب و زشت　　صنعتش آئینہ دارِ خوب و زشت

عینِ ابراہیم و عینِ آزر است　　دستِ او ہم بت شکن ہم بت گر است

ہر بنائے کہنہ را بر می کند
جملہ موجودات را سوہاں زند

در غلامی تن ز جاں گردد تہی　　از تنِ بے جاں چہ امید بہی

ذوقِ ایجاد و نمود از دل رود　　آدمی از خویشتن غافل رود

Marfat.com

- ایسا کلیم جب اپنے آپ سے باہر آتا ہے تو اس کا یدِ بیضا تاریک اور عصا محض رسّی ہوتا ہے۔
- قوتِ اعجاز کے بغیر زندگی نہیں، مگر ہر کوئی اس راز کو نہیں سمجھتا۔
- جو ہُنرمند (آرٹسٹ) فطرت کی تخلیق پر اضافہ کرتا ہے وہ ہماری نگاہ پر اپنا رازِ (فکر) ظاہر کرتا ہے۔
- اگرچہ فطرت کے بحر کو ہماری ضرورت نہیں، لیکن جب ہم اس کے سمندر سے اپنی ندی نکالتے ہیں، تو وہ اسے خراجِ (تحسین) پیش کرتی ہے۔
- وہ بساطِ روزگار کے شِکن دُور کرتا ہے، اس کے ہاتھ کا بنایا ہُوا نقش ہر محبُوب کے لیے معیار تصور ہوتا ہے۔
- اس کی حُور، حُورِ جنّت سے بہتر ہے اور اس کے لات و منات کا منکر (یعنی اس کی جنگری کے معیار کو تسلیم نہ کرنے والا) کافر ہے۔
- وہ نئی کائنات تخلیق کرتا ہے، وہ قلب کو نئی زندگی بخشتا ہے۔
- وہ ایسا سمندر ہے جو اپنی موج سے نبرد آزما ہے،
  تب اس کی موج ہمارے سامنے موتی لا ڈالتی ہے۔
- اس کی ذات کے اندر جو فراوانی ہے، اسکی وجہ سے ہر خالی کو پُر کر دینا اس کی شان ہے۔
- اسکی فطرتِ پاک خوب ناخوب کا معیار ہے اور اسکی تخلیق خوب ناخوب کو واضح کرتی ہے۔
- وہ ابراہیم بھی ہے اور آزر بھی، اس کا ہاتھ بُت شِکن بھی ہے اور بُت گر بھی۔
  (یعنی وہ آرٹ کے پرانے معیار توڑ کر نئے معیار قائم کرتا ہے)
- وہ ہر پرانی بنیاد کو اکھاڑ پھینکتا ہے، وہ ساری موجودات کو تیز کر دیتا ہے۔
  (موجودات کو نیا رنگ دیتا ہے)
- غلامی میں بدن، جان سے خالی ہوتا ہے،
  اور تنِ بے جاں سے بھلائی کی کیا اُمید رکھی جا سکتی ہے۔
- دل میں ایجاد اور اظہار کا ذوق باقی نہیں رہتا، آدمی اپنے آپ سے غافل ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

جبرئیلے را اگر سازی غلام — برقتد از گنبدِ آئینه فام
کیشِ او تقلید و کارش آذری ست — ندرت اندر مذہبِ او کافری ست
تازگیہا دہم و شک افزایدش — کہنہ و فرسودہ خوش می آیدش
چشمِ او بر رفتہ از آئندہ کور — چون محبا در رزق او از خاکِ گور
گر ہنر این است مرگِ آرزوست — اندرونش زشت و بیرونش نکوست

طائرِ دانا نمی گردد اسیر
گرچہ باشد دامے از تارِ حریر

- اگر تو جبرئیلؑ کو غلام بنالے ،
تو وہ بھی (آسمان کے) گنبدِ آئینہ سے نیچے گر پڑے گا۔
- غلام کا مسلک تقلید اور اس کا کام بُت گری ہے ،
اس کے مذہب میں نُدرت (نئی چیز پیدا کرنا) کافری شمار ہوتی ہے۔
- نئی چیزیں اس کا وہم وشک بڑھا دیتی ہیں ،
وہ کہنہ اور فرسُودہ پر خوش رہتا ہے۔
- اس کی نظر صرف ماضی پر رہتی ہے اور وہ مستقبل کے بارے میں
اندھا ہوتا ہے، مجاور کی طرح وہ اپنا رزق قبر کی مٹی سے حاصل کرتا ہے۔
(مردہ روایات کا پجاری بن جاتا ہے)
- اگر یہی ہنر ہے، تو اس میں آرزو کی موت ہے ،
ایسے ہُنر کا اندرون مکروہ اور بیرون کوبصورت ہے۔
- سمجھدار پرندہ اسیر نہیں ہوتا خواہ جال ریشمی ہو۔
(سمجھدار لوگ ایسے آرٹ سے متاثر نہیں ہوتے)

Marfat.com

مذہبِ غلاماں

در غلامی عشق و مذہب را فراق — انگبینِ زندگانی بد مذاق
عاشقی؟ توحید را بر دل زدن — وا نگہے خود را بہر مشکل زدن
در غلامی عشق جز گفتار نیست — کارِ ما گفتارِ ما را یار نیست

کاروانِ شوق بے ذوقِ رحیل
بے یقین و بے سبیل و بے دلیل

دین و دانش را غلام ارزاں دہد — تا بدن را زندہ دارد جاں دہد
گرچہ بر لب ہائے او نامِ خداست — قبلۂ او طاقِ فرمانروا ست
طاقتے نامش دروغِ با فروغ — از بطونِ او نزاید جز دروغ
ایں صنم تا سجدہ اش کردی خداست — چوں یکے اندر قیام آئی فناست
آں خدا نانے دہد جانے دہد — ایں خدا جانے برد نانے دہد
آں خدا یکتاست ایں صد پارہ ایست — آں ہمہ را چارہ ایں بیچارہ ایست
آں خدا در مانِ آزارِ فراق — ایں خدا اندر کلامِ اتفاق
بندہ را با خویشتن خو گر کند — چشم و گوش و ہوش را کافر کند

Marfat.com

مذہبِ غلاماں

- غلامی میں عشق اور مذہب کو علیحدہ سمجھا جاتا ہے (اس سے) زندگی کے شہد کا ذائقہ بگڑ جاتا ہے۔
- عاشقی کیا ہے؟ توحید کو دل پر منقش کرنا، اور اس طرح ہر مشکل کے مقابلے پر ڈٹ جانا۔
- غلامی میں عشق گفتار کے علاوہ اور کچھ نہیں، غلامی میں عمل گفتار کا ساتھ نہیں دیتا۔
- قافلۂ عشق میں سفر کا ذوق باقی نہیں رہ جاتا، وہ بے یقین، بے راہ اور بغیر راہبر کے رہ جاتا ہے۔
- غلام دین و دانش کو سستا بیچ دیتا ہے، بدن کو زندہ رکھنے کے لیے جان فروخت کر دیتا ہے۔
- اگرچہ اس کی زبان پر اللہ تعالیٰ کا نام ہوتا ہے مگر اس کا قبلہ حکمران کی طاقت ہے۔
- اس کی طاقت مسلسل جھوٹ کا نام ہے اور اسکے اندر سے سوائے جھوٹ کے کچھ پیدا نہیں ہوتا۔
- اس بت کے سامنے آپ جب تک سجدہ میں پڑے رہیں تو یہ خدا ہے، اگر ایک بار اس کے سامنے اُٹھ کھڑے ہوں تو وہ ختم ہے۔
- خدائے حقیقی روٹی بھی دیتا ہے جان بھی عطا کرتا ہے،
  یہ (جھوٹا خدا) جان لے کر (اس کے عوض) روٹی دیتا ہے۔
- وہ خدا یکتا ہے، یہ ٹکڑوں میں بٹا ہوا ہے، وہ سب کا چارہ ساز ہے، یہ بے چارہ ہے۔
- وہ خدا قول و فعل کے تضاد کی بیماری کا علاج ہے،
  اس خدا کے اپنے کلام کے اندر نفاق ہے۔
- یہ خدا اپنے بندے کو اپنے آپ سے خوگر بنا لیتا ہے (وہ اسکی مرضی کے مطابق سوچتا ہے)
  اور اس کی چشم و ہوش و گوش کو کافر بنا دیتا ہے۔
  (وہ ان کے تاثرات سے صحیح فائدہ نہیں اُٹھا سکتا)

Marfat.com

چوں بجانِ عہدِ خود راکب شود
جاں بہ تن لیکن ز تن غائب شود

زندہ و بے جاں چہ راز است ایں نگر
با تو گویم معنیٔ رنگیں نگر

مردن و ہم زیستن اے نکتہ رس
ایں ہمہ از اعتبارات است و بس

ماہیاں را کوہ و صحرا بے وجود
بہرِ مرغانِ قعرِ دریا بے وجود

مردِ کر سوزِ نوا را مردہ ا
لذتِ صوت و صدا را مردہ

پیشِ چنگے مست و مسرور است کور
پیشِ رنگے زندہ در گور است کور

روح باحق زندہ و پائندہ ایست
ورنہ ایں را مردہ آں را زندہ ایست

آنکہ حیٌ لایموت آمد حق است
زیستن باحق حیاتِ مطلق است

ہر کہ بے حق زیست جز مردار نیست
گرچہ کس در ماتمِ او زار نیست

از نگاہش دیدنی ہا در حجاب
قلبِ او بے ذوق و شوقِ انقلاب

سوزِ مشتاقی بکردارش کجا
نورِ آفاقی بگفتارش کجا

مذہبِ او تنگ چوں آفاقِ او
از عشا تاریک تر اشراقِ او

زندگی بارِ گراں بر دوشِ او
مرگِ او پروردہ آغوشِ او

عشق را از صحبتش آزار ہا
از دمش افسردہ گردد نار ہا

نزدِ آں کرمے کہ از گل بر نخاست
مہر و ماہ و گنبدِ گرداں کجاست

Marfat.com

- جب وہ اپنے غلام کی روح پر سوار ہوتا ہے، تو غلام کی جان بدن میں رہتے ہوئے بھی بدن سے غائب ہو جاتی ہے۔
- زندہ اور بے جان یہ کیا راز ہے؛ دیکھ، میں تجھیں اس کے مزید ارمغنی بناتا ہوں۔
- اے نکتہ رس! موت اور زندگی سب اعتباری (اضافی) ہیں۔
- مچھلیوں کے لیے کوہ و صحرا کا کوئی وجود نہیں، پرندوں کے لیے دریا کی تہ موجود نہیں۔
- ہر شخص سوزِ نوا کی نسبت سے مردہ ہے، کیونکہ وہ صوت و صدا کی لذت سے محروم ہے۔
- ساز کے سامنے اندھا شاداں و فرحاں ہے مگر رنگ کے سامنے اندھا زندہ در گور ہے۔
- روح، اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق ہی سے زندہ و پائندہ ہے، اگر یہ تعلق نہ رہے تو پھر وہی ایک اعتبار سے زندہ ہے اور دوسرے اعتبار سے مُردہ ہے۔
- صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہی کی زندگی ایسی زندگی ہے، جسے موت نہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم کرنے ہی سے حیاتِ جاوداں حاصل ہوتی ہے۔
- جو اللہ تعالیٰ سے تعلق منقطع کر لیتا ہے وہ مُردہ ہے، اگرچہ کوئی اس کا ماتم گسار نہیں۔
- اس کی نگاہ سے قابلِ دید چیزیں پنہاں رہتی ہیں،
  اس کا قلب ذوق و شوقِ انقلاب سے خالی ہوتا ہے۔
- اس کا کردار (سوزِ عشق) سے، اور اس کی گفتار خدائی نور سے خالی ہے۔
- اس کا مذہب اس کے ذہنی اُفق کی مانند تنگ ہے، اس کی اشراق (سورج نکلنے کے بعد کا وقت) اس کی عشا (رات) سے بھی زیادہ تاریک ہوتی ہے۔
- زندگی اسکے کندھوں پر بوجھ ہے، وہ اپنی آغوش میں اپنی موت کی پرورش کرتا ہے۔
- اس کی صحبت میں عشق کو کئی بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں،
  اس کی سانس آتشِ (عشق) کو افسردہ کر دیتی ہے۔
- وہ کیڑا جو مٹی سے باہر نہیں نکلتا، وہ مہر و مہ اور آسمان کو کیا جانے۔

Marfat.com

از غلامے ذوقِ دیدارے مجوے
از غلامے جانِ بیدارے مجوے

دیدۂ او محنتِ دیدن نبرد
در جہاں خورد و گراں خوابید و مرد

حکمراں بخشایدش بندے اگر
می نہد بر جانِ او بندے دگر

سازد آئینے گرہ اندر گرہ
گوید ش می پوشش ازیں آئیں زرہ

ریزہ ریزِ قہر کیں بنمایدش
بیمِ مرگِ ناگہاں افزایدش

تا غلام از خویش گردد ناامید
آرزو از سینہ گردد ناپدید

ق

گاہ او را خلعتِ زیبا دہد
ہم زمامِ کار در دستش نہد

مہرہ را شاطر ز کف بیروں جہاند
بیذقِ خود را بفرزینی رساند

نعتِ امروز را شیدا ش کرد
تا بمعنی منکرِ فردا ش کرد

تن ستبر از مستیِ مہرِ ملوک
جانِ پاک از لاغریِ مانندِ دوک

گر دو دارد زار و زبوں یک جانِ پاک
بہ کہ گردد دستریۂ تن ہا ہلاک

بند بر پا نیست بر جان و دل است
مشکل اندر مشکل اندر مشکل است

- غلام کے اندر حق تعالیٰ کے جمال کے دیدار کا ذوق تلاش نہ کر نہ اسکے اندر جانِ بیدار کی جستجو کر۔
- غلام کی آنکھ (حقیقت کو) دیکھنے کے لیے (کوشش و) محنت نہیں کرتی، دنیا میں اس کا کام کھانا، غفلت کی نیند سونا اور پھر مر جانا ہے۔
- اگر اس کا حکمران اسکا ایک بند کھول دیتا ہے تو اسے دوسرے بند میں جکڑ دیتا ہے۔
- وہ اسکے لیے ایسا آئین بناتا ہے جس میں کئی پیچ ہوں، پھر وہ اس آئین کو (مزید ظلم کرنے کے لیے) زرہ (جواز) بناتا ہے۔
- وہ غلام کو قہر و سختی کا جلوہ دکھاتا ہے اور اس طرح اس کے اندر جو مرگِ ناگہاں کا خطرہ ہوتا ہے اس میں اور اضافہ کر دیتا ہے۔
- تاکہ وہ اپنے آپ سے ناامید ہو جائے (اسے اپنے آپ پر اعتماد نہ رہے) اسکے اندر سے (کچھ بننے) کی آرزو ختم ہو جائے۔
- کبھی اسے ریشم کی خلعت عطا کرتا ہے اور کبھی اسکے ہاتھ میں تھوڑا سا اختیار بھی دے دیتا ہے۔
- شاطر (آقا) اپنے مُہرے اس طرح پھینکتا ہے کہ اپنے پیادے کو وزیر کے سامنے کر کے (غلام) کو بے بس کر دیتا ہے۔
- یہاں تک کہ وہ اپنے غلام کو فوری نعمتوں (مفادات) کا شیدا بنا دیتا ہے، تاکہ غلام مستقبل کی بہتری کا خیال چھوڑ دے۔
- غلام کا بدن آقا کی مہربانیوں کی وجہ سے موٹا ہو جاتا ہے اور اس کی روح تکلے کی طرح باریک (کمزور) ہو جاتی ہے۔
- (حالانکہ) ایک جان کے نحیف و نزار ہونے سے یہ بہتر ہے کہ بدن کی کئی بستیاں (بالکل) نیست و نابود ہو جائیں۔
- زنجیر غلام کے پاؤں میں نہیں ہوتی بلکہ اس کے دل و جان (سوچ اور ہمت) پر ہوتی ہے یہی مشکل اندر مشکل اندر مشکل ہے۔

Marfat.com

در فنِ تعمیرِ مردانِ آزاد

یک زماں با رفتگان صحبت گزین
صنعتِ آزاد مردان هم ببین

خیز و کارِ ایبک و غوری بنگر
دانا چشمے اگر داری جگر

خویش را از خود بروں آوردہ اند
ایں چنیں خود را تماشا کردہ اند

سنگ با سنگ پیوستہ اند
روزگارے را بآنے بستہ اند

دیدنِ او پختہ تر سازد ترا
در جہانِ دیگر اندازد ترا

نقش سوئے نقشگر می آورد
از ضمیرِ او خبر می آورد

ہمتِ مردانہ و طبعِ بلند
در دلِ سنگ ایں دلِ از کجا مند

سجدہ گاہِ کیست ایں از من بپرس
بے خبر! رو و او جاں از تن بپرس

وائے من از خویشتن اندر حجاب
از فراتِ زندگی ناخوردہ آب

وائے من از پیچ و تابِ بر کندہ
از مقامِ خویش دور افگندہ

Marfat.com

مردانِ آزاد کا فنِ تعمیر

- ایک لمحہ کے لیے گزرے ہوؤں کی صحبت اختیار کر اور آزاد مردوں کا فن بھی دیکھ۔
- اگر تیرے اندر حوصلہ ہے تو اپنی آنکھ کھول، اُٹھ اور قطب الدین ایبک اور شیر شاہ سوری کے کرشمے دیکھ۔
- انھوں نے تعمیرات میں اپنے آپ کو ظاہر کر کے خود اپنا نظارہ کیا ہے۔
- انھوں نے پتھر کو پتھر سے وابستہ کر کے پورے عہد کو ایک لمحہ میں مقید کر دیا ہے۔
- ان تعمیرات کو دیکھنا تمھاری شخصیت کو پختہ تر بنانا،
  اور تمھیں ایک اور جہان میں لے جاتا ہے۔
- فن اپنے فنکار کی طرف لے جاتا ہے اور اس کے ذہنِ رسا کا پتہ دیتا ہے۔
- ان عمارتوں کو دیکھنے سے ان کے پتھر میں،
  ہمتِ مردانہ اور طبعِ بلند کے دو قیمتی موتی نظر آتے ہیں۔
- مجھ سے نہ پوچھ کہ یہ شاہکار کس کی سجدہ گاہ ہیں،
  بے خبر! رُوح کے احوال کو بدن کیا بتا سکتا ہے۔
- افسوس ہے مجھ پر کہ میں اپنے آپ سے حجاب میں ہوں۔ (اپنے آپ کو ظاہر نہیں کر سکا)
  میں نے زندگی کے دریا سے پانی نہیں پیا۔
- افسوس مجھ پر کہ میں نے اپنی بنیادیں کھو دی ہیں،
  اور اپنے مقام سے دُور جا پڑا ہوں۔

محکمی ہا از یقینِ محکم است　　وائے بر شلخِ یقینم بے نم است

در من آں نیروئے الا اللہ نیست

سجدہ ام شایانِ ایں درگاہ نیست

یک نظر آں گوہرِ نایاب نگر　　تاج را در زیرِ مہتاب نگر

مرمرش ز آبِ رواں گرندہ تر　　یک دمِ آنجا از ابد پائندہ تر

عشقِ مرداں ستر خود را گفتہ است　　سنگ را با نوکِ مژگاں سفتہ است

عشقِ مرداں پاک رنگیں چوں بہشت　　می کشاید نغمہ ہا از سنگ و خشت

عشقِ مرداں نقدِ خوباں را عیار　　حسن را ہم پردہ در ہم پردہ دار

ہمتِ او آنسوئے گردوں گذشت　　از جہانِ چند و چوں بیروں گذشت

زانکہ در گفتن نیاید آنچہ دید

از ضمیرِ خود نقابے بر کشید

از محبت جذبہ ہا گردد بلند　　ابر می گیرد ز دنا ارجمند

بے محبت زندگی ماتم ہمہ　　کار و بارش زشت و ناحکم ہمہ

عشق صیقل می زند فرہنگ را　　جوہرِ آئینہ بخشد سنگ را

اہلِ دل را سینۂ سینا دہد　　با ہنرمنداں یدِ بیضا دہد

پیشِ او ہر ممکن و موجودمات　　جملہ عالم تلخ و او شاخِ نبات

- استحکام یقینِ محکم ہی سے حاصل ہوتا ہے ،
  افسوس کہ میری شاخِ یقیں سُوکھ چکی ہے ۔
- میرے اندر اِلّا اللہ کی قوت نہیں ، میرا سجدہ اس درگاہ کے لائق نہیں ۔
- ایک نظر اس گوہرِ نایاب کو دیکھ ، تاج محل کا چاندنی رات میں نظارہ کر ۔
- اس کا سنگِ مرمر آبِ رواں سے بھی زیادہ تیز رو ہے (اس پر نظر نہیں ٹھہرتی) وہاں کا ایک لمحہ ابد سے پائندہ تر ہے ۔
- (اس عمارت کے ذریعے) عشقِ مرداں نے اپنا بھید کہا ہے ،
  (گویا) پتھروں کو بلکوں کی نوک سے پرو دیا ہے ۔
- عشقِ مرداں بہشت کی مانند پاک اور رنگیں ہے ، وہ سنگ و خشت سے نغمے پیدا کر لیتا ہے ۔
- عشقِ مرداں محبوبوں (کے جمال) کی قیمت کا معیار ہے ، وہ حُسن کے چہرے سے پردہ بھی اٹھاتا ہے اور حُسن کی حفاظت بھی کرتا ہے ۔ (پردہ در اور پردہ دار)
- اس کی ہمت افلاک سے آگے بڑھ جاتی ہے ، وہ اس جہانِ چند و چوں سے باہر نکل جاتا ہے ۔
- کیونکہ جو کچھ وہ دیکھتا ہے وہ الفاظ میں نہیں سماتا ،
  اس لیے وہ اپنے اندرون سے نقاب اٹھا دیتا ہے ۔
- محبت سے جذبات میں بلندی پیدا ہوتی ہے ،
  یہ بے قدر و قیمت کی قیمت بڑھا دیتی ہے ۔
- محبت کے بغیر زندگی سرتا پا ماتم ہے ، اس کا سارا کاروبار قبیح و ناپختہ ہے ۔
- عشق عقل کو چمکا دیتا ہے ، وہ پتھر کو آئینے کی طرح شفاف بنا دیتا ہے ۔
- عشق سے اہلِ دل کا سینہ جلوہ گاہِ سینا بن جاتا ہے ، وہ ہنرمندوں کو یدِ بیضا عطا کرتا ہے ۔
- عشق کے سامنے تمام ممکنات و موجودات ہیچ ہیں ،
  ساری دُنیا تلخ ہے اور صرف عشق مصری کی ڈلی ہے ۔

Marfat.com

گرمیِ افکارِ ما از نارِ اوست　　آفرینِ جاں دمیدن کارِ اوست
عشق مور و مرغ و آدم را اجل است　　عشق تنہا ہر دو عالم را اجل است
دلبری بے قاہری جادوگری است　　دلبری با قاہری پیغمبری است

ہر دو را دستور ہا آمیختہ عشق!
عالمے در عالمے انگیختہ عشق!

Marfat.com

- ہمارے افکار کی گرمی آتشِ عشق سے ہے،
پیدا کرنا اور اس میں رُوح پھُونکنا عشق ہی کا کام ہے۔
- چیونٹی، پرندے اور انسان سب کے لیے عشق کافی ہے۔
"اکیلا عشق دونوں جہانوں کے لیے بس ہے"۔
- دلبری (جمال) بغیر قاہری (جلال) کے (محض) جادوگری ہے،
دلبری قاہری کے ساتھ ہو تو پیغمبری ہے۔
- عشق اپنے کاموں میں ان دونوں کو ملا دیتا ہے،
اور اس طرح اس جہان کے اندر ایک نیا جہان پیدا کرتا ہے۔

Marfat.com

زندہ جاوید کتابیں

جوہرِ اقبال

غبدالرحمٰن طارق

ضخامت: ۵۷۰ صفحات۔ قامت: ۹ × ۵½

حکیم الامت علامہ اقبال کے ایسے رفیع الشان، اور معرکتہ الآراء موضوعات فکر و نظر کی تفصیل سے تشریح و توضیح کی گئی ہے جو مسلمانوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح میں ایک بنیادی عظمت و اہمیت رکھتے ہیں۔ ایک مستند اور جامع کتاب، چوتھا ایڈیشن شائع ہوا ہے۔

اقبال کا فلسفۂ سیاسیات

ڈاکٹر محی الدین شوکت مسلم

ضخامت: ۵۲۰ صفحات۔ قامت: ۹ × ۵½

اسلامی ریاست میں اصول و آئین کا جائزہ لیا گیا ہے جسے علامہ اقبال نے فلسفیانہ تفکر کے مختلف مراحل طے کرنے کے بعد اپنا محورِ فکر بنایا۔ علامہ اقبال کی عملی سیاسی زندگی کی ترجمان، اور فلسفہ سیاسیات پر مستند کتاب۔ قیمت: ۸۰ روپے

حیاتِ اقبال

ایم۔ ایس۔ ناز

ولادت سے رحلت تک کی زندگی کا ورق ورق ایک نئے اور فکر انگیز انداز میں۔ اس کتاب سے ایسے کئی مغالطے دُور ہو جائیں گے جو نئی نسل کے ذہنوں کو مسموم کرنے کیلئے پیدا کئے جاتے رہے۔ ایک مکمل سوانح حیات

آدابِ خود آگاہی

اے۔ رحمٰن

تصوف کے مثبت پہلوؤں کو لے کر کلام اقبال کے بیانات کی مزید وضاحتیں یا تائیدیں فاضل مصنف نے صوفیاء کی کتابوں سے حاصل کی ہیں۔ ان حاشیوں کی وضاحت بھی کی جو اقبال اور صوفیا کے ہاں پائی جاتی ہیں۔ قیمت

اسرارِ شہنشاہی

اے۔ رحمٰن

ماضی کے عروج و زوال کی داستان اور حال و مستقبل کے جملہ حالات و امکانات اور جزئیات و ارتباط کے ساتھ یہ داستان ایسی دردمندی اور جاں سوزی کے ساتھ بیان کی گئی ہے کہ اُسے پڑھ کر آنکھیں پُرنم، ذہن متوحش اور دل افسردہ ہو جاتا ہے۔

——— ان کتب کے علاوہ ———

• اقبال کے ہم صفیر • اقبال کا ادبی نصب العین • اورانِ اقبال • اقبال اور تحریکِ پاکستان جیسی کتب بھی شائع کی ہیں آج ہی مکمل فہرست مطبوعات طلب فرمائیں اور پسندیدہ کتب کا انتخاب کیجئے۔

شیخ غلام علی اینڈ سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ پبلشرز

۱۹۹۔ سرکلر روڈ، چوک انارکلی، لاہور ۲ / ۵۴۰۰۰

Marfat.com

زندہ رُود ①

حیاتِ اقبالؒ کا تشکیلی دور

زندہ رُود ②

حیاتِ اقبالؒ کا وسطی دور

زندہ رُود ③

حیاتِ اقبالؒ کا اختتامی دور

سوانح اقبالؒ کی ترتیب کا تین جلدوں پر مشتمل یہ سلسلۂ کتب **جاوید اقبال** کی نو برس کی تحقیق کا نتیجہ ہے۔ تینوں جلدیں علامہ اقبالؒ کی نجی اور فکری زندگی سے حقیقی معنوں میں شناسائی کے لیے ایک کلید کی حیثیت رکھتی ہیں۔ پس حیاتِ اقبالؒ کے موضوع پر اگر آپ کسی مستند تحریر کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں تو ہمارے سلسلۂ کتب سے استفادہ کیجیے، کیوں کہ یہ اقبالیاتی ادب میں ایک اچھوتا اضافہ ہے!

شیخ غلام علی اینڈ سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ پبلشرز

لاہور ● حیدرآباد ● کراچی

Marfat.com

قمر سیلوی روڈ
محلت
053-3526062
0300-9826100
قمر العلوم

اُردو جامع انسائیکلوپیڈیا

جلد اول کے بعد جلد دوم بھی شائع ہو گئی

اب یہ مکمل سیٹ دو جلدوں میں دستیاب ہے۔

اتنی ضخیم، جامع اور مدلل انسائیکلوپیڈیا
اُردو زبان کی تاریخ میں آج تک شائع نہیں ہوئی۔

آپ کی لائبریری اِس کے بغیر نامکمل ہے

بڑا سائز • مکمل دو جلدوں میں • 1924 صفحات

شیخ غلام علی اینڈ سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ پبلشرز

۱۹۹۔ سرکلر روڈ • چوک انارکلی • لاہور ۵۴۰۰۰/۲

قلم دان
رسیالوی روڈ
گجرات
053-3526063
0300-9626

Marfat.com

شیخ غلام علی اینڈ سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، پبلشرز،

لاہور ○ حیدرآباد ○ کراچی